مدارس اسلامیہ کے تعلیمات وانتظامات سے متعلق، تجرباتِ اکابر کا نچوڑ

مُنتظمِ مدارس

دینیات، ناظرہ، حفظ

جلد اوّل

پسند فرمودہ

نمونۂ اسلاف حضرت مولانا مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم

مہتمم دارالعلوم دیوبند

حضرت مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہم

ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد

مرتب مفتی ابوبکر جابر قاسمی مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

مُنَظِّمُ مدارس

جلد اول

(دینیات، ناظرہ، حفظ)

مرتب

مفتی ابوبکر جابر قاسمی

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی

پہلا ایڈیشن: ۱۴۳۹ھ = ۲۰۱۸ء

نامِ کتاب : منظم مدارس (دینیات، حفظ، ناظرہ)

ترتیب : مفتی ابوبکر جابر قاسمی، 09885052592

مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی، 09550081116

صفحات : 231

گرافکس تزئین: مفتی محمد عبداللہ سلیمان مظاہری، قبا گرافکس، حیدرآباد
فون: 09704172672, 8801198133

ناشر : دارالدعوہ والإرشاد، یوسف گوڑہ، حیدرآباد

- مدرسہ خیر المدارس، بورابنڈہ، حیدرآباد، فون: 23836868 - 040
- دکن ٹریڈرس، پانی کی ٹانکی، مغلپورہ، حیدرآباد، فون: 66710230 - 040
- مکتبہ کلیمیہ، یوسفین ویڈنگ مال، نامپلی، حیدرآباد

اجمالی فہرست

تعلیمات 23 - 231

تفصیلی فہرست مضامین

تعلیمات

نسیان قرآن

تقریظ

نمونۂ اسلاف مفتی ابوالقاسم نعمانی صاحب دامت برکاتہم
مہتمم دارالعلوم دیوبند وخلیفہ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہیؒ

(Mufti) Abul Qasim Nomani
Mohtamim (VC) Darul Uloom Deoband

(مفتی) ابوالقاسم نعمانی
مہتمم دارالعلوم دیوبند، الھند

PIN- 247554 (U.P.) INDIA Tel: 01336-222768 E-mail: info@darululoom-deoband.com

Ref. .... Date:................

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

جناب مفتی ابوبکر جابر قاسمی اور مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی صاحبان کی مرتب کردہ کتاب ''منظم مدارس'' (انتظامات و مالیات) اور ''منظم مدارس'' (دینیات، حفظ و ناظرہ) اس وقت میرے پیش نظر ہے۔

دونوں کتابوں کا مجموعی حجم تقریباً ساڑھے تین سو صفحات پر محیط ہے۔ اپنے مشاغل کی بنا پر پوری کتاب کا تفصیلی مطالعہ تو بہت مشکل ہے؛ البتہ متفرق مقامات سے کتاب دیکھنے سے اندازہ ہوا کہ مرتبین کتاب کے پیش نظر مدارس کے نظام کو اس طرح مرتب اور منظم کرنا ہے کہ مدارس کے انتظامی اور تعلیمی شعبوں میں سے ہر شعبہ کے لیے طے شدہ اصول اور طریقۂ کار منضبط ہوں اور انھیں کے ماتحت ادارہ کا نظام چلایا جائے۔

مرتبین نے مختلف اداروں کی ہدایات اور اکابر ومشائخ کے معمولات وارشادات اور خود اپنے عملی تجربات کو سامنے رکھ کر ایک مفصل نظام مرتب کر دیا ہے۔ جن سے کام کرنے والوں کو روشنی مل سکتی ہے۔

لیکن ظاہر ہے کہ یہ اصول وضوابط اور طریقہ ہائے عمل نہ تو منصوص ہیں اور نہ ہر چھوٹے بڑے ادارہ میں ان اصول کے ہر جزو پر عمل آسان ہے؛ اس لیے ان اصول وقواعد کو خیر خواہانہ مشورہ کی حیثیت دی جاسکتی ہے جن سے ارباب مدارس استفادہ کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرمائے اور اہل مدارس کے لیے مفید بنائے۔

ابوالقاسم نعمانی غفرلہٗ
مہتمم دارالعلوم دیوبند
۱۰/۵/۱۴۳۹ھ = ۲۸/۱/۲۰۱۸ء

تقریظ

مولانا محمد عبدالقوی صاحب دامت برکاتہ
خلیفہ حضرت مولانا سعید صاحب پرنام بٹ دامت برکاتہم
وناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد وصدر رابطہ عربی مدارس اندھراپردیش وتلنگانہ

اہل علم کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مدارس دینیہ اسلامیہ کی کیا اہمیت ہے؟ وہ خود ان مدارس کو اسلام کے قلعے، رجالِ کار کی فیکٹریاں، سپاہیانِ دین کے مصانع اور جانے کیا کیا کہتے رہتے ہیں، مگر جو لوگ ان مدارس کے لئے ایسے ایسے عظیم القاب کو استعمال کرتے ہیں اور اپنی روداد وں کی پیشانی پر علامہ اقبال مرحوم کا حقیقت پر مبنی ایک تجزیہ پیش کرنے کو مدارس کی وقعت بڑھانے کے لئے ضروری سمجھتے ہیں، بڑے افسوس اور نہایت رنج کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر خود ہی ان مدارس کے حقیقی مقاصد ومنافع کے سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں؛ کیوں کہ آج کل مدارس ومساجد مادی عمارات کے اعتبار سے تو ایک سے بڑھ کر ایک وجود میں آرہے ہیں، مگر تعلیم وتربیت اور فکر ونظر کی استقامت کا سبب نہیں بن رہے ہیں۔

جن لوگوں نے مدارس کے موجودہ نظام کی داغ بیل ڈالی یا بنیاد رکھی تھی اُن کے سامنے، اُن سے زیادہ وسیع وعمیق مقاصد تھے جو اس قافلے کو آگے لے کر جانے والوں کے پیش نظر ہیں، یہ نظام اپنے ابتدائی مرحلے میں بہت اگرچہ ظاہری تزک واحتشام سے محرومی اور بے سروسامانی کے عالم میں ہوا کرتا تھا، مگر دیانت وامانت، تعلیم وتربیت، اتباعِ سنت، خوفِ خدا اور تسلیم ورضا کے وہ مناظر ہوتے تھے جواب ڈھونڈنے سے بھی ملنے مشکل ہو گئے

ہیں، وہ واقعتا چٹائیوں پر بیٹھنے اور چھپروں میں سر چھپانے اور بوسیدہ اوراق پڑھنے پڑھانے کے باوجود اپنے مدارس سے اسلام کے سپاہی اور مسلمانوں کے محافظ پیدا کرتے تھے۔

غور کیجئے تو اس کی وجہ اسباب کی فراوانی نہ تھی، اس کی وجہ مقاصد کی بصیرت اور علم وعمل کی یکسانیت تھی، احساسِ ذمہ داری اور شعورِ مسئولیت نے اِن کاموں کو اُن کے لئے بارِ گراں بنادیا تھا، وہ اس ذمہ داری سے سبکدوش ہونے اور پکڑے نہ جانے کی خاطر ہر وہ تدبیر اپناتے تھے جو اس کے لئے معاون ومددگار ہوسکتی تھی، یعنی مالیات سے لے کر تعلیمات تک ہر جگہ دیانت وتقویٰ کا دامت تھامے ہوئے تھے، اُن کے سر پر کوئی بڑا ہوتا تھا اس کی نگرانی وراہنمائی میں عافیت محسوس کرتے تھے، اب جو صورت حال ہے وہ ناقابل بیان ہے اوراس کے نتائج بھی آنکھوں کے سامنے ہیں، اکثر مدارس میں نہ مالیات میں صفائی ہے، نہ انتظامات قابلِ تحسین ہیں اور نہ ہی تعلیم وتربیت کا معیار قابل اطمینان! یہ اور بات ہے کہ ما من عام إلا خص عنہ البعض کے قاعدے سے مدارس بھی مستثنیٰ نہیں۔

مدارس کی موجودہ صورت حال کا تجزیہ کیا جائے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اس وقت مدارس دینیہ تین طبقوں میں منقسم ہیں: (۱) باقاعدہ، ضابطے اور اُصول کے مطابق کام کرنے والے مدارس جو مقاصد کی تکمیل میں سلیقے کے ساتھ مصروف ہیں، اُن کے نتائج بھی بہترین ہیں۔ (۲) وہ مدارس جنہیں مخلص ومحنتی لوگوں نے قائم کیا ہے، مگر اُن کے سامنے مقاصد ومنافع کا محدود تصور ہے، نیز وہ اس کام کے لئے غیر تربیت یافتہ ہیں، ان مدارس میں کام تو ہو رہا ہے، مگر معیار کم زور ہے۔ (۳) وہ مدارس جن کے قیام کا مقصد ہی نام ونمود اور حصول زر کے علاوہ کچھ نہیں، یہ مدارس انتہائی غیر ذمہ دار اور خائن لوگوں کے ہاتھوں اس عظیم کام اور علماء کرام کی بدنامی کا سبب بنے ہوئے ہیں۔

ہمارے خیال میں پہلے طبقے کی ہمت افزائی تعاون اور ہر طرح کی مدد وقت کی اہم ضرورت ہے، دوسرے طبقے کی راہ نمائی اور تربیت اُن کے مؤثر ومفید ہونے میں مددگار ہوسکتی ہے، تیسرے طبقے کے خلاف بہت جلد کسی اخلاقی دباؤ اور مؤثر شکنجے کی صورت سوچی

جانی چاہئے، جسے تمام علماء بالاتفاق عمل میں لاکر خدامِ دین کو عامۂ مسلمین میں رسوائی سے بچاسکیں۔

ہمارے سامنے اس وقت جو کتاب ہے ''منظم مدارس'' وہ پہلے اور دوسرے طبقے کے لئے نہایت مفید اور مددگار مواد پر مشتمل نعمتِ غیر مترقبہ ہے، جس میں سینکڑوں اہلِ علم وتجربہ کی تصانیف سے منتخب کردہ قیمتی سرمایہ محفوظ کردیا گیا ہے، ہمیں اُمید ہے کہ فکرمند اور سنجیدہ وذمہ دار نظمائے مدارس اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے، اور مصنفان کی محنت مشکور ہوگی، باقی جہاں تک تیسرے طبقے کا تعلق ہے کاش کہ اکابر علماء اور بڑے مدارس کھیت چُگ جانے کے بعد پچھتاوے سے پہلے کوئی مؤثر قدم اٹھاسکیں، اور اس مہذب لوٹ مار کا خاتمہ کرکے عنداللہ سبکدوش ہوسکیں۔

میں عزیزم مولانا محمد ابوبکر جابر قاسمی صاحب زیدہ رشدہ اور اُن کے رفیقِ کار مولانا رفیع الدین حنیف قاسمی زید رشدہ کو اس وقیع کوشش پر مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کی یہ محنت رنگ لائے، اہل مدارس اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، آمین وصلی اللہ علی النبي الکریم۔

محمد عبدالقوی غفرلہ

۱۸؍جمادی الاولیٰ ۳۹ھ

پہلی بات

مدارس دینیہ موجودہ زمانے میں اپنے محدود وسائل، قوم کی بے حد نا قدری، طلبہ کے والدین کی سردمہری ولا پرواہی، حکومتوں کا وقتاً فوقتاً بے جا مداخلت و ہراسانی، خود بعض اہل مدارس کی غلط نمائندگی وغلط کاری کے باوجود بہت بڑا محاذ سنبھالے ہوئے ہیں، حفاظ کرام، علماء دین کی وہ جماعت جو پورے عالم میں تحفظ شریعت اور اہل سنت والجماعت کی سچی، نفسانیت ومرعوبیت سے پاک ترجمانی کرنے والے، عیسائیت، قادیانیت اور دیگر فرق ضالہ سے مناظرے مغرب کی طرف سے آنے والے تشکیک واستشراق کا تحقیقی ومعقولی جواب، مسجد کے امام، وخطیب، خاندانی تنازعات کا حل بتانے والے، سیاست میں قوم کے رہبر، تصنیف وتالیف کا کام سنبھالنے والے انہیں مدارس کے مرہون منت ہیں، مسلم قوم اپنے مسائل میں اور اپنے اموال کے مصارف میں آج بھی جتنا اعتماد ان پر کرتی ہے، کسی اور طبقہ پر نہیں کرتی، اس ہوش ربا مہنگائی، بڑھتی ہوئی معیار زندگی، علاج وتعلیم کے اخراجات کا بڑھتا ہوا بوجھ رکھتے ہوئے مدارس کا عملہ تدریس کی ذمہ داری سنبھالا ہوا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ دینی ماحول میں عصری اسکول بھی ان مدارس کا بدل نہیں اور نہ ہی کالجوں اور اسکول کے ساتھ حفظ کرانے والے ادارے اس کا بدل ہیں، اہل مدارس کی جفاکشی ویکسوئی ان کی رجال سازی وپامردی مثالی ہے، اسلامی تربیت کے ساتھ ماڈرن اسکول کی ضرورت کا انکار نہیں، اور دینی مدارس کی بعض کوتاہیوں، بے اصولیوں کا بھی اعتراف ہے، امتِ مسلمہ کی نسل نو کا بڑھانے، عام انسان کی غلط فہمی دور کرنے اور نظام

مالیات کو مستحکم بنانے کے لئے آسان حقیقی اور اولین حل یہ ہی سمجھ میں آرہا ہے کہ ان کو مؤثر بنایا جائے، اپنے اکابر کی طرح تقاضۂ وقت کی رعایت کرتے ہوئے انہیں منظم کیا جائے، داخلی اصلاح کی فکر ہی خارجی احوال کو موافق بنائے گی: "إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ" خود احتسابی ترقی کا راز ہے، پھر زمانے و عوام کا شکوہ باقی نہیں رہتا، نافع چیز کی کون عقلمند ناقدری کرتا ہے "أما الزبد فيذهب جفاء وأما ما ينفع الناس فيمكث في الأرض" بے فائدہ چیز اور شجر سے ناوابستہ پتہ کی عمر بہت کم ہوتی ہے، ہم نے یہ ایک کوشش کی ہے تعلیمات، انتظامات اور مالیات کے ابواب میں حضرت نبی کریم ﷺ، تاریخ، سوانح اکابر بالخصوص علماء دیوبند، ماضی قریب کی عظیم ہستیوں سے منقول، افادات، ملفوظات، اصلاحات اور تجربات کو پیش کیا ہے، بعض مسائل جیسے اوصاف مدرس، مارنے کے آداب واحکام میں شدت احساس اور بعض اکابر سے شدت تأثر جیسے حضرت ہردوئی وحضرت باندویؒ نے بعض تحریروں میں فرمایا ہے: میں بہت سارے مواقع میں تکرار یا عدمِ ترتیب کا شکار ہو چکا ہوں؛ لیکن باوجود بار بار نظر ثانی کے میں اس پر قابو نہیں پا سکا۔

معیاری مدارس ہر گلی کوچے میں بھی ہوں تو ناکافی ہیں، اپنے اسلاف واکابر کے مزاج ومنہاج، انداز تربیت وطرز تزکیہ، غیرت نفس وعظمت دین، انہیں کی دردمندی ودور اندیشی، طلبہ پر مادرانہ شفقت، معاملات کی شفافیت، اساتذہ کرام کی دماغ سوزی واپنائیت، معاونین کی للّٰہیت ودلچسپی ومساہمت، اطراف واکناف کی عوام سے گہرا رابطہ وغیرہ اگر پیدا کیا جائے تو ہمارے مدارس مزید مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں، شانِ انتظام اور مہارتِ تدریس رکھنے والے اہل اللہ اٹھتے جا رہے ہیں، ان کے اصول وطریقے سے بے اعتنائی برتی جا رہی ہے، مطبوعہ مواد بھی منتشر ہے، ذوقِ مطالعہ کا جذبہ مردہ ہو چکا، خال خال طالبین ہوتے ہیں، ان کی سیرابی کا سامان اس کتاب کے ذریعے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بے طلب لوگ تو چھوٹے کتابچے بھی نہیں پڑھتے، ہمیں احساس ہے کہ کتاب بہت ضخیم ہو چکی ہے، مگر موضوع کی نزاکت وحساسیت، ضرورت وافادیت نے مجبور کر دیا، خود

احقر کو اندازہ ہے کہ اس نے اس ذخیرہ تک رسائی کے لئے کتنی عمر کاٹی اور کتنا تعب اٹھایا، اور میرے اکابر کے تجربات علم وانتظام کی گتھیاں کیسے سلجھاتے ہیں؟ ضرورت پڑنے پر کام کیسے نکل جاتا ہے؛ اس لئے ہم نے جس بات کو ضروری سمجھا ذکر کیا۔

خدا کرے کہ اربابِ انتظام کی تشنگی کا سامان تسکین ہوجائے اور پروردگار عالم مصنفین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ وَمَا تَوْفِيْقِيْ إِلَّا بِاللّٰهِ

ابوبکر جابر قاسمی

۴؍محرم؍۱۴۳۹

۲۰۱۷؍۹؍۲۵

ملاحظہ: اس پہلی جلد میں حفظ وناظرہ کے ضوابط اور عرب وعجم کے شمال وجنوب کے ماہرین کے تجربات کو نقل کیا گیا، دسیوں اکابرِ علماء کی تدریسی زندگیوں کا نچوڑ ہے، بار بار پڑھ کر طلبہ کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف طریقوں سے استفادہ کیا جاسکتا ہے، اکثر وبیشتر انہیں کے الفاظ میں نقل کیا گیا ہے، اس لئے مضامین بعض مواقع پر تکرار محسوس ہوگا؛ لیکن افادیت کے پیش نظر اس کو گوارا کرلیا گیا۔

تعلیمات
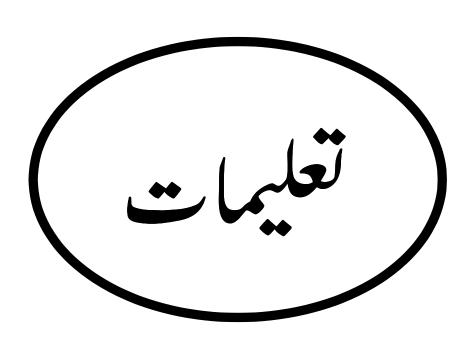
شعبۂ دینیات

ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کے لئے نورانی قاعدہ یا کوئی بھی قاعدہ، نورانی قاعدہ کے طرز پر پڑھایا جائے اور قاعدہ کو اس طرز سے واقف اساتذہ سے پڑھوایا جائے، مجوّد استاذ ہی ناظرہ قرآن کریم پڑھائے اور مجوّد ہی درجۂ حفظ کے لئے منتخب کیا جائے، ناظرہ میں صحت وروانی کا پورا خیال رکھا جائے، قواعد، تجوید کی پوری رعایت رکھ کر پڑھایا جائے، جو اساتذہ اس سے واقف اور اس کی پوری رعایت رکھ کر پڑھانے کے عادی ہوں انہیں کو مدرس رکھا جائے، مدرس کا طرز تعلیم میں بہت اہم کردار ہوتا ہے، ناقص اور ناواقف اساتذہ ہی مکاتب کی ''مٹی پلید'' کرتے اور مکاتب میں بچوں کے نہ آنے کا سبب بنتے ہیں، پڑھے لکھے ماں باپ مکتب کی لا پرواہی اور ناقص تعلیم اور غیر ضروری مار پیٹ دیکھتے ہیں تو وہ اپنے بچوں کو مکتب بھیجنے سے پرہیز کرتے ہیں۔

مدارس میں تعلیم کے شروع ہونے سے پہلے دعائیہ نظم پڑھوانا

بچوں کو کلمے، دعائیں، معنی خیز نظمیں، اجتماعی حاضری کے لئے مدرسہ شروع ہونے سے پہلے ''لب پہ آتی ہے دعا......''، ''اے خدائے پاک ورحمن......'' والے مناجات اشعار پڑھائے جائیں۔

اسلامی مدارس میں مدرسہ شروع ہونے سے پہلے دعائیہ نظم پڑھائی جاتی ہے، اس کے پڑھنے کی شکل یہ ہوتی ہے کہ ایک بار دو طالب علم نظم کا ایک مصرعہ پڑھتے ہیں اور بقیہ طلباء ترنم کے ساتھ اسی مصرع کو دہراتے ہیں۔

اسی طرح نظم اور مناجات کو طلباء کا اجتماعی طور پر پڑھنا درست ہے۔

ایسی دعائیہ نظم جو اللہ کی ثناء اور رسول مقبول ﷺ کی صحیح تعریف وتوصیف پر مشتمل ہو اجتماعی طور پر اسلامی مدارس میں بھی پڑھائی جاسکتی ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں؛ بلکہ مستحسن ہے:

مناجات

اے خدائے پاک ورحمن ورحیم | قاضی حاجات ووہاب وکریم
اے الہ العالمین اے بے نیاز | دین ودنیا میں ہمارے کار ساز
تو ہی معبود اور تو ہی مقصود ہے | تیرے ہی ہاتھوں میں خیر موجود ہے
ہم تیرے بندے ہیں اور تو ہے خدا | تو کریم مطلق اور ہم ہیں گدا
ہم گنہ گار ، اور تو غفار ہے | ہم بھرے عیبوں سے تو ستار ہے
ہم ہیں بے کس اور تو بے کس نواز | ہم ہیں ناچار اور تو ہے چارہ ساز
تو وہ قادر ہے کہ جو چاہے کرے | جس کو چاہے دے جسے چاہے نہ دے
تو وہ داتا ہے کہ دینے کے لئے | در تیری رحمت کے ہر دم ہیں کھلے
تیرے در پر ہاتھ پھیلاتا ہے جو | پا ہی لیتا ہے وہ ہر مقصود کو
مانگنا ہم پر کیا ہے تو نے فرض | اور سکھا ہم کو دیئے آداب عرض
مانگنے کو بھی ہمیں فرمادیا | مانگنے کا ڈھنگ بھی بتلادیا
بلکہ مضمون بھی ہر اک درخواست کا | ہم کو یا رب تو نے خود سکھلا دیا
ہر گھڑی دینے کو تو تیار ہے | جو نہ مانگے اس سے تو بیزار ہے
ہر طرف سے ہو کے ہم خوار وتباہ | آپڑے اب تیرے در پر یا الہ
گرچہ یا رب ہم سراپا ہیں برے | اب تو لیکن آپڑے در پر ترے
دل میں ہیں لاکھوں امیدیں جلوہ گر | ہاتھ اٹھاتے شرم آتی ہے مگر
تو غنی ہے اور ہم ہیں بے نوا | کون پوچھے گا ہمیں تیرے سوا

ہے تو ہی حاجت روائے دو جہاں — ہم تیرا در چھوڑ کر جائیں کہاں
صدقہ اپنی عزت واجلال کا — صدقہ پیغمبر کا ، ان کی آل کا
اپنی رحمت ہم پہ اب مبذول کر — یہ مناجات اور دعا مقبول کر(۱)

نیز مندرجہ ذیل مناجات بھی بہت عمدہ ہے، یہ پڑھی جائے:

عفو کر میرے جرائم یا خدا — تو غفور اور میں ہوں گنہگار یا خدا
نیکی تو کرتا ہے اور میں کار بد — میرے جرموں کی نہیں اللہ حد
کی بسر جو معصیت میں زندگی — آخرش حاصل ہوئی شرمندگی
مبتلائے فسق وعصیاں میں رہا — ہم قرین نفس وشیطان میں رہا
مبتلائے معصیت ہوں صبح وشام — تیرے امر ونہی سے غافل مدام
ایک ساعت بے گنہ گذری نہیں — اور حضور دل سے طاعت کی نہیں
بھاگ کر یہ بندہ آیا روبرو — عفو کی کرتا ہے تجھ سے آرزو
کیوں کہ تیرا قول ہے لا تقنطوا — ہووے کیوں کر تجھ سے انسان ناامید
تیری رحمت سے ہوں شیطان ناامید — نفس وشیطان نے کیا گمراہ مجھے
نیک ہے امید تیرے لطف سے — یاخدا مجھ کو گناہ سے پاک کر
قبل ازیں کہ دفن زیر خاک کر — جان میرے جسم سے جب ہو جدا

ہو نہ قید قلب سے ایمان رہا(۲)

دعائیہ نظم

(حضرت مولانا شاہ جمال الرحمن صاحب مفتاحی ، خلیفہ ڈاکٹر تنویر صاحب (خلیفہ حضرت مسیح اللہ خان صاحب) وخلیفہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب علیہ الرحمہ)

(۱) مناجات مقبول (آمین)
(۲) فتاوی رحیمیہ: ۱۵۶/۳

نورِ قرآن سے خدا ہم کو منور کردے
علم نافع دے تیرے ذکر کا خوگر کردے

تیرے دیں کے ہی رہیں تادم آخر خادم
سارے عالم کا الٰہی ہمیں رہبر کردے

ہم سے پائے نہ اذیت کبھی کوئی ہرگز
حسن اخلاق کا آقا ہمیں پیکر کردے

جو ہمیں دیکھ لے لائے تیرے دین پر ایمان
ایسے اوصاف کا مولی ہمیں مظہر کردے

دونوں عالم میں سہارا ہے ہمارا تو ہی
کامیابی کو دو عالم میں مقدر کردے

نور قرآن سے خدا ہم کو منور کردے
علم نافع دے تیرے ذکر کا خوگر کردے

سورہ فیل سے آخر تک کی دس سورتیں اور نصیحت والی احادیث بچوں کو یاد کرائی جائیں اور اسلامی آداب سکھائے جائیں، وضو، تیمم ونماز کو عملاً سکھلایا جائے، صفائی پر خوب توجہ دی جائے۔

چھوٹے بچوں کو ان کی سطح سے اوپر کی باتیں یا مسائل یا واقعات نہ پڑھائے جائیں مثلاً آٹھ دس سال کے بچے کو موجبات غسل یا جنگوں کی تفصیلات یا ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کی تعداد وغیرہ مضامین والی کتابیں مناسب نہیں ہیں، ان مضامین کا ان کے لئے سمجھنا دشوار ہے، اسی طرح زکوۃ کی تفصیلات، حج کی تفصیلات، ان کی گرفت سے باہر کی چیزیں ہیں، یہ مضامین بالغ ہوجانے اور مکتب کی تعلیم کے بعد کی تعلیم کے موقع پر پڑھائے جائیں۔

مکتب کے طلبہ کو گرین بورڈ پر سکھلائیں، ان کو سلیٹ پر حروف بنانا، نام لکھنا اور کتاب کے حروف کو سلیٹ پر لکھنے کی عادت ڈالیں اور ان کے لکھے حروف کی سلیٹوں کو

استاذ دیکھے اور غلطی ہو تو بتلائے ، اساتذہ وہ منتخب ہوں جو املاء سے خوب واقف ہوں اور اغلاط بتلا سکیں، جس کا خط اچھا ہو اگر ایسے اساتذہ نہ ملیں تو موجود استاذ کو کسی قریبی مدرسہ میں جہاں تدریب المعلمین کا شعبہ ہو بھیجیں؛ تاکہ وہ دس دن میں طریقہ سیکھ کر آجائے، دینیات کے ابتدائی درجات میں ایک استاذ کے پاس ۱۵ طلبہ سے زیادہ نہ ہوں؛ تاکہ ان سے اچھی طرح مخاطبت ہو سکے اور سب کی املاء کی سلیٹیں دیکھی جا سکیں۔(۱)

مدرسین

بنیادی تعلیم کے لئے مدرسین کی ضرورت ہے، اس کے لئے حافظ، تجوید سے واقف، بااخلاق اور خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے مخلص ایسے اساتذہ کی ضرورت ہے جو قناعت گزیں، خدا ترس اور بچوں کی نفسیات سے واقف، رحم دل، خود دار اور تعلیم کا تجربہ رکھنے والے ہوں، اس کے لئے علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ کسی شیخ کامل کی کم از کم ایک سالہ صحبت یافتہ ہونا بہتر ہے۔

ابتدائی طلبہ

ابتدائی طلبہ کو تو ماں باپ یا استاذ سمجھا بجھا کر پیار کے انداز میں دینی تعلیم کی رغبت دلائیں اور معمولی تادیب کے ذریعہ صاف ستھرا رہنے، بڑوں کا ادب، کتابوں کا ادب، درس گاہ کا ادب، استاذ کا ادب اور سبق کو بلاناغہ پڑھنے کی تلقین کریں اور اسباق کو اچھی طرح ذہن نشین کرانے کی کوشش کریں خود ان میں اس عمر میں کوئی احساس ذمہ داری یا نفع ونقصان کو جاننے کی صلاحیت نہیں ہوتی، اس لئے روضۃ الاطفال نامی مدارس کے بالکل کم عمر بچوں میں تعلیم کے دوران ہر بچے کی نفسیات ہی کو سمجھا جاتا ہے اور اسی سے اس کے مستقبل کی دلچسپیوں کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

شعبہ دینیات میں طلبہ کو دینی معلومات پر عبور کرانے کی مکمل کوشش کی جاتی ہے، اس شعبہ میں اردو زبان کی کتاب ''دینی تعلیم کے رسالے، تعلیم الاسلام، تعلیم الدین، تاریخ

---

(۱) مدارس دینیہ کے رہنما اصول، مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب: ۱۰، شعبہ نشر واشاعت اندور

الاسلام، آئینہ نماز، بہشتی زیور، دینی علم وغیرہ خوب سمجھا سمجھا کر پڑھائی جائیں، جو استاذ مخلصانہ جدوجہد اور ننھے منے بچوں کی نفسیات سے واقف ہو کر شفقت و پیار سے کام کراتے ہیں جس طرح بچوں کو قاعدہ، پارہ پڑھاتے ہیں، اس سے زیادہ ضروری سمجھ کر تعلیم اور اسلامی تہذیب سکھانے میں کوشش کی جائے، قاعدہ ختم ہوتے ہوتے ہی بچوں کے اسلامی عقیدے ٹھوس اور مضبوط بنا دئے جائیں۔(۱)

قاعدہ سمجھانے کا بہتر طریقہ

جس کا طریقہ یہ ہے کہ مدرس تختۂ سیاہ پر عمدہ خط سے پہلے مثال لکھے اور مقصود کلمہ کی طرف طلبہ کو ایسے سوالات سے توجہ دلائیں' جن کے جوابات، قاعدہ یا تعریف کو سمجھنا آسان کردے۔

شعبۂ دینیات کے ذمہ دار کے لئے ہدایات

۱- صبح، دوپہر اور بعد مغرب طلبہ کو کلاسوں میں بٹھانا اور تاخیر سے آنے والے طلبہ کو سزا دینا۔

۲- چل پھر کر کلاسوں کی نگرانی کرنا اور فورا سبق سننا اور سبق شروع ہوا یا نہیں استفسار کرنا۔

۳- ہر مہینہ کے اخیر میں ماہانہ تفصیلی جانچ لینا اور تعلیمی رپورٹ پیش کرنا۔

۴- روزانہ ہر گھنٹہ میں اساتذہ کی طرف سے مطالبہ پر گھنٹے کی رخصت لکھنا اور کلاس میں تاخیر سے آنے پر تاخیر کا وقت لکھنا۔

۵- ہر ماہ کے اخیر میں وضع شدہ تنخواہ کی فہرست تیار کر کے دفتر پہنچانا۔

۶- شعبہ سے متعلق اساتذہ کی مغرب بعد اور عشاء بعد نگرانی طئے کرنا، پھر ان کی نگرانی روزانہ کرنا۔(۲)

---

(۱) تعلیم وتربیت کس طرح؟ مہربان علی ہردوئی: ۱۵۱، حیات الاسلام، مظفر نگر

(۲) معین المدارس، مفتی شاکر صاحب: ۸۲

ضروری ہدایات برائے اساتذۂ دینیات

۱- ہر استاذ اپنی کلاس کے طلبہ کی کتابوں پر روزانہ کے سبق کی تاریخ ڈالیں۔

۲- طالب علم نے سبق سنایا یا نہیں اس کی کاپی بنی ہوئی ہو، اس میں جس طالب علم نے سنایا ہے اس کی مقدار لکھی جائے، کلاس کے اوقات میں نہیں سنایا تو اس کو شام تک موقع دیا جائے اس خانہ کو خالی رکھا جائے شام میں سنا دیا تو لکھ دیں ورنہ (x) ضرب کا نشان لگا دیں، پھر اس طالب علم کا نام لکھ کر جزا وسزا کے ذمہ دار استاذ کے پاس بھیج دیں۔

۳- اگر استاذ رخصت پر ہے تو کاپی میں سبق کی مقدار کی جگہ ''رخصت استاذ'' طالب علم اگر رخصت پر ہے تو صرف ''رخصت'' لکھ دیں۔

۴- کلاس کے اوقات میں ٹوپی نکال کر یا پیر پھیلا کر نہ بیٹھیں کہ اس سے طلبہ میں بے وقعتی پیدا ہوتی ہے۔

۵- سوتے ہوئے نہ پائے جائیں۔

۶- رجسٹر میں دستخط رنگین قلم سے نہ کریں اپنے طور ''رخصت'' یا ''رخصت بلا تنخواہ'' یا ''غیر ضروری'' نہ لکھیں یہ کام ذمہ دار خود کرے گا۔

۷- ایک دن میں دو استاذ ایک ساتھ رخصت پر کہیں نہ جائیں، ورنہ جس کی پہلے رخصت منظور ہو چکی ہے، اس کی ''رخصت'' لکھی جائے گی اور دوسرے کی ''رخصت بلا تنخواہ'' لکھی جائے گی انتہائی مجبوری اس سے مستثنیٰ ہے۔

۸- گھر پر جانے کے بعد فون کے ذریعہ رخصت تو منظور ہوگی؛ لیکن وہ رخصت بلا تنخواہ ہوگی اور فون کے ذریعہ اطلاع نہ دینے کی صورت میں غیر حاضری لکھی جائے گی۔

۹- ششماہی اور سالانہ وماہانہ نصاب متعین ہے وہ بالکل پابندی کے ساتھ مکمل کرنا ضروری ہے، چاہے خارج میں وقت دینا پڑے۔

۱۰- ایک دن کی ''رخصت بلا تنخواہ'' پر ایک دن کی تنخواہ جاری مہینہ ہی میں سے وضع ہوگی،

اسی طرح دو دن پر دو دن کی۔

۱۱- مغرب کے بعد نگرانی میں یا گھنٹہ پڑھانے کے وقت اپنے کام سے یا مدرسہ کے کام سے نہ آنے کی صورت میں ذمہ دار کو اطلاع دینا ضروری ہے، ورنہ غیر حاضری لکھی جائے گی۔

۱۲- سبق کی غلطی پر سیس پینسل سے نشان لگائیں اور اس کی اصلاح کی فکر کریں۔

۱۳- کلاس میں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے طلبہ کی حاضری لیں اگر کوئی طالب علم کلاس میں موجود نہ ہو تو استاذ اپنے شعبہ کے ذمہ دار کو اطلاع دیں اور ذمہ دار آفس میں اطلاع دیں۔

۱۴- اساتذہ اپنی کلاس کے تمام بچوں کا سبق سننے کے بعد اگر کوئی دوسری کلاس کے طلبہ ہوں تو ان کا بھی سبق سنیں اور اس کو یاد کرانے کی فکر کریں۔

۱۵- تمام اساتذہ کلاس میں پانچ منٹ پہلے پہنچنے کی کوشش کریں۔

۱۶- بچوں کی مار پیٹ نہ ہو؛ بلکہ ان کو پیار و محبت سے پڑھائیں ان کو آنکھوں سے ڈرائیں۔

۱۷- اساتذہ کلاس میں ادب کے ساتھ بیٹھیں۔

۱۸- بچوں کو بیٹھنے کا طریقہ سکھائیں۔

۱۹- بچوں کے سبق کے اندرون اور مشق و قواعد پر زیادہ توجہ دیں۔

۲۰- اردو کے اندر بچوں کو تختہ سیاہ پر لکھا کر مشق کرائیں اور بچوں کی طرف سے تختی کا استعمال زیادہ لیں۔

۲۱- استاذ اپنے بچوں کو جو سبق آئندہ کا دیا جا رہا ہے خود اس کو ایک دو مرتبہ پڑھا کر مشق کرائیں۔

۲۲- اساتذہ دعاؤں میں بھی صحت الفاظ کا لحاظ رکھتے ہوئے پڑھائیں۔

۲۳- بچوں کا سبق خود استاذ سنیں، بچوں سے نہ سنوائیں۔(۱)

(۱) معین المدارس مؤلف: مفتی شاکر خان صاحب قاسمی: ۸۵

۲۴- بچوں کو شروع سے آداب اسلامی سکھائیں؛ تاکہ معصوم ذہنوں میں صحیح اسلامی تعلیم کا نقش بیٹھے اور ان کی زندگی اسلامی سانچے میں ڈھل سکے۔

۲۵- ہر وقت کی دعائیں، مثلاً سونے جاگنے، مسجد جانے و نکلنے، بیت الخلاء جانے و نکلنے کی سنتیں یاد کرائی جائیں، ایسے ہی نماز اور وضو کی سنتیں، فرائض وضو، مستحبات ومکروہاتِ وضو، واجباتِ نماز، مکروہاتِ نماز وغیرہ شروع ہی سے یاد کرانے کا اہتمام کیا جائے۔

۲۵- علم کا ادب، کتابوں کا ادب، کاغذ کا ادب غرضیکہ علم اور متعلقات علم کے آداب بھی بچوں کو ذہن نشیں کرائے جائیں؛ بلکہ اس پر عمل کی بھی برابر ہدایت کی جائے؛ تاکہ علم کی عظمت ان کے قلوب میں بیٹھے۔

۲۶- قرآن مجید اور پاروں کے ادب میں کوتاہی پر تنبیہ بھی کی جائے۔(۱)

نصاب دینیات کا نقشہ کچھ اس طرح ہو

دینیات	پہلے چار مہینے	نورانی قاعدہ مکمل سورہ فیل سے والناس	نورانی قاعدہ مکمل	تجوید کے ساتھ حفظ	اردو کا قاعدہ مکمل ''مولوی اسماعیل صاحب'' خوشخطی

(۱) نقوش ابرار: ۱۴۶، بحوالہ نورانی قاعدہ: ۴

نصاب اردو دینیات (دار العلوم دیو بند)

درجہ اطفال	نورانی قاعدہ مکمل، قاعدہ اردو (بعد ششماہی) گنتی (۱۰۰ تک لکھنا پڑھنا) تختی لکھنا، کلمات (پہلا اور دوسرا کلمہ حفظ)
درجہ اول	قرآن شریف (پارہ عم/الم/ناظرہ اور تا سورۂ فیل حفظ ترتیب معکوس) اردو کی پہلی کتاب مولوی محمد اسماعیل صاحب، اردو لکھنا، دینی تعلیم کا رسالہ اور، نماز وضو کی (عملی مشق) کلمات (تین کلمے حفظ) بیسک حساب حصہ اول، پہاڑے (۱۰ تک) بھاشکرن پہلا حصہ (حروف واتر اشناسی از کتاب) نقل ہندی از کتاب
درجہ دوم	قرآن شریف از پارہ (۲ تا ناظرہ اور تا سورۃ الشّمس حفظ) دینی تعلیم کا رسالہ حصہ دوم وسوم، اردو کی دوسری کتاب، نماز وضو کی (عملی مشق) کلمات (پانچوں کلمے حفظ) نقل اردو اور آسان املا از کتاب، جغرافیہ، بھاشکرن دوسرا حصہ، نقل ہندی، بیسک حساب حصہ دوم پہاڑے (۲۰) تک
درجہ سوم	قرآن شریف پارہ (از ۱۳ تا ختم ناظرہ اور تا سورۂ انشقاق حفظ) دینی تعلیم کا رسالہ حصہ چہارم، وپنجم، اردو کی تیسری کتاب، نقل اردو، بھاشکرن تیسرا حصہ، نقل ہندی، بیسک حساب حصہ سوم، چھ کلمے حفظ، وضو ونماز کی عملی مشق اور دعائے نماز جنازہ، قواعد اردو اول (نثار بیگ)۔
فارسی چہارم	تاریخ الاسلام حصہ اول، اردو کی چوتھی کتاب، املا اردو، آمد نامہ مکمل، رہبر فارسی، تیسیر المبتدی، فارسی کی پہلی کتاب، گلزار دبستان حصہ اول ودوم، کریما، بھاشکرن، چوتھا حصہ املا ہندی، انگلش پرائمر، بیسک حساب حصہ چہارم، سائنس آؤ کر کے سیکھیں، حصہ اول۔
فارسی پنجم	تاریخ الاسلام حصہ دوم، مشاہیر دار العلوم دیو بند، اردو کی پانچویں کتاب، اردو خطوط نویسی (املاء) فارسی کا معلم، گلستان مکمل (باستثناء باب پنجم) بوستان (از ابتداء تا ختم باب اول) بھاشکرن، پانچواں حصہ، املاء ہندی، انگلش ریڈر حصہ پنجم، بیسک حساب حصہ پنجم

نصابِ تعلیم شعبہ دینیات (جامعۃ اسلامیہ اشاعۃ العلوم اکل کواں)

سال		
سال اول	اشاعتی احسن القواعد، بعدہ پارہ عم اشاعتی اردو قاعدہ دینی تعلیم کا رسالہ نمبرا مع تحریر تعلیم الاسلام نمبرا نورانی قاعدہ چہل حدیث مراٹھی، علم بالقلم انگریزی	اول کلمہ مع صحت وترجمہ دوم، سوم، چہارم، پنجم، ششم کلمات، ایمان مجمل ومفصل مع صحت، کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، دعوت کھانے اور دودھ پینے کی دعا، سونے سے پہلے اور سوکر اٹھنے کی دعائیں، مسجد میں دخول وخروج اور اذان ونماز کے بعد کی دعا
سال دوم	قرآن شریف پارہ نمبرا/۲تا پارہ نمبر ۱۲ مکمل دینی تعلیم کا رسالہ نمبر ۲، ۳، ۴، تعلیم الاسلام کا حصہ نمبر ۲ اردو زبان کی پہلی دوسری مع تحریر صحت وتجوید مراٹھی حساب انگریزی	آدابِ تلاوت کلام پاک، کھانے اور سونے کی سنتیں، نمازوں کی رکعتیں، نماز کی جملہ دعائیں، کپڑا پہننے، نیز چاند دیکھنے کی دعائیں، فرائض وضو، سنن وضو، مکروہات وضو، مستحبات وضو، نواقض وضو، اذان ونماز کی عملی مشق، چہل ربنا مع صحت ترجمہ، اسمائے حسنی
سال سوم	قرآن شریف پارہ نمبر ۱۳تا پارہ نمبر ۳۰ مکمل دینی تعلیم کا رسالہ نمبر ۵، ۶، ۷۔ تعلیم الاسلام کا حصہ نمبر ۳، ۴۔ اردو زبان کی تیسری مع تحریر صحت وتجوید مراٹھی حساب انگریزی	فرائض نماز، واجبات نماز، سنن نماز، مکروہات نماز، مستحباب، نماز، فرائض غسل، سنن غسل، نماز جنازہ کی مکمل دعائیں، تیمم کا طریقہ، چہل ربنا مع صحت ترجمہ، اسمائے حسنی۔

نورانی قاعدہ اور طریقۂ تعلیم

- نورانی قاعدہ ماہرینِ فن کی نظر میں نہایت جامع اور بابرکت ثابت ہوا ہے، بچہ کی عمر وذہن اور فرصت کے لحاظ سے سبق کی مقدار کم وبیش رکھی جائے، بچہ کی ابتدائی تعلیم اگر خراب رہی اور استعداد اچھی نہ ہوئی تو اس کا آگے چلنا مشکل ہے۔
- بچہ بے اصولی کی وجہ سے بدشوق نہ ہونے پائے، تعلیم کے وقت کوئی دوسرا کام نہ کریں، کیوں کہ اس سے بچوں میں انتشار، شوروشغب اور بدشوقی پیدا ہوتی ہے۔
- معلمین کم از کم اس قاعدہ میں درج کی ہوئی ہدایات کے ماہر ہوں، جس بات کی تعمیل نہ ہوسکتی ہو یا آپ نہ کراسکتے ہوں، اس کو زبان سے ہی نہ نکالیں کیوں کہ اس سے بچے نافرمان ہوجاتے ہیں، اور زیادہ مار پیٹ اور بہت ڈانٹ ڈپٹ سے بچے نڈر ہوجاتے ہیں۔ صرف نظر کی تیزی اور معمولی ڈانٹ سے کام لینے کی کوشش کریں، پھر بھی باز نہ آئے تو غصہ کے وقت نہیں؛ بلکہ سوچ کر دوسرے وقت ماریں، زیادہ زور سے اور بے جگہ نہ ماریں اور سزا کے بعد دوسرے وقت شفقت سے سمجھا بھی دیں کہ ایسا نہیں کیا کرتے۔
- حروف اور ہندسے تختہ سیاہ پر بنا بنا کر دکھائیں، درس گاہ میں مفرد جلی حروف اور مرکب جلی حروف بھی ہوں۔
- بچے کے پاس سلیٹ اور کاپی رہے، اس طرح پڑھانے سے بچوں کی طبیعت پر بوجھ نہیں پڑتا، پڑھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔
- تعلیم سے پہلے متعلقہ ہدایات کو خوب اچھی طرح سمجھ لیں؛ تاکہ سزا اور خفگی کی نوبت نہ آئے، صرف شاباش کہہ دینا ہی کافی ہوجائے گا۔
- اسی طرح معلمین دیانت دار اور متحمل مزاج بھی ہوں، خودغرض اور ترش رو نہ ہوں، ورنہ بچہ کی عمر اور آپ کی محنت ضائع ہوجائے گی۔
- محنت اور دل سوزی سے بچوں کو پڑھائیں۔
- عمر کی پونجی ضائع ہونے سے بچائیں، عمر کا ضائع کرنا جرم عظیم ہے۔(۱)

---

(۱) نقوش ابرار: ۱۴۵

شعبۂ ناظرہ

قرآن کی تعلیم ہر مدرسہ ومکتب میں جاری ہے، اکثر مدارس میں صحت وتجوید کے ساتھ تعلیم جاری ہے، اساتذہ آپس میں یا کچھ قراء کو سنادیں، ہر استاذ اپنا قرآن مکمل صحیح کرے اور طلبہ کو قرآن صحیح سکھانے کی کوشش کرے، خصوصاع، ح، ق، ظ، ض نکلوانے درجہ کے طلبہ سے یا اعلیٰ درجہ کے طلبہ سے کوئی غلطی معاف نہیں ہوگی، چاہے لحن جلی ہو، یا خفی، البتہ مکاتب کے اوسط درجہ کے طلبہ سے لحن خفی اور کمزور طلبہ سے لحن جلی بھی معاف کرسکتے ہیں۔

ناظرہ قرآن پڑھانے کے دوطریقے ہیں (۱) اجتماعی (۲) انفرادی، جس استاذ کو جوطریقہ پسند ہواس طریقہ سے وہ پڑھا سکتا ہے، شرط یہ ہے کہ نصاب پورا ہو، البتہ چھوٹے بچوں کو کم ازکم ''عم پارہ تک'' اجتماعی طریقہ سے بورڈ پرلکھ کر پڑھانا مفید ثابت ہوا ہے، اس میں نصف طلبہ کو سبق یاد ہونے کے بعد بقیہ نصف طلبہ کے ساتھ جوڑیاں بنا کر یاد کرانا آسان ہے، قرآن پڑھانے والے استاذ کے پاس ایک ایک اجتماعی اندراج کاپی ہو اوراس میں سے ایک کاپی طالب علم کے پاس انفرادی اندراج کی ہونی چاہئے، اس سے استاذ کو یہ اندازہ آسانی سے ہوجاتا ہے کہ ایک مہینہ میں طلبہ نے کتنے اسباق لئے؟ اورکس دن کا سبق نہیں ہوا۔

اگرلڑکیاں عذر کی حالت میں ہوں توان دنوں طالبات کونورانی قاعدہ کا اجرا، قواعد، تجوید یا مسنون دعائیں یاد کرانا بہتر ہے، قرآن سکھانے کی ترتیب یہ ہوگی (۱) نورانی قاعدہ یا ربانی قاعدہ (۲) پارہ عم (۳) سورہ یٰس (۴) سورہ واقعہ، ملک، کہف (۵) پارہ تبارک

(۶) پارہ "قد سمع اللہ" (۷) قال فما ..... (۸) حم (۹) الم تا آخر ..... نصاب پورا نہ ہوتو قرآن جلد یاد کرنے پر انعام مقرر کرے، اس کا اعلان شروع میں کردے۔

انفرادی ناظرہ اندراج کاپی

نام طالب علم .... درجہ ....

تاریخ	دن	سبق آموختہ	مطلوبہ تعداد	پڑھی ہوئی تعداد	نام سامع	کیفیت مع دستخط سامع، غلط کی نشاندہی کرے اور غلط حروف کے نیچے لکیر کھینچے	محصلہ نمبر	دستخط معلم

اجتماعی ناظرہ اندراج

نام طالب علمؒ .... درجہ ....

تاریخ قمری	۱۱/۸/۳۹ھ						
تاریخ شمسی	۱۸/۵/۱۸ء						
اسماءطلبہ وطالبات	چہارشنبہ	جمعرات	جمعہ	ہفتہ	اتوار	پیر	منگل
محمد عرفان	۱/۱ع۲						

ماہانہ رپورٹ برائے درجہ ناظرہ (۱)

نمبر شمار	اسماء طلباء وطالبات	ایام تعلیم	ایام حاضری	سبق کتنی مرتبہ	سبق کتنے صفحے	سبق کتنے پارے	آموختہ کتنی مرتبہ	سبق پارہ کتنی مرتبہ	آموختہ کتنے پارے	دستخط مدرس	دستخط صدر مدرس
۱	مرتان	۴۲	۲۲	۲۰	۲۰	ایک پارہ	۱۶	۲۰	۱۶		

نقشہ یومیہ تعلیمی اطلاع برائے طلبہ شعبۂ ناظرہ

ضروری ہدایات

بخدمت حضراتِ سرپرستان !

- ✷ وقت پر صبح مدرسہ حاضری ضروری ہے۔ دیر حاضری پر طالب علم کے واپس کئے جانے کی صورت میں اس کی ذمہ داری سرپرست پر ہوگی۔ خاص حالات میں سرپرست کی درخواست آنے پر رعایت کی جائے گی۔
- ✷ بچے کے کپڑے کرتا پاجامہ ٹوپی صاف ستھرے ہوں۔ ناخن اور بال بڑے نہ ہوں۔ پاجامہ ٹخنوں سے اوپر ہو۔ پینٹ اور چوڑی دار پاجامہ پہن کر مدرسہ آنے کی اجازت نہیں۔ کرتے کا کالر بشرٹ کی طرح نہ ہو۔ حفظ کے طلبہ کیلئے سفید ٹوپی ضروری ہے۔
- ✷ یومیہ تعلیمی اطلاع (اسکول ڈائری) میں روزآنہ یا کم از کم ہفتہ میں ایک بار سرپرست کی دستخط ضروری ہے۔
- ✷ گھر پر کرنے کیلئے جو (ہوم ورک) کام دیا جاتا ہے، اس کو گھر پر کرنے کا اہتمام ضروری ہے۔
- ✷ مندرجہ ذیل کتب وغیرہ ہر بچے کے پاس ہونا ضروری ہے۔
- ✷ طلبہ درجہ حفظ کیلئے قرآن شریف مع جزدان، رحل، روزنامچہ تعلیمی اطلاع، اردو کاپی **۲۰۰** صفحہ کی، اردو وَرک بک قلم، پنسل، بیگ۔
- ✷ طلبہ درجہ ناظرہ کیلئے قاعدہ، پارہ مع جزدان، رحل، اردو کاپی ۴ عدد **۲۰۰** صفحہ کی، اردو وَرک بک، انگریزی کی کاپی، کتاب، پنسل، رَبر، قلم تراش، بیگ۔
- ✷ حفظ کے طلبہ کو تعلیم بعد فجر و مغرب میں حاضری ضروری ہے۔ گھر دور ہونے کی صورت میں فجر بعد اور مغرب بعد کم از کم ایک ایک گھنٹہ سبق یاد کرنے کیلئے بٹھائیں اس سے انشاءاللہ بچہ کی تعلیمی ترقی بہتر رہے گی۔
- ✷ رخصت کیلئے تحریری درخواست کا اہتمام فرمائیں، طالبِ علم کے ذریعہ صرف زبانی اطلاع نہ فرمائیں۔ مسلسل دس **۱۰** یوم غیر حاضری یا متفرق طور پر بلا اطلاع بار بار غیر حاضری کی صورت میں نام خارج کیا جاسکتا ہے۔

✷ تین دن یا اس سے زیادہ کی تعطیل کی صورت میں تحریری اطلاع طالبِ علم کے حوالہ کی جاتی ہے۔اس کے مطابق تعطیل کے بعد بروقت مدرسہ روانہ فرمائیں۔

✷ سرپرست کے بیرون ملک یا طویل عرصہ کیلئے مستقر سے باہر رہنے کی صورت میں گھر کے مرد حضرات میں سے کسی کو بحیثیتِ نگران مقرر فرما کر ان کے نام اور فون نمبر سے مطلع کیا جائے تا کہ طالبِ علم کی نگرانی اور تعلیمی ترقی میں سہولت ہو۔

✷ نیز اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مدرسہ سے دی جانے والی ہدایات کی پابندی ضروری ہے تا کہ صحیح تعلیم وتربیت کا حتی الوسع اہتمام ہو سکے۔ان ہدایات کی خلاف ورزی کی صورت میں اوّلاً سرپرست کو تعلیمی اطلاع (اسکول ڈائری) کے ذریعہ باخبر کیا جائے گا۔ بار بار ایسی صورت ہونے پر داخلہ باقی رکھنے سے معذوری ہے۔

✷ سرپرستوں سے گزارش ہے کہ تعلیمی اطلاع کے آخری صفحات جو طالبِ علم سے متعلق اطلاعات کیلئے ہیں ملاحظہ فرماتے رہیں۔

✷ امید کہ آپ حضرات اپنے حسنِ تعاون سے مشکور فرمائیں گے۔

والسلام
ناظمِ مدرسہ

نام طالبِ علم ....

دستخط سرپرست ....

نام سرپرست ....

فون نمبر ....

باسمہٖ تعالیٰ شانہ

تفصیلاتِ طالبِ علم

نام طالبِ علم مع ولدیت ....

پتہ ....

فون نمبر .... تاریخِ پیدائش/عمر ....

نمبر داخلہ .... تاریخِ داخلہ ....

داخلہ کے وقت تعلیمی صلاحیت ....

سابقہ تعلیمی کیفیت

از شوال المکرّم ــــــھ تا رمضان المبارک ــــــھ

مدرسہ کتنے دِن چلا؟	کتنے دِن مدرسہ آئے؟	کتنے دِن سبق ہوا؟	سال بھر میں کتنا پڑھا؟	سبق کی تعداد کیا تھی؟

متفرق کیفیت ....

....

گزشتہ نتیجہ امتحانِ سالانہ

نمبراتِ آموختہ	پارۂ سبق	صحت وتجوید	دینیات	اُردو	انگریزی	دیگر	دیگر	جملہ نمبرات	درجہ کامیابی

دستخط مدرس/صدر مدرس دستخط سرپرست

روزنامچہ ماہ ---------ھ موافق ---------ء نام طالبِ علم ---------------- درجہ متعلقہ ----------------

تاریخ	ایام	سبق	دوسبق	آموختہ	سامع	اغلاط	دینیات کا سبق	یاد ہے ص/×	سامع	دستخط مدرس	دستخط سرپرست
۱											
۲											
۳											
۴											
۵											
۶											
۷											
۸											

روزنامچہ ماہ ---------- سنہ موافق ---------- سنہ نام طالب علم ---------- درجہ متعلقہ ----------

تاریخ	ایام	سبق	دو سبق	آموختہ	سامع	اغلاط	دینیات کا سبق	یاد ہے ص/×	سامع	دستخط مدرس	دستخط سرپرست
۱۹											
۲۰											
۲۱											
۲۲											
۲۳											
۲۴											
۲۵											
۲۶											

ماہانہ کیفیت

۳۰	۲۹	۲۸	۲۷

ایامِ تعلیم	ایامِ حاضری	کتنے دن سبق ہوا؟	سبق کا ناغہ کیوں ہوا؟	اس وقت سبق کہاں ہے؟	اس مہینہ میں کتنا پڑھا؟	مقدارِ سبق

دینیات کتنی یاد ہے؟ ----------------

اردو کیا پڑھتے ہیں؟ ----------------

متفرق کیفیت ----------------

دستخط مدرس ---------------- دستخط ناظم / صدر مدرس ---------------- دستخط سرپرست ----------------

(۱)

(۱) یومیہ تعلیمی اطلاع، طلبہ شعبہ ناظرہ، شائع کردہ مکتبہ احیاءِ سنت، مدرسہ امداد العلوم، جامع مسجد ٹین پوش لال ٹیکری، حیدرآباد

شعبۂ حفظ

حفظ قرآن اور حفاظ قرآن

اہل عرب عام طور سے امی تھے : لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے اور اپنے معاملات زبانی یاد رکھتے تھے، وہ اپنے خداداد حافظہ میں دنیا کی قوموں میں ممتاز تھے، رسول اللہ ﷺ ان کو زبانی قرآن یاد کراتے تھے، اور رُک رُک کر پڑھاتے تھے اور سناتے تھے، اور قرآن یاد کرنے کی تاکید فرماتے تھے، صحابہ عام طور سے زبانی تلاوت کرتے تھے، نوافل میں پڑھتے تھے اور گھروں میں تلاوت کرتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ سید الحفاظ تھے اور آپ کے بہت سے شاگرد حافظ قرآن تھے، مہاجرین میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت ابن مسعود، حضرت حذیفہ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت معاویہ، حضرت ابن زبیر، حضرت عبداللہ بن سائب، حضرت عائشہ، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہم اور انصار میں حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابوالدرداء، حضرت مجمع بن حارثہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوزید (قیس بن سکن) رضی اللہ عنہم حفاظ قرآن ہیں، ان حفاظ صحابہ میں سے بعض حضرات نے وصال نبوی کے بعد قرآن یاد کیا تھا۔

تجوید وحسن صوت

رسول اللہ ﷺ سید الحفاظ والقراء تھے، نہایت خوش الحانی اور تجوید کے ساتھ قرآن

پڑھتے تھے، براء بن عازب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں سورۃ والتین اور والزیتون پڑھی اس خوش الحانی کے ساتھ پڑھی کہ: "فما سمعت أحدا أحسن صوتا منه" (بخاری: باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، إنما الماہر بالقرآن، حدیث: ۷۵۴۶) میں نے آپ ﷺ سے زیادہ حسین آواز والا کسی کو نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا تھا کہ جس کو تر وتازہ قرآن پڑھنا ہو جیسا کہ نازل ہوا ہے وہ ابن ام عبد (عبد اللہ بن مسعود) کی قراءت پر قرآن پڑھے، اور ابی بن کعب کے بارے میں فرمایا کہ وہ میری امت کے سب سے بڑے قاری ہیں، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام سیوطی نے لکھا ہے:

"أعطی حظا عظیما فی تجوید القرآن" (ان کو تجوید قرآن میں بڑا ملکہ تھا) ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلہ اشاعرہ تجوید وقراءت اور خوش الحانی سے قرآن پڑھتے تھے۔(۱)

معیار تعلیم برائے حفظ

۱) اولا تصحیح قرآن مجید پر محنت ہو پھر روانی کے ساتھ ناظرہ قرآن مکمل ہو جائے اس کے بعد حفظ کی ابتداء ہونی چاہئے۔

۲) ایک وقت میں ایک ہی طالب علم کا سبق سنا جائے۔

۳) آئندہ سبق کے لئے ابتداء ناظرہ صحت کے ساتھ پڑھایا جائے۔

۴) سبق کی مقدار پہلے سے متعین نہیں کی جاسکتی؛ بلکہ طالب علم کی استعداد اور استاذ کی صواب دید پر منحصر ہے، بتدریج سبق کی مقدار میں ترغیب دیتے ہوئے اضافہ کر سکتے ہیں، الا یہ کہ کوئی طالب علم فطری طور پر کمزور ہو۔

۵) سبق کے پارہ کی اقل مقدار حسب ذیل ہو پ/۱ تا پ/۱۰ والے طلبہ کے لئے پون پارہ پ۱۱ تا پ۲۰ والے طلبہ کے لئے ایک پارہ اس کے بعد سوا یا ڈیڑھ پارہ سنا جائے۔

(۱) خیر القرون کی درسگاہیں: ۸۰

۶) قرآن مجید کے ''ع'' کی ترتیب پر یاد کرائیں۔

۷) ایک طالب علم درمیانی رفتار سے یعنی نہ آہستہ نہ تیز کم از کم پینتیس (۳۵) منٹ میں ایک پارہ سنائے۔

۸) طلباء کا آپس میں قرآن مجید سنانا بہت مضر ہے؛ لہٰذا اس کا رواج نہ ڈالیں۔

۹) دو سے زائد طلبہ کا بیک وقت نہ سنا جائے، دونوں طلبہ کا بذات خود سنیں؛ البتہ معتمد علیہ طالب علم سے ضمنی تعاون لے سکتے ہیں، جو بذات خود سنا چکا ہو تعاون کا یہ سلسلہ وقتاً فوقتاً بدلتے رہیں؛ تاکہ آپس میں مفاہمت اور ساز باز نہ ہو سکے۔

۱۰) مغرب بعد کی نگرانی انفرادا ضروری قرار دی جائے؛ لیکن بوقت ضرورت اجتماعی نگرانی کی شکل اختیار کی جا سکتی ہے، مغرب کے بعد کی نگرانی کے اور بہت سے فوائد ہیں۔

۱۱) حفظ کی تکمیل کے بعد اس کی پختگی کی متعدد شکلیں ہیں۔

- سبق کا پارہ پختہ سنا جائے۔
- آموختہ کی مقدار زیادہ سے زیادہ رکھی جائے۔
- پہلے دور میں یومیہ دو پارے سنے جائیں۔
- دوسرے دور میں تین پارے سنے جائیں پھر ہر دور کی تکمیل پر نصف پارہ کا اضافہ کیا جائے۔
- ہر ماہ تعلیمی جانچ کرائی جائے جس میں بہت سے فوائد ہیں۔

۱۲) سہ ماہی ششماہی امتحان کے موقع پر ان مہینوں کی مقدار خواندگی کا امتحان ہو اور سالانہ امتحان کے وقت مجموعی مقدار حفظ کا امتحان ہو۔

۱۳) امتحانات سے پہلے استاذ کو اپنی صوابدید پر سبق بند کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔(۱)

اہم ہدایات برائے اساتذہ حفظ

۱) بارگاہِ خداوندی میں ہمیشہ دست بدعا بھی رہیں کہ اے اللہ! آپ مجھے حدیث پاک

(۱) معین المدارس:۸۹

کی خوشخبری کا مصداق بنادے۔

۲) اپنی کم علمی و بے مائیگی کا احساس اور خداوند قدوس کی برتری اور تقدس کا یقین ہو، چونکہ تواضع ہی سے اللہ تعالیٰ رفعت و بلندی عطا فرماتے ہیں۔

۳) نیت میں اخلاص ہو یعنی خوشنودیٔ خداوندی و رضائے الٰہی درس و تدریس کا اصل مقصد ہو، قرآن مجید کی دل میں عظمت اور اس کے کلام اللہ ہونے کا استحضار رہو، ہمیشہ نگاہ و نظر ثواب و آخرت پر ہو، اجرت دنیا پر ہرگز نہ ہو۔

۴) اپنے تعلیمی اوقات کی قدر ہو، اس طرح کہ کوئی لمحہ رائیگاں نہ ہونے پائے۔

۵) طلباء کرام قوم کی امانت ہیں اور ہمارے اوقات ان کی خدمت کے لئے وقف ہو گئے ہیں، لہٰذا خوب دلچسپی سے خدمت کریں۔

۷) طلباء کے وقت کا خیال نہ کرنا، ان کی تعلیم و تربیت پر خاطر خواہ توجہ نہ دینا اور استخفاف ولا پرواہی برتنا ان کے ساتھ خیانت ہوگی، جس کی بروزِ محشر پوچھ ہوگی۔

۸) کسی بچہ کا حفظ کرنا جیسے خود اس کے لئے اور اس کے والدین کے لئے سعادت عظمی ہے، اسی طرح استاذ کے لئے بھی نعمتِ عظمی ہے، اس نعمت کی قدردانی کرنی چاہئے۔

۹) استاذ کو چاہئے کہ وہ ترانہ سے قبل مدرسہ میں حاضر رہے تاکہ ترانہ کے بعد فوراً اپنا کام شروع کردیں۔

۱۰) اساتذہ کا درجات میں سونا، اونگھنا نامناسب اور معیوب ہے، اساتذہ کو درجات میں چوکنا رہنا چاہئے، سوتے ہوئے اور اونگھتے ہوئے سنتے رہنا اس سے بھی زیادہ معیوب ہے۔

۱۱) طالب علم جب سنانے لگتا ہے تو بعض اساتذہ کو اونگھ آنے لگتی ہے، اس سے طالب علم کی غلطیاں رہ جاتی ہیں جو نقصانِ عظیم ہے، اس لئے استاذ کو درسگاہ میں چوکنا اور بیدار رہنا چاہئے۔

۱۲) اساتذۂ حفظ کا فجر سے قبل ایک گھنٹہ اپنے طلباء کے لئے وقت نکالنا اور فجر سے پہلے

ہی طلباء کو محنت سے پڑھانا حفظ کے لئے بہت مفید ہے، سب ہی اساتذۂ کرام اپنے طلباء کو نگرانی میں پڑھوائیں تو حفظ کی تعلیم معیاری ہوگی۔

۱۳) سب سے پہلے جو علم حاصل کررہے ہیں اس کی اہمیت وفضیلت اور حاملین قرآن وحافظ قرآن کا مقام اور اس کی عظمت طلباء کے دلوں میں بٹھائی جائے۔

۱۴) ذرائع علم کا ادب واحترام مثلا کتاب (چاہے وہ نورانی قاعدہ ہو یا قرآن مجید ہو یا کوئی اور کتاب ہو) اور اساتذہ، منتظمین وملازمین اور مدرسہ کا خصوصا درسگاہ کا اور رحل، جزدان، تپائی، کاغذ، پنسل اور قلم وغیرہ کا حد درجہ ادب طلباء کے دلوں میں بٹھایا جائے۔

۱۵) درسگاہ اور اس کے فرش کی صفائی کی اہمیت بتلائی جائے۔

۱۶) بوقتِ درس درجات میں طلباء کی صفیں بالکل سیدھی ہوں، اس کا لحاظ رکھا جائے۔

۱۷) طلباء کے بیٹھنے ہی میں ادب وسلیقہ کا علانیہ طور پر اظہار ہو۔

۱۸) تمام کاغذات کا بالخصوص دینیات اور قرآن مجید کے کاغذات کا ادب کیا جائے، ادھر ادھر پڑے ہوں تو ادب سے اٹھا کر باقاعدہ رکھا جائے، اس کی طرف طلباء کو توجہ دلاتے رہیں، اور اہمیت بتلاتے رہیں، اس کے لئے علاحدہ علاحدہ نظم ہونا چاہئے، یعنی عام کاغذات کے لئے ایک بکس یا جھولا اور دینیات کے کاغذات کے لئے علاحدہ بکس یا جھولا ہو اور قرآن کے کاغذات کے لئے علاحدہ بکس یا جھولا ہو اور جب وہ بھر جائے تو اسے کسی محفوظ مقام (جیسے قبرستان وغیرہ) میں دفن کردیا جائے۔

۱۹) اساتذہ طلباء کو اس بات کی ہدایت کرتے رہیں؛ بلکہ انہیں پابند کریں کہ پڑھی ہوئی مقدار تعطیلات میں گھر سے دَور کرکے لائیں۔(۱)

۲۰) صبح وشام اوقات کی پابندی کرتے رہیں۔

۲۱) طلبہ کا سبق، پارہ، قواعد وتجوید کے ساتھ سنیں۔

---

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: ۱۲ تا ۱۵، محمودیہ ٹرسٹ

۲۲) نورانی قاعدہ کے قواعد بچوں کو خوب یاد کرائیں۔

۲۳) بچوں کا قرآن پوری ترتیب اور توجہ کے ساتھ سنیں، کوئی طالب علم بالکل نہ سنائے تو اس کو ذمہ دار تک پہنچائیں۔

۲۴) طلبہ کی حاضری وغیر حاضری لکھتے رہیں اور سننے وسنانے کی پوری رپورٹ تیار کریں، وقتاً فوقتاً بچوں کو قواعد بھی پوچھتے رہیں اور کمزور بچوں پر زیادہ دھیان دیں۔

۲۵) ذمہ دار سے کسی بات میں نہ الجھیں اور کلاس میں طلبہ کو بڑھانا اور گھٹانا ذمہ دار کے اختیار میں ہوگا، کوئی مسئلہ ہو تو ذمہ دار اس کو حل کریں ورنہ مجلس شوری یا مہتمم صاحب سے رابطہ قائم کریں۔

۲۶) رخصت لینے سے پہلے ذمہ دار کو اس کی اطلاع دیں۔

۲۷) کلاس میں طلبہ کا سبق جاری رکھیں یا بند کریں آپ کو اختیار ہوگا۔

۲۸) تمام طلبہ کو تعلیمی معیار پر لانے کی محنت کریں۔

۲۹) طلبہ کی تربیتی اعتبار سے فکر کریں۔

۳۰) کلاس میں باوقار اور ادب کے ساتھ بیٹھیں۔

۳۱) کامیاب حافظ کی چار علامتیں:

ا۔تجوید ۲۔حفظ (اچھی طرح یاد ہو) ۳۔لہجہ ۴۔طالب علم نڈر اور بے باک ہو۔(۱)

سبق

۱) نئے سبق کی مقدار شروع میں طالب علم کے اختیار پر ہو، ایک ہفتہ بعد ذہانت کے مطابق مقدار متعین کردیں، نیز پوری کوشش کریں کہ نیا سبق یومیہ کم ازکم ایک رکوع ہو۔

۲) ہر صفحہ کے ختم والے قرآن مجید پر حفظ نہ کرائیں کیوں کہ بھول پر صفحہ مکمل چھوٹ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، نیز معانی ومفہوم کے اعتبار سے بھی اس میں نقصان ہے، بہتر ہے ۱۶ سطر والے قرآن مجید میں ''ع'' کی ترتیب پر حفظ کرائیں، پندرہ سطر

(۱) معین المدارس، مؤلف: مفتی محمد شاکر صاحب: ۹۲، بیت العلوم

والے قرآن مجید میں حفظ شروع کر دیا گیا تو بقیہ حفظ ''ع'' کی ترتیب پر کرائیں۔

۳) نئے سبق کا ناظرہ پہلے سن لیں اور طالب علم کو کئی بار روانی کے ساتھ پڑھنے کو کہیں۔

۴) سبق یاد کرنے کے بہترین اوقات یہ دو ہیں:

(۱) مغرب اور عشاء کا درمیانی وقت۔

(۲) سحری و تہجد کا وقت۔

۵) نئے سبق کے دوران اگر سورہ شروع ہو تو پہلے سورۃ کا نام پھر تسمیہ یاد کرائیں۔

۶) طالب علم کو شروع میں نیا سبق یاد کرنے کا طریقہ اچھی طرح سمجھا دیں، سبق یاد کرنے کے لئے یہ باتیں طالب علم کو اچھی طرح سمجھا دیں:

(۱) پہلے نئے سبق کا ناظرہ تجوید وصحت کے ساتھ خوب رواں کر لے

(۲) آیت کا جس قدر ٹکڑا آسانی سے رٹ سکتے ہوں اسکو رٹے مثلا: ''تلک الرسل فضلنا'' اس کو اتنا رٹے کہ خوب یاد ہو جائے، تعداد کی کوئی قید نہیں، اس کے بعد ''بعضھم علی بعض'' رٹتا رہے، جب یاد ہو جائے تو پھر ''تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض'' ملا کر رٹے، جب پختہ ہو جائے تو پھر ''منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات'' رٹے، یاد ہونے کے بعد پھر شروع ''تلک الرسل'' سے دو تین مرتبہ پڑھ کر جانچ لے، اس طرح تھوڑا تھوڑا کر کے پورے سبق کا آخری جملہ رٹتے ہوئے بھی شروع کو نہ چھوڑے، آگے رٹتا رہے، پچھلا ملاتا رہے، ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے رٹے، اس قدر جلدی نہ رٹے کہ جس سے حروف کٹ جائیں، استاذ کو سنانے سے پہلے پوری مقدار ملا کر پڑھ کر دیکھ لے، اگر اٹک یا بھول ہو پھر رٹے اور دوبارہ زبانی پڑھ کر جانچ لے۔

۷) نیا سبق اٹک، بھول، متشابہ، تبدیلی حرکات، مخرج کی کمی، لحن جلی، زیادتی حرف کے بغیر پختہ، مکمل تجوید کے ساتھ سنیں۔

یاد رہے نئے سبق میں رعایت کرنا آگے عمل کے لئے انتہائی مضر ہے۔

۸) جس بچے کے پانچ پارے حفظ ہوں اس کا آدھا پارہ آموختہ اور سبق کا پارہ ایک سنا جائے۔

۹) اس ترتیب سے حفظ شروع کرائیں (پہلے پارہ ۳۰ پھر پارہ ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶) ان پانچ پاروں کے بعد آگے پارہ ایک سے شروع کرائیں؛ تاکہ خدانخواستہ طالبعلم کے غبی ہونے کی صورت میں حفظ کا سلسلہ منقطع ہونے پر یہ پارے نماز و امامت میں کام آئیں۔

۱۰) جو طالب علم پہلے سبق سنائے سن لیا جائے یعنی سبق سننے میں ہر دن ایک ہی طالب علم کو متعین نہ کرے۔

۱۱) سبق میں اٹکنے پر ہرگز نہ بولیں؛ بلکہ تھوڑا وقفہ کریں کہ وہ خود نکالے ورنہ واپس بھیج دیں، دوبارہ پکا یاد کرا کر بغیر غلطی اور اٹک کے سنا جائے۔

۱۲) سبق کی جو مقدار استاذ کی طرف سے طئے کر دی جائے طالب علم سے اتنی مقدار مکمل سنی جائے، اس مقدار سے کم پر اٹکنے پر جہاں اٹکے وہاں تک سبق شمار نہ کیا جائے، اس طرح طالبعلم روزانہ کچا سبق یاد کرنے کا عادی ہو جائے گا۔

۱۳) جملہ طلبہ کے نئے اسباق بعد فجر جو پہلی نشست ہو اسی میں سن لیا جائے، طلبہ کو اس کی عادت کروائیں کہ وہ پہلی نشست ہی میں سنا دیں، اگر کوئی طالب علم پہلی نشست میں نہ سنائے تو اس دن اس کا سبق نہ سنا جائے، چند دن اس طرح کرنے پر یہ طریقہ قابو میں آجائے گا۔

۱۴) نئے سبق کی مقدار یومیہ اتنی ہو کہ ہر طالب علم کا ماہانہ کم از کم لازما ایک پارہ ضرور ہو، جو طالب علم ایک سے زیادہ پڑھے اس کو انعام بھی دیا جائے۔

۱۵) یاد رہے کہ سبق، پارہ سبق اور آموختہ تینوں بہت اہم ہیں؛ مگر ان میں سے سب سے زیادہ اہمیت آموختہ کو دی جائے، بعض جگہ یہ انتہائی غلط فارمولہ دیکھنے میں آیا کہ ''آگے بڑھو پیچھے مت دیکھو'' پر عمل کیا جاتا ہے، یہ بہت نقصان دہ ہے، ایسا کرنے والے عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔(۱)

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: ۱۴، ۱۶

سبق پارہ

۱) سبق پارہ یومیہ مکمل ایک پارہ سنا جائے، آگے نئے اسباق کا پاؤ پارہ ہو جانے پر پیچھے سے پاؤ پارہ کم کر دیا جائے۔

۲) پارہ سبق کے سننے میں درسگاہ کے کل طلبہ کی ذہانت کے اعتبار سے ترتیب قائم کر دیں یعنی ذہین طلبہ پہلے سنائیں پھر کمزور طلبہ سنائیں، اس طرح کمزور طلبہ کو یاد کرنے کا موقع مل جائے گا۔

۳) سبق پارہ اٹک، بھول، متشابہ، تبدیلی حرکات، مخرج کی کمی، لحن جلی، زیادتی حروف کے بغیر پختہ، مکمل تجوید کی رعایت کے ساتھ سنیں۔

۴) سبق پارہ میں اس دن کا نیا سبق ملا کر سنا جائے یعنی سبق پارہ کا ختم اس دن کے سبق تک ہو۔

۵) پارہ سبق ہر دن مکمل سنا جائے، یومیہ سننے کی وجہ سے پارہ میں سے چیدہ چیدہ نہ سنا جائے۔

۶) پارہ سبق بعد ظہر سنا جائے، کیوں کہ عام طور پر ظہر بعد کی نشست کم وقت کی ہوتی ہے اور آموختہ سے پارہ سبق کی مقدار کم ہوتی ہے۔

۷) سبق پارہ میں اگر اٹک جائے تو نہ بولا جائے؛ بلکہ خود سے نکالنے دیا جائے، نہ نکالنے پر وقفہ دے کر دوبارہ سنا جائے، دوسری مرتبہ اٹکنے پر سہ بارہ سنا جائے؛ تاکہ طالب علم پہلے ہی پختہ یاد کر کے لائے۔(۱)

آموختہ

۱- آموختہ کی مقدار یومیہ ہر طالب علم کی کم از کم ایک پارہ لازما ہو، بہت ہی زیادہ کمزور غبی طالب علم ہو تو حسبِ موقعہ کچے پاروں کی مقدار میں وقتی طور پر کمی کی جا سکتی ہے۔

۲- آموختہ میں مندرجہ ذیل مقدار و ترتیب ہو تو بہت مفید ہے، یعنی طالب علم کے مکمل

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: ۱۷، مرتب: مفتی سبیل احمد صاحب، مکتبہ محمودیہ، وانمباڑی

پارے دس دنوں میں پورے ہوجائیں، اس طرح پر کہ پانچ پارے تک آدھا پارہ، پارہ چھ سے پارہ دس تک ایک پارہ، پارہ گیارہ سے پارہ پندرہ تک ڈیڑھ پارہ، پارہ سولہ سے پارہ بیس تک دو پارے، پارہ اکیس سے پارہ پچیس تک ڈھائی پارہ، پارہ چھبیس سے پارہ تیس تک تین پارے سنیں جائیں، اس طرح ہر دس دنوں میں مکمل مقدار پوری ہوجائے گی۔

۳- اس ترتیب پر بھی آموختہ کی مقدار طئے کی جاسکتی ہے:

(۱) پانچ پاروں تک روزانہ ایک پارہ۔

(۲) دس پاروں تک روزانہ سوا پارہ۔

(۳) پندرہ پاروں تک روزانہ ڈیڑھ پارہ۔

(۴) بیس پاروں تک روزانہ پونے دو پارے۔

(۵) پچیس پاروں تک روزانہ ڈھائی پارے

(۶) ختم تک روزانہ تین پارے۔

۴- آموختہ استاذ خود سنے، ہرگز دوسرے سے نہ سنوائے الا یہ کہ طلبہ زائد ہوں، سنانا ممکن ہو تو کسی ذہین اور امانت دار لڑکے سے سنایا جاسکتا ہے۔

۵- آموختہ اٹک، بھول، متشابہ، تبدیلی حرکات، مخرج کی کمی، لحن جلی، زیادتی حروف کے بغیر پختہ، مکمل تجوید کے ساتھ سنیں۔

۶- آموختہ میں اگر اٹک جائے تو بولا نہ جائے؛ بلکہ خود سے نکالنے دیا جائے، نہ نکالنے پر وقفہ دے کر دوبارہ سنا جائے، دوسری مرتبہ اٹکنے پر سہ بار سنا جائے؛ تاکہ طالب علم پہلے ہی پختہ یاد کر کے لائے۔

۷- آموختہ صبح کی نشست میں سنا جائے، اس لئے کہ صبح کی نشست میں وقت بھی زیادہ ہوتا ہے، نیز آموختہ کی مقدار بھی زیادہ ہوتی ہے۔

۸- جمیع طلبہ کا آموختہ صبح کی نشست میں ہی مکمل سن لیا جائے؛ تاکہ بعد ظہر سبق پارہ سنا

جاسکے، اگر اس کا التزام نہ کیا جائے تو پھر آگے کے نظام میں خلل ہوگا۔

۹- ہر ماہ طلبہ کی جانچ لی جائے جن بچوں کے زیادہ پارے ہوئے ہیں، ان کے آدھے پاروں کی جانچ اس ماہ میں اور باقی پاروں کی جانچ آئندہ ماہ لی جائے۔(۱)

متفرقات

۱- اس کا اہتمام کریں کہ جب تک ایک طالب علم سنا رہا ہو دوسرے طلبہ استاذ کے قریب نہ بیٹھیں۔

۲- بیک وقت ایک طالب علم کو ہی سنا جائے، درسگاہ میں اگر طلبہ کی تعداد زیادہ ہو تو دو طلبہ کو سنا جاسکتا ہے، اس صورت میں دونوں کو مکمل توجہ کے ساتھ سنا جائے کہ کوئی غلطی نہ رہ جائے اور کوئی آیت نہ چھوٹ جائے۔

۳- طالب علم کو شروع ہی سے بآواز بلند پڑھنے کی عادت کرائیں، پست آواز سے پڑھنے میں اغلاط کے رہ جانے کا امکان ہے، نیز تجوید کی رعایت مشکل ہے۔

۴- اس پر نگاہ رکھیں کہ طالب علم پڑھتے ہوئے منہ نہ بنائے، چہرہ نہ بگاڑے، ایسا کرنے پر روکا جائے۔

۵- سناتے وقت طالب علم کو ایک ہاتھ کے فاصلہ پر بٹھائیں؛ تاکہ بلند آواز سے پڑھنے کی عادت ہو۔

۶- طالب علم استاذ کے پاس سناتے ہوئے دوزانوں بیٹھے، ایک پاؤں کھڑا نہ رکھے۔

۷- استاذ کو اگر سننے کے درمیان کسی سے کوئی ضروری بات چیت کرنی پڑ گئی تو طالب علم کے سنانے کو موقوف کرادیں تا آنکہ فارغ ہو کر دوبارہ سننے لگیں۔

۸- سننے کے دوران غلطی پر سرخ پنسل سے نشانات لگائیں اور سنانے کے بعد طالب علم کو ہر نشان زدہ کو ۲۵ مرتبہ دہرانے کو کہیں، اس نشان کے لگانے میں قرآن مجید کا احترام ملحوظ رکھیں، یعنی بے تکے طریقہ پر نہ لگائیں۔

---

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: ۱۸۔۱۹، معین المدارس: ۸۹

۹- استاذ اس بات کو دھیان میں رکھیں کہ طالب علم کی ذہانت اور غباوت کی رعایت صرف نئے سبق میں ہو، نہ کہ آموختہ اور پارہ سبق میں، اس میں سبھی طلبہ یکساں ہیں۔

۲۰- ہر پارہ کے ختم پر اسی دن یا ایک دن کا وقفہ کر کے تیاری کے بعد اگلے دن صبح کی نشست میں بغیر کسی غلطی کے مکمل پارہ پہلے خود سنیں، پھر نگراں شعبہ یا دوسرے استاذ کے پاس سنوائیں، مکمل اطمینان پر آگے بڑھائیں۔(۱)

۱۱- ختم پارہ اگر طالب علم دوسرے دن سنائے تو اس دن ظہر بعد آموختہ بھی سنا جائے۔

۱۲- ہر پانچ پاروں (والمحصنت، واعلموا، سبحان الذی، أمن خلق، إليه يُردّ) سے ختم پر تیاری کے لئے ایک دن وقفہ کر کے دوسرے دن مکمل پانچ پارے ایک نشست میں سن کر پورے اطمینان پر آگے بڑھائیں۔

۱۳- ہر طالب علم کے پاس یومیہ اندراج کے لئے کاپی نہ رکھوائیں کہ طالب علم اس میں الجھ کر رہ جاتا ہے، بلکہ استاذ اپنے پاس ایک لمبے سائز کی کاپی رکھیں جس میں ایک صفحہ پر ایک طالب علم کے مکمل ماہ کی رپورٹ لکھی جائے۔

کاپی میں اس طرح نقشہ بنائیں

۱- محمد سلمان آمبوری

		مقدار سابق: ۷ پارے		مقدار ماہ ہذا: پ ۳ مکمل		کل مقدار: ۸ پارے	
تاریخ	دن	نیا سبق	کیفیت	پارہ سبق	کیفیت	آموختہ	کیفیت
۱	بدھ	تلک الرسل ع ۴ تا ع ۵	یاد ہے	پ۲ ربع تا سبق	یاد ہے	پ ۷ ۲ ربع تا سبق	یاد ہے
۲	جمعرات						
۳	جمعہ						

(۱) قرآن مجید کے پختہ ہونے کا ایک اہم مرحلہ ہے۔

۱۴- دوران درس ایام تعلیم و تعطیل میں کسی بھی طالب علم سے کوئی ہدیہ نہ لیں۔

۱۵- استاذ وقتاً فوقتاً ختم پارہ، ایک ماہ میں دو پارے، نیز تجوید کے ساتھ عمدہ پڑھنے پر اپنی طرف سے طالب علم کو انعام دے، اگرچہ چھوٹی چیز ہی کیوں نہ ہو، اس سے طالب علم کو پڑھنے میں دلچسپی اور رغبت ہوگی۔

۱۶- طلبہ کو آپس میں کم سے کم سنوائیں۔

۱۷- کما حقہ جمیع طلبہ کا سبق، پارہ سبق اور آموختہ سننے کے لئے درسگاہ میں طلبہ کی تعداد ۱۰ تا ۱۲ ہی رکھیں، زیادہ تعداد معیاری تعلیم کے لئے مضر ہے۔

۱۸- ہر دن تمام طلبہ کا سبق، سبق پارہ اور آموختہ مکمل کرائیں، کوشش کریں کہ کسی طالب علم کا پارہ سبق اور آموختہ باقی نہ رہے، اگر کسی طالب علم کا آموختہ یا پارہ سبق رہ جائے تو اس دن نیا سبق نہ دیا جائے۔

۱۹- طلبہ میں اس طرح کا ماحول اور احساس پیدا کردیں کہ سبق پارہ اور آموختہ میں سے چھوٹ جائے تو اس دن نیا سبق نہیں ہوگا اور طالب علم نئے سبق کے چھوٹنے کو بڑی سزا محسوس کرے۔

۲۰- صبح میں جمیع طلبہ کا آموختہ مکمل ہوجائے تو پارہ سبق سننا شروع کردیں، اسی طرح دوپہر میں انتہائے وقت سے ۱۵ منٹ پہلے جمیع طلبہ کا سن کر ختم کردیں، اسی ترتیب سے طلبہ کا اندازہ اور حساب لگا کر سنیں، اگر کوئی طالب علم سنانے میں تاخیر کرے تو از خود بلا کر سنیں، ۱۵ منٹ پہلے ختم کر کے جمیع طلبہ کا کل کے نئے سبق کا ناظرہ سن لیا جائے، ایسا نہ ہو کہ طالب علم جب چاہے سنانے کے لئے آئے اور استاذ خالی بیٹھے رہیں یا اخیر وقت میں سنا جائے اور طلبہ باقی رہ جائیں وقت پورا ہوتے ہی استاذ چلے جائیں؛ بلکہ درسگاہ کے جمیع طلبہ کے تینوں امور (سبق، آموختہ، پارہ سبق) کا یومیہ پورا کرا کر نیا سبق دینا استاذ کی ذمہ داری ہے، الا یہ کہ کسی طالب علم کا آموختہ یا پارہ سبق اٹک یا غلطی یا کچا سنانے کی بناء پر رہ جائے۔

٢١- طلبہ حفظ کی موجودہ صورت حال میں حافظ ہونے کے لئے چار سال کی مدت متعین کر سکتے ہیں، اس طور پر کہ پہلے سال پارہ ٣٠، ٢٩، ٢٨، ٢٧، ٢٦، پھر پارہ ایک اور ٢ (٧ پارے) دوسرے سال پارہ ٣ تا پارہ ١٢ (١٠ پارے) تیسرے سال ١٣ تا پارہ ٢٣ (دس پارے) چوتھے سال پارہ ٢٣ تا پارہ ٢٥ (٣ پارے) اور ١٥/دور مکمل کرائے جائیں۔

نقشہ یومیہ تعلیمی اطلاع برائے طلبہ شعبۂ حفظ

طلبۂ شعبۂ حفظ

شائع کردہ

مکتبۂ احیاءِ سنت

مدرسہ امداد العلوم جامع مسجد ٹین پوش لال ٹیکری حیدرآباد۔ فون : ٢٣٣٢٥٩٥٢

MAKTABA-E-EHYA-E-SUNNAT MADRASA IMDADUL ULOOM

Jama Masjid Teen Posh, Lal Tekri (Red Hills), Ph : 23325952

ضروری ہدایات

بخدمت حضراتِ سرپرستان!

- ✷ وقت پر صبح مدرسہ حاضری ضروری ہے۔ دیر حاضری پر طالب علم کے واپس کئے جانے کی صورت میں اس کی ذمہ داری سرپرست پر ہوگی۔ خاص حالات میں سرپرست کی درخواست آنے پر رعایت کی جائے گی۔
- ✷ بچے کے کپڑے کرتا پاجامہ ٹوپی صاف ستھرے ہوں۔ ناخن اور بال بڑے نہ ہوں۔ پاجامہ ٹخنوں سے اوپر ہو۔ پینٹ اور چوڑی دار پاجامہ پہن کر مدرسہ آنے کی اجازت نہیں۔ کرتے کا کالر بشرٹ کی طرح نہ ہو۔ حفظ کے طلبہ کیلئے سفید ٹوپی ضروری ہے۔
- ✷ یومیہ تعلیمی اطلاع (اسکول ڈائری) میں روزآنہ یا کم از کم ہفتہ میں ایک بار سرپرست کی دستخط ضروری ہے۔
- ✷ گھر پر کرنے کیلئے جو (ہوم ورک) کام دیا جاتا ہے، اس کو گھر پر کرنے کا اہتمام ضروری ہے۔
- ✷ مندرجہ ذیل کتب وغیرہ ہر بچے کے پاس ہونا ضروری ہے۔
- ✷ طلبہ درجہ حفظ کیلئے قرآن شریف مع جزدان، رحل، روزنامچہ تعلیمی اطلاع، اردو کاپی **۲۰۰** صفحہ کی، اردو وَرک بک قلم، پنسل، بیگ۔
- ✷ طلبہ درجہ ناظرہ کیلئے قاعدہ، پارہ مع جزدان، رحل، اردو کاپی ۴ عدد **۲۰۰** صفحہ کی، اردو وَرک بک، انگریزی کی کاپی، کتاب، پنسل، رَبر، قلم تراش، بیگ۔
- ✷ حفظ کے طلبہ کو تعلیم بعد فجر و مغرب میں حاضری ضروری ہے۔ گھر دور ہونے کی صورت میں فجر بعد اور مغرب بعد کم از کم ایک ایک گھنٹہ سبق یاد کرنے کیلئے بٹھائیں اس سے انشاءاللہ بچہ کی تعلیمی ترقی بہتر رہے گی۔
- ✷ رخصت کیلئے تحریری درخواست کا اہتمام فرمائیں، طالبِ علم کے ذریعہ صرف زبانی اطلاع نہ فرمائیں۔ مسلسل دس **۱۰** یوم غیر حاضری یا متفرق طور پر بلا اطلاع بار بار غیر حاضری کی صورت میں نام خارج کیا جاسکتا ہے۔

- تین دن یا اس سے زیادہ کی تعطیل کی صورت میں تحریری اطلاع طالبِ علم کے حوالہ کی جاتی ہے۔اس کے مطابق تعطیل کے بعد بروقت مدرسہ روانہ فرمائیں۔
- سرپرست کے بیرون ملک یا طویل عرصہ کیلئے مستقر سے باہر رہنے کی صورت میں گھر کے مرد حضرات میں سے کسی کو بحیثیتِ نگران مقرر فرما کر ان کے نام اور فون نمبر سے مطلع کیا جائے تا کہ طالبِ علم کی نگرانی اور تعلیمی ترقی میں سہولت ہو۔
- نیز اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً مدرسہ سے دی جانے والی ہدایات کی پابندی ضروری ہے تا کہ صحیح تعلیم وتربیت کا حتی الوسع اہتمام ہو سکے۔ان ہدایات کی خلاف ورزی کی صورت میں اوّلاً سرپرست کو تعلیمی اطلاع (اسکول ڈائری) کے ذریعہ باخبر کیا جائے گا۔ بار بار ایسی صورت ہونے پر داخلہ باقی رکھنے سے معذوری ہے۔
- سرپرستوں سے گزارش ہے کہ تعلیمی اطلاع کے آخری صفحات جو طالبِ علم سے متعلق اطلاعات کیلئے ہیں ملاحظہ فرماتے رہیں۔
- امید کہ آپ حضرات اپنے حسنِ تعاون سے مشکور فرمائیں گے۔

والسلام
ناظمِ مدرسہ

نام طالبِ علم ....

دستخط سرپرست ....

نام سرپرست ....

فون نمبر ....

باسمہٖ تعالیٰ شانہ

تفصیلاتِ طالبِ علم

نام طالبِ علم مع ولدیت --

پتہ --

فون نمبر ---------------------- تاریخِ پیدائش/عمر ----------------------

نمبر داخلہ ---------------------- تاریخِ داخلہ ----------------------

کیا پڑھ کر آئے؟ ---------------------- تاریخِ آغازِ حفظ ----------------------

سابقہ تعلیمی کیفیت

از شوال المکرم ۔۔۔ھ تا رمضان المبارک ۔۔۔ھ

مدرسہ کتنے دِن چلا؟	کتنے دِن مدرسہ آئے؟	کتنے دِن سبق ہوا؟	سال بھر میں کتنا پڑھا؟	سبق کی تعداد کیا تھی؟

متفرق کیفیت --

گزشتہ نتیجہ امتحانِ سالانہ

نمبراتِ آموختہ	پارۂ سبق	صحت و تجوید	دینیات	اُردو	جملہ نمبرات	درجہ کامیابی

دستخط مدرس صدر مدرس دستخط سرپرست

روزنامچہ ماہ .... موافق .... نام طالبِ علم .... درجہ متعلقہ ....

تاریخ	ایام	آموختہ	اغلاط	سامع	پارہ سبق	اغلاط	سامع	سبینی	تیتی یا سبینی	تعلیم بعد ظہر	تعلیم بعد مغرب	دستخط مدرس	دستخط سرپرست	کیفیت
۱														
۲														
۳														
۴														
۵														
۶														
۷														
۸														

روزنامچہ ماہ .... موافق .... نام طالبِ علم .... درجہ متعلقہ ....

تاریخ	ایام	آموختہ	اغلاط	سامع	پارہ سبق	اغلاط	سامع	سبقی	قبل سبقی	تعلیم بعد فجر	تعلیم بعد مغرب	دستخط مدرس	دستخط سرپرست	کیفیت
۱۹														
۲۰														
۲۱														
۲۲														
۲۳														
۲۴														
۲۵														
۲۶														

۲۷														
۲۸														
۲۹														
۳۰														

ماہانہ کیفیت

ایامِ تعلیم	ایامِ حاضری	کتنے دن سبق ہوا ؟	کتنے دن آموختہ ہوا ؟	آموختہ کے کتنے دور ہوئے ؟	مقدارِ تعلیم	مقدارِ سبق

اس ماہ میں کسی پارہ یا منزل کا یا کوئی میعادی امتحان ہوا ؟ اور کیا نتیجہ رہا ؟ --

دینیات کتنی یاد ہے ؟ --

اُردو کیا پڑھتے ہیں ؟ --

متفرق کیفیت --

دستخط مدرس ---------------- دستخط ناظم / صدر مدرس ---------------- دستخط سرپرست ----------------

(۱)

(۱) یومیہ تعلیمی اطلاع، طلبہ شعبۂ حفظ، شائع کردہ مکتبہ احیاءِ سنت، مدرسہ امداد العلوم، جامع مسجد ٹین پوش لال ٹیکری، حیدرآباد

حفظ کی ابتداء کہاں سے

جہاں تک حفظ کا تعلق ہے تو بندہ کا مشورہ ہے کہ پہلے عم پارہ پھر مسبحات (یعنی جن سورتوں کے شروع میں لفظ "سبح" یا "یسبح" ہے پھر سورہ کہف یاد کروائیں۔

اگر خدانخواستہ مذکورہ سورتیں کوئی لڑکا پختہ یاد نہ کر سکے تو صرف انہیں کو یہ لڑکا بار بار دہراتے اور سناتے رہیں۔

بعض بزرگان دین کا مشورہ ہے کہ اولاً سورہ یوسف یاد کروایا جائے، حضرت الاستاذ ومرشد شفیق سے سنا گیا کہ اپنے استاذ ومرشد شفیق شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی کی عادت شریفہ تھی کہ آپ جب کسی طالب علم کو حفظ کا سبق آغاز فرماتے تو سورہ ق سے شروع کراتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس کو سورہ ق سے آخر قرآن تک کسی بھی طرح یاد ہوجائے تو امید ہوجاتی ہے کہ پورا قرآن شریف اس کو یاد ہوجائے گا، ان شاء اللہ تعالی، کیوں کہ نماز کے لئے بھی قراءت مسنونہ آخری قرآن میں ہے (مفصلات)۔

۲۲- پہلے سال ۷ پاروں میں سے پانچ پاروں سے کم (چار یا تین) حفظ کرے تو پہلے سال ہی فیصلہ کردیں کہ طالب علم حفظ کے قابل نہیں ہے، والد یا سرپرست کو بلا کر صورت حال سے آگہی کردیں، اس صورت میں طالب علم کو فارسی جماعت میں داخل کیا جاسکتا ہے؛ تاکہ وہ حافظ نہ بن سکا تو عالم بن جائے، نیز ابتداء ہی میں فیصلہ کی بناء پر طالب علم کو آگے عربی درجات پڑھنے کا موقع مل جائے گا، بصورت دیگر زیادہ پارے ہونے کے بعد اگر قابل نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے تو طالب علم ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہوجائے گا، آگے یاد کئے ہوئے پارے یاد نہیں رکھ سکے گا اور (نعوذ باللہ) بھول جانے کی صورت میں ہم ہی وعید کے مستحق ہوں گے (اللهم احفظنا منه)۔

۲۳- درسگاہ میں چھوٹے بڑے طلبہ کو الگ الگ بٹھائیں، نیز تعلیم کے علاوہ اوقات میں آپسی دوستی سے منع کریں۔

۲۴- کسی بھی طالب علم کے ساتھ اختصاصی معاملہ نہ کریں، سبھی طلبہ کے ساتھ یکساں

برتاؤ رکھیں۔

۲۵- طالب علم سے ذاتی خدمت نہ لیں، نیز کسی بھی طالب علم کی رقم اپنے پاس نہ رکھیں۔

۲۶- مدرسہ کے اوقات میں ہر گز سیل فون نہ رکھیں، نہ بند کر کے نہ خاموش کر کے؛ کیوں کہ اس سے حرج اور ذہنی انتشار رہے گا جو کہ تدریس کے لئے نقصاندہ ہے۔

۲۷- باوضو رہنے کی عادت ڈالیں بالخصوص درسی اوقات میں باوضو ہی رہیں، بعض اساتذہ کو دیکھا گیا کہ درسگاہ میں بے وضو رہتے ہیں اور طالب علم سے قرآن مجید کے اوراق الٹواتے ہیں، یہ بہت نازیبا حرکت ہے، قرآن مجید کی بے ادبی ہے، نیز طلبہ پر اس کا برا اثر پڑے گا۔

۲۸- قرآن مجید کے ساتھ جزدان اور رحل کا التزام کرائیں، بغیر جزدان کے قرآن مجید نہ رکھنے دیں، جزدان کے میلا ہوجانے پر دھلوائیں، اسی طرح رحل کے علاوہ دوسری تپائیوں سے احتراز کرائیں۔

۲۹- قرآن مجید کو جلد کرا کر اس پر بھی کاغذ چڑھانے کا پابند بنائیں، نیز قرآن مجید کے اندر دیگر کاغذات کے رکھنے اور سرورق کے علاوہ کہیں اور جگہ اپنا نام لکھنے سے منع کریں۔

۳۰- طلبہ کو صاف ستھرے کپڑے پہننے کی تاکید کریں کہ کلام اللہ کے پڑھنے والے طلبہ ہیں۔(۱)

دور

۱- جب طالب علم حفظ مکمل کرے تو فوری دور شروع کر دیا جائے، ختم پر ایک رکوع پاؤ پاؤ پارہ باقی نہ رکھا جائے، کیوں کہ اتنا حصہ ہمیشہ ہی کچا رہ جاتا ہے۔

۲- یاد رہے کہ طالب علم کی اب تک کی محنت کے برابر اب دور کی محنت ہے، عام طور پر حفظ ختم ہوتے ہی طالب علم اور استاذ میں لاپرواہی آجاتی ہے، جو کہ نقصان عظیم ہے۔

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول، مؤلف مفتی سبیل احمد صاحب: ۱۹ تا ۳۳

۳- دور میں طالب علم اور استاذ ہرگز غفلت نہ برتیں، کہ ذرا سی بھی غفلت پر ہمیشہ کا نقصان ہوجائے گا۔

۴- کوشش کرکے چوتھے سال عیدالاضحیٰ کی تعطیل تک حفظ ختم کرادیں اور بعد عیدالاضحیٰ تا رجب لازماً (۱۵) اور زیادہ سے زیادہ جتنا ہوسکے دور کرایا جائے، نیز پندرہ سے زائد دور کرنے پر گرانقدر انعام دیا جائے (انعام کی اطلاع پہلے دے دی جائے)۔

۵- دور اس ترتیب پر کرایا جائے تو انشاء اللہ قرآن مجید پختہ اور پکا ہوجائے گا، پہلا دور یومیہ دو پارے (صبح میں ایک، دوپہر میں ایک پارہ) دوسرا دور یومیہ تین پارے (صبح میں دو، دوپہر میں ایک پارہ) تیسرا دور یومیہ چار پارے (صبح میں ڈھائی، دوپہر میں ڈیڑھ پارے) چوتھا دور سے بارہواں دور تک ہمیشہ یومیہ پانچ پارے اس طور پر کہ سنیچر (ہفتہ) سے شروع ہوکر جمعرات کو دور مکمل ہوجائے (صبح میں تین دوپہر میں دو پارے) تیرہواں اور چودھواں دور یومیہ دس پارے (صبح میں سات، دوپہر میں دو پارے) پندرھواں دور یومیہ پندرہ پارے (صبح میں دس، دوپہر میں پانچ پارے) سنے جائیں، اسکے بعد سولہواں دور مکمل قرآن مجید ایک نشست میں سنا جائے گا۔

٦- دور مکمل توجہ کے ساتھ سنا جائے، دورانِ حفظ جو کوئی کسی بھی طرح کی غلطی رہ گئی ہو اس کو اب ٹھیک کردیا جائے۔

۷- آخری سال ۲۵ رجب المرجب کو دور سننا بند کردیا جائے اور پانچ دن طالب علم کو تیاری کے لئے موقعہ دے کر یکم شعبان المعظم کو مکمل قرآن مجید ایک نشست میں مسلسل سنا جائے، اس طور پر کہ بعد فجر بالفور شروع کردیا جائے، ناشتہ اور ضروریات کے لئے ایک گھنٹہ کا وقفہ کیا جائے، پھر سننا شروع کردیں، ۱۲ تا ۱ بجے کھانا، ضروریات اور نماز کے لئے وقفہ کیا جائے، پھر سنا جائے، نماز عصر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جائے، پھر سنا جائے، مغرب سے قبل انشاء اللہ تعالی مکمل

ہوجائے گا، اگر باقی رہ جائے تو بعد مغرب سن لیا جائے "ذلک فضل اللہ یو تیہ من یشاء، واللہ ذو الفضل العظیم"۔

۸- ایک نشست میں سنانے والے طلبہ کو گرانقدر انعام دیا جائے (بہتر ہے اس انعام میں کتب درسیات اور اکابر کے مواعظ وخطبات دئے جائیں)۔

۹- پندرہ دور سے اگر زائد کا موقعہ ہو تو یومیہ پانچ پاروں کی ترتیب پر اسی طرح دور کرائیں کہ سنیچر سے شروع ہو جمعرات میں ختم ہوجائے۔

۱۰- دور کے درمیان میں طالب علم کو جملہ متشابہات کی نشاندہی کردی جائے، سنانے کے دوران متشابہ آیت پر روک کر اس طرح کی آیات معلوم کریں، وہ خود بتائے تاخیر پر استاذ بتائیں۔

۱۱- حفظ ختم ہو کر جیسے ہی دور شروع ہو اس طالب علم کو کسی دوسرے طالب علم کا سننے کے لئے نہ کہا جائے، عام طور پر طالب علم کو دوسرے طلبہ کا آموختہ سننے میں لگا دیا جاتا ہے، اور وہ خود یاد نہیں کر پاتا ہے، حالانکہ یہ وقت اس کے لئے بہت اہم ہے کہ زیادہ پارے سنا کر زیادہ سے زیادہ دور کرنا ہے۔

۱۲- دور میں محض گنتی مقصود نہیں ہے، اصل تو پختگی ہے، دور سنتے ہوئے اس مقصد کو مدنظر رکھا جائے کہ ہر آگے کے دور میں پچھلے دور کے مقابلہ میں پختگی آئی یا نہیں؟۔

۱۳- دس دور مکمل ہوجانے کے بعد ہر دن بعد عشاء دو رکعت نفل میں ایک پارہ بالجہر پڑھنے کا معمول بنایا جائے، کم از کم اس طرح نوافل میں تین دور کا اہتمام کرائیں، اس کے علاوہ پنج وقتہ نمازوں سے قبل وبعد کے سنن ونوافل میں تسلسلا پڑھنے کا پابند بنائیں۔

۱۴- محض تعداد میں اضافہ یا جوابدہی سے بچاؤ یا جلسہ کرانے کی خاطر طالب علم کو ہرگز حافظ نہ بنائیں، بلکہ خالصۃ لوجہ عند اللہ مسئولیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جید حافظ بنائیں جو حفظ اور تجوید دونوں اعتبار سے عمدہ ہو۔

۱۵- حفظ اور تجوید، اخلاق وعادات کے اعتبار سے مکمل اطمینان ہوجانے پر ہی سند دی جائے۔

۱۶- دورانِ تعلیم اور بعدِ فراغت ہمیشہ اپنے حفظ کئے ہوئے قرآن مجید میں ہی پڑھنے کو کہا جائے۔

۱۷- سند دیئے جانے سے قبل حفاظ کرام کو مسائل امامت وتراویح نیز تراویح سے متعلق اکابر کا مسلک (بلا اجرت تراویح کا سنانا، دورانِ تراویح سوائے مصارفِ سفر کے دیگر ہدایا لینے سے گریز کرنا) اچھی طرح سمجھا دیا جائے۔(۱)

استاذ تحفیظ القرآن کی خدمت میں چند گذارشات

۱- درجہ حفظ میں داخل ہونے والے طالب علم کی عمر اگر دس سال سے متجاوز نظر آئے تو اس کے لئے شرط یہ رکھیں کہ اس کا دینیات کا علم یعنی صباحی مکتب کی تعلیم مکمل ہو۔

نیز طالب علم کے سرپرست ساتھ ہوں، بغیر سرپرست کے کسی لڑکے کو داخل نہ کریں، ناظرہ قرآن کا امتحان لینے کے ساتھ ساتھ دینیات کے متعلق بھی سوالات کریں جو لڑکا ان تمام چیزوں میں بفضلہٖ تعالیٰ کامیاب نظر آئے تو اس کو درجہ حفظ میں داخل کریں اور سرپرست کو کہا جائے کہ اس کی قوت حافظہ معلوم کرنے کے لئے سال کے آخر تک انتظار کریں (اس لئے مبتدی لڑکوں کو پہلا مرحلہ میں صرف ایک سال کے لئے مدرسہ میں رکھنا ثابت ہوا) اور اسکی کامیابی کے لئے اس کے متعلقین ہر وقت دعا مانگیں اگر خدانخواستہ کسی لڑکے کا ناظرہ باتجوید اور پختہ نہ ہو تو آپ اس پر محنت کریں اور ناظرہ پختہ کرائیں، پھر حفظ شروع کرائیں، اگر آپ سے یہ کام ممکن نہ ہو تو کسی دوسری مناسب جگہ کی رہنمائی کردیں۔

اگر کوئی طالب علم دوسری جگہ سے قرآن مجید کا بعض حصہ یا مکمل قرآن مجید کا حفظ ختم کرکے دوبارہ آپ کے یہاں پڑھنے کی خواہش ظاہر کرے تو اس کی بھی خوب اچھی طرح جانچ پڑتال کریں کہ حروف وغیرہ کی ادائیگی اور ذہانت کس طرح ہے اگر وہ بفضلہٖ تعالیٰ ان

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: ۳۱-۳۴، وانمباڑی

سب میں کامیاب نظر آئے تو اس کو آپ کے مدرسہ میں داخل کریں تلفظ میں قدرے خامی ہو تو آپ اس پر محنت کر کے خامی کو دور کرائیں۔

اگر یہ لڑکا خدانخواستہ آپ کے جانچ میں ہر طرف سے کمزور و نا قابل ثابت ہو تو اس کو درجہ حفظ میں داخل نہ کریں؛ بلکہ مشورہ دیں کہ صحیح پڑھنے پر محنت اور کوشش کرے اور دیگر علوم دین سیکھنے میں لگ جائے جو بہت ضروری ہے، نیز حفظ کرنے کا ارادہ اور کوشش نہ چھوڑے۔

۲- داخلہ کا کام تمام ہونے کے بعد تمام طلبہ کو یکجا کر کے حفظ قرآن کی فضیلت اور غرض بتائیں؛ تاکہ بخوشی و رغبت حفظ کرنے اور محنت کرنے پر کمربستہ ہوں۔

اور ساتھ ہی کچھ نصیحت بھی کریں کہ

☆ اللہ رب العزت کا کلام یاد کرنے کا مطلب اس کو اپنے سینے میں محفوظ کرنا ہے تو جس طرح کلام اللہ تعالی ہر قسم کے عیوب سے پاک ہے اسی طرح اسے محفوظ رکھنے کی جگہ یعنی اپنے سینے کو بھی پاک رکھیں اور ہر قسم کے گناہ سرزد ہونے سے باز رہیں۔

☆ اور حفظ قرآن سے صرف اور صرف رضائے الٰہی اور انعامات ربانی ہی کو مقصود اصلی بنائیں؛ کیوں کہ مقصود زندگی ہی رضائے الٰہی ہے، قوت حافظہ کے لئے دعا کرتے رہیں۔ (قبولیت دعا کے اوقات مخصوصہ ان کو بتائیں)۔

☆ دعا اور تلاوت قرآن شریف کے شروع میں اور آخر میں درود شریف تین تین مرتبہ پڑھنے کی ترغیب دیں۔

☆ قرآن، کتاب پر کوئی دوسری چیز نہ رکھیں۔

☆ رحل تکیہ وغیرہ کسی اونچی چیز (سینہ کے مقابل) پر قرآن مجید رکھ کر باوضو حتی المقدور رو بقبلہ ہو کر بیٹھیں۔

☆ جس تپائی پر قرآن رکھ کر پڑھی جاتی ہے اس پر نہ بیٹھیں اور نہ چڑھیں۔

☆ قرآن مجید جزدان سے لپیٹ کر رکھیں۔

☆ بوقت تلاوت دل میں یہ خیال رکھیں کہ میرے خالق کا کلام پاک تلاوت کرر ہاہوں اور وہ سن رہے ہیں (فکر وغم کے ساتھ روتے ہوئے تلاوت میں مشغول رہیں اور عاجزی وانکساری کے ساتھ تلاوت کرنی چاہیئے ، یہی اصل طریقہ ہے تلاوت کا)۔

☆ اس کے ورق موڑتے وقت دائیں ہاتھ سے آہستہ آہستہ ڈرتے ہوئے باادب موڑیں۔

☆ حسن صوت سے پڑھنے کی کوشش کریں اور گانے کی آواز پیدا ہونے سے پرہیز کریں (حسن صوت کی شرعی تعریف بتادی جائے)۔

☆ قرآن مجید کے ساتھ ایسا تعلق اور لگن ہو کہ اس کے برابر کسی اور سے نہ ہو۔

☆ تلاوت کے شروع میں تعوذ، تسمیہ قاعدے کے مطابق پڑھیں (قاعدہ معلوم نہ ہوتو سکھلا دیا جائے) دوران تلاوت دنیوی بات چیت وغیرہ کے بغیر تعوذ نہ پڑھیں، یہ بات خوب یادرکھیں۔

☆ وضو غسل اور تیمم صحیح ڈھنگ سے طلبہ کو واضح کر کے بتلادیں اور عملا دکھلا دیں کہ اکثر بچے ڈھنگ سے ناواقف ہوتے ہیں، نیز وضع قطع کس طرح ہونی چاہیئے، تعلیمی مدت کس طرح گذارنی چاہیئے۔

۳- اب مبتدی لڑکے کو اولا سورہ یس، دخان، الم سجدہ اور سورہ کہف اور سورہ ملک یہ چار سورتیں یاد کروائیں، یاد ہوجانے پر ان سورتوں سے چار رکعت نماز بنیت نفل شب جمعہ کو (برائے حفظ) سات ہفتہ تک پڑھنے کی ترغیب دیں، نماز کے بعد خاص دعا کریں جو حصن حصین وغیرہ ادعیہ ماثورہ کی بعض کتابوں میں بروایت حضرت علی رضی اللہ عنہ مذکور ہے (اذکار مسنونہ مرتبہ محی السنہؒ میں بھی ہے)۔

اعمال قرآنی میں حضرت اشرف علی تھانویؒ نے سورہ مدثر کی خاصیت کے بارے میں بتایا ''اس کو پڑھ کر قرآن حفظ کرنے کی دعا کرے، ان شاءاللہ حفظ آسان ہوگا۔

کتنی مدت میں حفظ ہو؟

یہ ذہانت اور محنت پر دارو مدار ہے، اس کی مقدار کی کوئی حد اگر چہ متعین نہیں؛ تاہم بہت سارے طلبہ کا چار سال میں حفظ کرنا مشاہد ہے۔

کس عمر میں حفظ ہو؟

سن بلوغیت سے پہلے پہلے یعنی بچوں کی عمر تیرہ چودہ سال تک پہنچنے پر حفظ ختم ہو جانا مناسب بلکہ ضروری ہے، اس لئے کہ ایک تو اس وقت ان کی ذہانت عموماً تیز ہوتی ہے جس بناء پر یاد کرنا آسان ہو جاتا ہے، دوسری بات کہ بلوغیت شروع ہو جانے سے شریعت کا مکلف ہونا بھی شروع ہو جاتا ہے، احکام شرع پر عمل ضروری ہو جاتا ہے اور عمل بغیر علم کے محال ہے؛ لہٰذا اس وقت سے وہ احکام شرع سیکھنے پر وہ لازماً مجبور ہے۔

سبق روزآنہ کتنا یاد کرے؟

ذہن سبھوں کا ایک جیسا نہیں ہوتا، کسی کو بہت رٹنے سے سبق یاد ہو جاتا ہے اور کسی کو بہت زیادہ یعنی ساٹھ، ستر، اسی مرتبہ رٹنے کے بعد یاد ہوتا ہے، میں کہتا ہوں اور گھڑی سے ملا کر بتاتا ہوں کہ اگر کسی کو سو مرتبہ یا اس سے بھی کچھ زیادہ رٹنے کی ضرورت ہو تو بھی مغرب کے بعد سے سونے کے وقت حافظی والا قرآن مجید کا ایک صفحہ آرام سے رٹ سکتا ہے، اگر ارادہ اور فکر ہو، رہ گئی یاد ہونے کی بات تو رات میں اگر یاد نہ بھی ہو تو کوئی فکر نہیں، آخیر رات یا صبح کو جب پڑھنے بیٹھے گا تو اس وقت انشاء اللہ یاد ہو جائے گا۔ بہر حال حسب طاقت یاد کرے، پورے کوشش کرے؛ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”خذوا من العمل ما تطیقون“ (بقدر طاقت اعمال کا بوجھ لو اور اس کو مداومت کے ساتھ کرو“ (۱)

سورتوں کا شروع کرنا

کسی سورت کو شروع کرتے وقت سورہ کا نام مکی، مدنی وغیرہ کی تفصیلات کو بتاتے

(۱) مسلم حدیث: ۲۷۲۳

ہوئے تسمیہ سے سورت شروع کریں؛ اس لئے کہ سبق رٹتے وقت ان کی تفصیل سمیت یاد کریں؛ تاکہ سورتوں کے اسماء وغیرہ صحیح طور پر یاد ہوں، جو بہت مفید شیء ہے۔

اگلے سبق کا ناظرہ سننا

تازہ سبق یعنی جس سبق کو زبانی یاد کر کے آئندہ کل سنانا ہے پہلے اس کا ناظرہ سنائیں یعنی قرآن مجید دیکھ کر استاذ کے سامنے پڑھیں؛ اس لئے لازما اس سبق کو پہلے خوب رٹ لیں، اس قدر رٹیں کہ دیکھ کر بلا مشقت تدویرا پڑھ سکیں، کسی لفظ وغیرہ کو دہرانے کی ضرورت نہ پڑے، اگر کوئی طالب علم پہلی بار غلط پڑھ کر پھر صحیح پڑھ لے تو اسے بھی غلطی میں شمار کر کے اس کو خوب رٹنے کی تلقین کریں، نیز رٹتے وقت خوب گہری نظر سے حروف وغیرہ کو دیکھے اور خوب دھیرے دھیرے پڑھے جلد بازی نہ کرے، اگر ضرورت پڑے تو ناظرہ سبق کو پہلی مرتبہ ہجے کر کے پڑھے، ہجے کرنے کا طریقہ آپ بتادیں کہ ہر حرف کو توڑنے یعنی الگ الگ پڑھنے کے ساتھ ساتھ ان کو فی الفور جوڑتے ہوئے لفظ اور آیت پورا کرے۔

ناظرہ سبق سناتے وقت کسی بھی قسم کی غلطی کرے تو خوب ٹوکا جائے (کم سن بچے یعنی جو تجوید سے ناواقف ہیں ان کی صرف لحن جلی پر ٹوکا جائے) جیسے زا کو سین پڑھ دیا یا دال کو تا کے مشابہ پڑھ دیا ظا کو زا یا ذال پڑھ دیا یا حرف مستعلیہ کو پر پڑھنے کے بجائے باریک ادا کیا، یا پر حرف ادا کرتے وقت ہونٹ ہلا کر واو پیدا کر دیا، یا پر حرف کے ماقبل یا ما بعد یا دونوں جگہ ایک ایک واؤ بڑھا دیا جیسے الرحمن کو والرحمن کہا یا حرف ساکن کو ہلا کر متحرک یا مشدد بنا دیا حالت وقف میں ہا یا ہمزہ پیدا کر دیا۔

اسی طرح حرکت، ساکن وغیرہ کی ادائیگی میں غلطی کرے، یا غنہ، مد، قلقلہ وغیرہ صفات کو صحت کے ساتھ ادا نہ کرے تو معلم صاحب اسی وقت ان غلطیوں کو صحیح کر کے کم سے کم پانچ مرتبہ رٹائیں صرف غلطی پکڑنے پر اکتفاء نہ کریں، مشکل لفظوں کو اس سے بھی زیادہ رٹائیں، بہتر ہے استاذ خود چند مرتبہ کم فہم بچوں کو رٹ کر سنائیں اور ساتھ ہی غلط شدہ جگہ پنسل

سے نشان لگوائیں اور درس سے فارغ ہوتے ہی اولاً غلطی کو خوب رٹ کر درست کرنے کی تلقین کریں۔

طلبہ کو آگاہ کریں کہ اللہ جل جلالہ کا کلام پاک پڑھتے وقت زبان سے جیسے تیسے نہ نکالیں (زبان کو پڑھنے کے تابع نہ بنائیں؛ بلکہ پڑھنے کو زبان کے تابع بنائیں) ہر حرف صاف صاف نکالیں جب ناظرہ رٹیں گے تو خوب گہری نظر سے حروف، حرکات وغیرہ کو دیکھتے ہوئے اور سوچتے ہوئے خوب دھیرے دھیرے پڑھیں کہ اس کا تلفظ کیسا ہے، پڑھنے کا طریقہ کیا ہے، اس میں کیا قاعدہ ہے، نیز علامت وقف و وصل کہاں کہاں ہیں، کس شکل کے ہیں، رسم الخط بھی اچھی طرح دیکھیں جیسے، "اَدْرٰكَ" یہاں کاف سے پہلے ایک دانت کی طرح ہوتا ہے، ایسا ہی "مُزْجٰةٍ" "أَلْقٰهُ" بے شمار الفاظ اس طرح کے ہیں، اور صیغہ تثنیہ وجمع کا املاء صیغہ واحد سے حتی المقدور فرق کر کے یاد کریں، ان میں التباس نہ کریں جیسے "ذَاقَا الشَّجَرَةَ" "لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ" علامت مدات کا فرق بھی معلوم کریں یعنی کھڑا زبر والا مد کہاں کہاں ہیں اور الفی مد کہاں کہاں ہیں جیسے "مٰلِكِ" اور "قَالَ" ہر حرف زبان پر لاتے وقت یعنی پڑھتے وقت اپنے کان سے سنیں کہ زبان تو غلطی نہیں کر رہی ہے، خلاصہ بات یہ ہے کہ پڑھتے وقت آنکھ، زبان اور کان یہ تین چیزیں استعمال کرنا ضروری ہے، یہ بات طلبہ کو سمجھائیں۔

ناظرہ رٹتے اور استاذ کو سناتے وقت ہر آیت اور علامت وقف پر ٹھہریں، پھر لفظ موقوف وغیرہ سے متصلاً اعادہ کر کے مابعد کی عبارت سے وصل کریں صرف سکون والی پر جس کو وصل کرنے سے بھی اپنی حالت پر رہتا ہے) وقف کر کے آگے سے شروع کریں، جیسے "كِتٰبَهُ"، "بَعْدِیْ"، "كَفَرُوْا" وغیرہ۔

وصل اس لئے کریں کہ آیتوں اور عبارتوں کے آخری حرف پر کس قسم کی حرکت وغیرہ ہے، اس کو طلبہ معلوم کریں اور یاد رکھیں چونکہ یہ سب چیز ایک حافظ کے لئے جاننا ضروری ہے، نیز تاکہ وصلاً پڑھتے وقت حرکت وغیرہ ظاہر کر کے پڑھنے میں کوئی دشواری نہ

ہو اور حالت وقف میں بھی ذہن میں رہے، طلبہ کو پہلے سمجھا یا جائے کہ وقفا اور وصلا دونوں طرح قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، اس لئے دونوں کا طریقہ سیکھنا چاہئے۔

پڑھائی یاد رکھنے کی تدبیر

☆ طالب علم یومیہ جب جب پڑھنے بیٹھے اتنی ہی بار اولا تازہ سبق سے متصلا آدھا پارہ یا کم ازکم پاؤ پارہ ماقبل سے شروع کرکے آج کا تازہ سبق تک تلاوت کرنا لازم کرلے پھر سبق یا آموختہ اس وقت جو پڑھنا مقصود ہو پڑھے، اس کو معمول بنالے، استاذ حتی الامکان ان کے لئے دیکھ بھال رکھیں۔

اسی طرح آموختہ روزآنہ دس پارے یا کم ازکم پانچ پارے تلاوت کرنے کا اپنا معمول بنالے یہ بالترتیب کرکے یعنی آج ایک پانچ پارے توکل دوسرے پانچ پارے جس لڑکے کی پڑھائی اس مقدار سے کم ہے اس کو تو آموختہ یادرکھنے کا سنہرا موقع ہے، وہ بے حساب دہراتا اور گردانتا رہے۔

مبتدی بچوں کو شروع سے گردان پر زور دیا جائے؛ تاکہ اس کا عادی بن جائے اور آموختے کا یادرکھنا ان کے لئے آسان ہوجائے۔

☆ زبانی سبق یاد کرتے وقت ناظرہ سبق کی طرح ہر آیت کے ختم پر وقف، وصل دونوں طریقوں سے رٹیں جیسے کسی کو ایک عبارت پچاس مرتبہ رٹنے سے یاد ہوتی ہے، تو پچیس دفعہ اس کے آخری حرف پر وقف کرے اور پچیس دفعہ اس کی حرکت وغیرہ ظاہر کرے لمبی آیتیں رٹتے وقت ایک سانس سے پڑھنا دشوار ہونے کے باعث بیچ میں طالب علم جہاں جہاں ٹھہرے گا وہاں متحرک کی جگہ حرکت ظاہر کرے (وقف کے قاعدے کے مطابق ساکن نہ کرے) تاکہ دوران تلاوت آیت کے بیچ میں ٹھہرنے کی عادت نہ بنے اور متحرک کو ساکن کرنا بھی نہ پڑے۔

اسباق کیسے سنائیں؟

طلبہ زبانی سبق سناتے وقت حتی الامکان کھڑے ہوکر پڑھیں اور اپنا بدن بالکل

سیدھا رکھیں، اِدھر اُدھر نہ ہلائیں (جس طرح نماز میں کھڑے ہونے کا حکم ہے) تاکہ عادت بگڑ کر نماز میں بدن نہ ہلانے لگیں جس سے نماز میں خرابی آجائے اور نظر نیچی رکھیں۔

رفتار: اس وقت ترتیل کی رفتار پر پڑھیں اور قوی اور ضعیف ہر نشان پر وقف کریں؛ تاکہ ناظرہ سبق (جیسے آئندہ کل زبانی سنانا ہے) تدویر کی رفتار پر پڑھیں اور اس میں بھی ہر نشان پر ٹھہریں؛ لیکن (تعلما) اعادہ کریں، پھر سبق سے متصل آدھا پارہ قبل سے سبق تک (تدویرا) سنائے یا تو پہلے ماقبل والا آدھا پارہ سن لیں، پھر آج کا تازہ سبق وغیرہ سنیں، اگر اتفاقاً تنگئ وقت کی بناء پر ماقبل پڑھا ہوا اس وقت نہ سن سکیں تو کم از کم گذشتہ کل کا سبق ضرور سن لیں؛ تاکہ اس سبق میں کوئی غلطی رہ جائے تو اس کو طالب علم درست کر لے۔

اسباق سننے کے بعد دو تین سوالات آموختہ سے ضرور کریں اور جہاں تک انداز سوال کا تعلق ہے تو کبھی دو تین جگہوں سے پوچھیں اور کبھی ایک ہی جگہ سے دو تین رکوع یا اس سے بھی زیادہ پڑھوائیں، اس وقت کہیں غلطی کرے تو فوراً اس جگہ پنسل سے نشان لگوائیں، طالب علم کا خود نشان لگانا زیادہ مفید سمجھا جاتا ہے اور اسی وقت پانچ چھ مرتبہ صحیح کر کے رٹا کر آگے سنیں صرف غلطی پکڑنے پر اکتفاء نہ کریں، ان سب کے علاوہ آموختہ سننے میں کمی نہ کریں، لفظی غلطی کرنے یا کسی لفظ وغیرہ کو چھوڑ کے پڑھنے پر قرآن مجید کھول کر دیکھنے کے لئے طالب علم کو بتایا جائے اور صحیح کر کے چند مرتبہ رٹایا جائے، ضرورت ہو تو لفظی غلطی میں ہجے بھی کروائیں۔

لفظی غلطی

یہ کیسی بری چیز ہے اور کتنے پریشان کن و ندامت کا باعث بنتی ہے، اس بارے میں غالباً تمام حفاظ کرام بخوبی واقف ہوں گے ہی، اگر کسی کو اس کی عادت پڑ جائے تو بہت بڑی مصیبت ہے، اس کو درست کرنے کے لئے کافی محنت اور وقت کی ضرورت ہے، صرف دس بیس بار رٹ لینے سے اس کی اصلاح عموماً مشکل ہے، کم سے کم دس گنا رٹنے کا اپنے کو مکلف بنائے مثلاً کسی طالب علم کو ایک عبارت پچاس مرتبہ رٹنے سے یاد ہوتی ہے تو صرف ایک لفظی غلطی کو ۱۰*۵۰=۵۰۰ (پانچ سو) مرتبہ رٹنا ہوگا، لہٰذا اس مصیبت اور پریشانی میں مبتلا

ہونے سے پہلے ہی طالب علم نجات کی راہ اختیار کرلے یعنی کچھ محنت کرلے اور ناظرہ سبق رٹتے وقت ایک ایک حرف، حرکت وغیرہ کو اس طرح دیکھ کر پڑھے جس طرح کوئی انتہائی باریک کھوئی چیز (جیسے بال) کی تلاش ہو رہی ہے۔

غلط شدہ الفاظ کیسے رٹیں؟

غلطی تین قسم کی ہیں، ایک یاد کی غلطی، ایک لفظ کی غلطی اور ایک تلفظ اور ادائیگی کی، یاد کی غلطی کرے مثلاً ایک دو کلمہ چھوڑ دے یا لفظی غلطی کرے یعنی رٹتے وقت غلط رٹے تو اسکے آگے پیچھے کا ایک دو کلمہ ملا کر رٹے، اگر آیت چھوڑ دے تو آگے پیچھے کی آیت ملا کر رٹے اور ادائیگی میں غلطی کرے تو صرف اسی لفظ کو رٹے، اگر کسی طالب علم کی زبان میں دقت محسوس ہو جس کی بناء پر صحیح تلفظ نہ کر پاتا ہو تو اس لفظ کو رٹتے وقت دو حصہ کرلے اور بیچ میں کچھ وقفہ کر کے ادا کرے جیسے ''دُنیا'' کا نون ساکن پر زیر دے کر ''دُنِیا'' پڑھا تو نون ساکن پر وقف کرنے کے لئے کہا جائے بعد میں ''یا'' ادا کرے اس وقت آپ رٹ کر دکھلا بھی دیں۔

واضح ہو کہ کسی غلط لفظ، آیت اور سبق رٹنے کی تعداد یاد رکھنے کے لئے تسبیح استعمال کرائیں۔

- ناظرہ سبق پر مشق کرنے کے باوجود اگر زبانی سناتے وقت کہیں غلطی پڑے تو ان غلطیوں کو طریقہ کے مطابق رٹنے اور سدھارنے کے بعد آگے کا سبق شروع کرنے کی اجازت دیں ورنہ نہیں۔

البتہ جو طالب علم سمجھدار ہو اور اس سے ایک آدھ غلطی صادر ہو جائے تو غلطی کی جگہ نشان دلوا کر اور کچھ رٹا کر آگے سن سکتے ہیں، ساتھ ہی ہدایت کر دیں کہ درس سے فارغ ہوتے ہی غلطی کی اصلاح کر کے پھر سنائے۔

اسی طرح چوکنا ہو کر طلبہ کی ہر ہر غلطی پر ٹوکتے اور پکڑتے رہنے اور ان کے ساتھ محنت جاری رکھنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں بچے قرآن مجید صحیح پڑھنے لگیں گے اور یاد بھی پختہ ہوگا۔

۞ متشابہات کے مقامات کے بارے میں اکثر پوچھا کریں کہ اس قسم کی آیت اور کہاں کہاں ہے نشاندہی کرو؟ نیز ان کے مابین کیا فرق ہے اس کی وضاحت کرے۔

۞ اگر غنہ اور مد بالکل چھوڑ دینے کی عادت کسی طالب علم کو ہو تو اس کی اصلاح کے لئے رٹتے وقت سیکھنے کی غرض سے خوب کھینچے؛ تا کہ اس کی وجہ سے اس طرح متوجہ ہو کر جلد اور آسانی سے درست ہونے کی مدد ملے۔

تنبیہ: غنہ کی مقدار چونکہ اس کے سارے اقسام میں ایک ایک الف ہے؛ لہٰذا ایک الف سے زائد کھینچنے پر ٹوکیں۔

۞ قواعد تجوید کے بارے میں اسباق سننے کے ساتھ ساتھ یا دوسرے اوقات میں پوچھا کریں اور طلبہ سے آپس میں اس کی تکرار مع سوال وجواب جاری رکھوائیں، تکرار میں زیادہ فائدہ ہے بنسبت تنہا پڑھنے کے، اس کو اپنا کر دیکھیں۔

۞ قرآن مجید صاف صاف پڑھنے پر زور دیا جائے، تمام حروف، حرکات، سکنات وغیرہ کو خوب اچھی طرح ادا کریں، خصوصاً حرف ساکن کو ادا کرتے وقت اس کو ہلا کر متحرکہ نہ بنائیں بالخصوص لام اور میم ساکن کے بعد ہمزہ یا واؤ وغیرہ کے آنے سے ہر ایک کو جدا جدا ادا کریں اور ہمزہ متحرکہ ادا کرتے وقت اس کو واؤ اور یا وغیرہ سے بدل جانے سے بچائیں، جیسے ''وَإِذَا'' کو ''وَیذَا'' ''لِیُرَوْا'' کو ''لِوُرَوْ'' پڑھ دیا، حالت وقف میں جہاں حرف مشدد ہو وہاں تشدید کو خوب ظاہر کریں صرف سکون پر بس نہ کریں، لفظ ''أعجمی'' (سورہ حم) کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل کریں یعنی ذرا آسانی اور نرمی سے ادا کریں ''قرء حفص بتسهيل الهمزة الثانية''۔

طلبہ حفظ کے لئے مدوں کی مقدار

طلبہ کی تعداد اور ان کی زبانی سبق کی مقدار کا لحاظ کرتے ہوئے چند مقدار والے مدوں کو کون طالب علم کتنا دراز کرے یہ بات استاذ تعین کر دینا اچھا سمجھا جاتا ہے (ناظرہ اور آموختہ میں بنسبت تازہ سبق کے کم رکھیں) جیسے ایک صفحہ سنانے والا طالب علم زبانی تازہ

سبق سناتے وقت مد متصل میں چار الف، مد لازم میں پانچ الف، مد منفصل اور مد عارض میں تین الف، مد لین عارض میں بہر صورت ہر ایک کے لئے ایک الف، ناظرہ اور آموختہ سناتے وقت مد متصل اور مد لازم میں تین تین الف، مد منفصل اور مد عارض میں دو دو الف۔

طلبہ کے لئے آپس میں تازہ سبق کا سننا، سنانا قطعاً ممنوع رکھیں، یہ ان کے لئے تجربہ سے مضر ثابت ہوا؛ البتہ سامع ایسا کوئی خاص، باصلاحیت لڑکا ہو نیز جس پر استاذ کو اعتماد واطمینان ہو اور نیز سامع اس قاری سے زیادہ پڑھا ہوا ہو تو ان شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی جاسکتی ہے ورنہ نہیں اور آموختے کو دو دو فرد مل کر (دونوں ہر پہلو میں موافق ہوں) دور کرنے کے لئے تاکید کریں۔

طلبہ کو اس کا بھی مکلف بنائیں کہ ہر طالب علم روزآنہ عشاء کے بعد یا اخیر رات کو دو رکعت نماز بنیت نفل فرداً فرداً پڑھیں اور اس میں کم سے کم آدھا پارہ قرآن شریف کا بالترتیب پڑھیں۔

۲۷- **قرآن مجید یاد رکھنے کی ایک آسان صورت**

طلبہ کو یہ بتائیں اور ہمیشہ تاکید کریں کہ ہر وقت (پاکی کی حالات میں) تلاوت جاری رکھیں چلتے پھرتے سفر وحضر میں خصوصاً انفرادی نماز میں قرآن مجید پڑھنا لازم کرلیں، انشاء اللہ اسکا فائدہ ضرور محسوس ہوگا۔

۲۸- امتحان کا وقت قریب آنے پر زبانی سبق کا سلسلہ بالکلیہ بند نہ کیا جائے؛ البتہ صرف چند دنوں کے لئے طلبہ کے لئے اختیار دے سکتے ہیں کہ جو چاہے سبق سنائے؛ تاکہ جو طالب علم اپنے امتحان کی تیاری کے ساتھ ساتھ سبق کا سلسلہ جاری رکھ سکے وہ جاری رکھے اس کا حرج نہ ہو، ورنہ اس جیسے طالب علم کے سبق کی حق تلفی سمجھی جاتی ہے اور اس کا وقت بھی برباد ہوجاتا ہے۔

حقیقی طالب علمی

طالب علم حقیقتاً تو وہ ہے جس دن سے علم حاصل کرنا اور حفظ کرنا شروع کیا، اسی دن سے اس کا ضبط کرنا اور محنت کرنا بھی شروع کردے گا؛ تاکہ جب بھی اس سے امتحان لیا جائے

توفٹافٹ اس کا جواب دے سکے، البتہ ذہانت کی بات الگ ہے اگر وہ کمزور ہو بھی تب بھی کچھ نہ کچھ تو بتائے گا ضرور ان شاء اللہ بالکل خاموش تو نہیں رہے گا۔ (یہ بھی مجرب ہے)۔

اساتذہ کرام سے اس بارے میں گذارش ہے اور طلبہ کو سمجھائیں کہ پڑھائی کے لئے محنت شروع سال سے آخر تک برابر رکھیں، امتحان کے لئے خصوصی محنت کی ضرورت نہ پڑے اور اسباق امتحان تک جاری رکھوائیں؛ تاکہ وقت کی قدر و قیمت باقی رہے اور سبق آگے بڑھ سکے، امتحان کے لئے خاص محنت کرنا دراصل یہ ایک رواج ہے اس کو دفن کریں، اللہ تعالیٰ یہ بات سب کے ذہن میں ڈالیں۔

۲۹- ایام امتحان میں جن جن طلبہ کا امتحان پہلے ختم ہو جائے (طلبہ زیادہ ہونے کی صورت میں) اگر ممکن و گنجائش ہو تو ان کے تازہ سبق کا سلسلہ شروع کر دینا مناسب سمجھا جاتا ہے؛ تاکہ ان کے سبق کا نقصان اور ناغہ نہ ہو اور وقت کی قدر کرنا ہو جائے۔

۳۰- ہر مہینہ میں ایک امتحان لیا جائے اور اس امتحان شدہ پڑھائی کی مقدار اور نتائج ایک رجسٹر میں باقاعدہ محفوظ رکھے جائیں؛ تاکہ ہر دو امتحان کی پڑھائی اور نمبرات کی مقدار کا تقابل اور موازنہ کیا جائے۔

مدرسہ کی طویل تعطیل یعنی رمضان المبارک وغیرہ کی تعطیل کے بعد جب دوبارہ پڑھائی کا آغاز ہو تو اس وقت ایک امتحان سرسری طور پر لیا جائے، اس کی اطلاع تعطیل سے پہلے کر دی جائے؛ تاکہ طلبہ ایام تعطیل کو لاپرواہی اور غفلت سے نہ گذاریں، انہیں اپنے آموختے اور امتحان کی فکر رہے۔

نیز اس قسم کی تعطیل کے آموختے کو گردانئے کے ساتھ ساتھ تازہ سبق بھی حتی الامکان زیادہ سے زیادہ سیکھ کر لانے کی ترغیب بالتاکید کریں، تاہم آپ ان کو مناسب ایک حد مقرر کر کے دیں کہ اتنا یاد کر کے لانا، حد بتانے میں تخفیف کا خیال رکھیں بسا اوقات گھریلو کام کاج، ادھر ادھر دوسرے رشتہ داروں کے یہاں جانا آنا پڑ سکتا ہے۔(۱)

(۱) خلاصہ تسہیل اُصول التحفیظ، حافظ تجمل صدیق، سابق استاذ جامعہ اسلامیہ جلالیہ، ہوجائی، نوگاؤں، آسام، الہند

حفظ قرآن کے مزید کچھ انتہائی اہم ضوابط

ذیل میں قرآن کریم حفظ کرنے کے بارے میں اہم ضوابط کے عنوان سے قانون ذکر کئے جارہے ہیں، اساتذہ کرام سے گذارش ہے کہ وہ طالب علموں کو انہیں ضوابط کی روشنی میں پڑھائیں، اور انہیں ان پر پابندی کرنے پر مجبور کریں، اس سے اساتذہ کی محنت بھی نتیجہ خیز ہوگی اور طلبہ کی عمر بھی ضائع ہونے سے بچ جائے گی۔

۱۔ناغہ قابل برداشت نہیں

خواہ سخت بیماری یا حتی کہ والدین یا اولاد کی فوتگی ہی کا موقع کیوں نہ ہو، بہر حال غیاب اور چھٹی قطعی ممنوع ہے،سوائے معدودے چند مقررہ تعطیلات کے، وجہ یہ ہے کہ ایک دن کے ناغہ سے کئی دنوں کی برکت جاتی رہتی ہے۔

۲۔روزانہ کا سبق فاتحہ کی طرح ازبر کریں

مقررہ طریقہ کے مطابق خوب ازبر اور نوکِ زبان کیا جائے؛ کیوں کہ آپ قرآن مجید کا جتنا حصہ بھی یاد کریں گے، اس کی بنیاد یہی سبق بنے گا حتی کہ پورا قرآن شریف بھی ایک سبق کرکے ہی حفظ ہوگا، پس جب بنیاد ہی کمزور ہوگی ظاہر ہے کہ اس پر تیس پاروں کی عمارت کی تعمیر بھی لامحالہ کمزور ہوگی، لہٰذا بنیادی طور پر یومیہ سبق فاتحہ کی طرح خوب ازبر کرنا ضروری ہے، تاکہ ان اسباق کی روشنی میں پورا قرآن کریم بھی خوب مضبوط ہو، اگر خدانخواستہ یومیہ اسباق کمزور رہتے چلے گئے تو پوری عمر حفظ کمزور غیر تسلی بخش ہی رہے گا، اور اس کے بعد آپ خواہ کتنی ہی محنت کرلیں معیاری پختگی قطعا حاصل نہ ہو سکے گی۔

۳۔غلطی کا نشان ضرور لگائیں

سبق سبقی پارہ سناتے وقت اور منزل پڑھتے وقت مقام غلطی پر پنسل وغیرہ کے ذریعہ نشان ضرور لگایا جائے۔

۴۔سبقی کو بلاناغہ سنانا

(قریبی چار اسباق) یاد کرکے بلاناغہ سنانا اور پھر ہر غلطی مقام کو سو بار کہنا۔ پارہ کو یاد

کر کے سنانا اور غلطیوں کے نشانات کو سو سو بار دہرانا۔

۵۔منزل کی پابندی کریں

یعنی پڑھے ہوئے حصے میں بطور خود ذاتی دور و تلاوت کے روزانہ ایک مقررہ مقدار کو حفظا پڑھنا اور پھر غلطیوں کو سو سو مرتبہ یاد کرنا۔

۶۔ایک ہی استاذ سے حفظ کریں

شروع قرآن سے آخر قرآن تک حفظ کے پورے مرحلہ میں ایک ہی استاذ سے حفظ کریں اور استاذ ہرگز نہ بدلیں، کیوں کہ تبدیلی نہ کرنے سے استاذ وشاگرد کے درمیان ایک روحانی ونفسیاتی انتہائی پاکیزہ رشتہ وعلاقہ قائم رہ جاتا ہے۔

۷۔ہمت ورغبت برقرار رکھنے والے اسباب اختیار کرنا

استاذ گاہے بگاہے شاگرد کی حوصلہ افزائی کرتا رہے اور اس کو انعام واکرام سے نوازتا رہے، تاکہ اس کے حفظ قرآن کا شوق برقرار رہے، شاگرد بھی یہ امر مستحضر رکھے کہ مسلمان کا اولین ہدف، اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہے اور اس مقصد تک پہنچانے والے وسائل وذرائع میں حفظ قرآن مؤثر ترین ذریعہ ہے۔

۸۔متشابہ آیات کی طرف خصوصی توجہ

قرآن پاک میں چھ ہزار سے زائد آیات ہیں، ان میں سے دو ہزار آیات آپس میں اس قدر متشابہ ہیں کہ بعض اوقات یہی مشابہت مطابقت کی حد تک پہنچ جاتی ہیں، یا اگر کہیں اختلاف ہوتا بھی تو ایک آدھ حرف میں، یا ایک دو یا اس سے کچھ زیادہ الفاظ میں، اس لئے قرآن مجید کے قاری کے لئے لازمی ہے کہ وہ متشابہ آیات کی طرف خاص توجہ دے، یہاں متشابہ سے مراد ہماری لفظی مشابہت ہے، یوں متشابہ آیات پر توجہ دینے سے حفظ اچھا ہو جائے گا۔

۹۔حفظ کرنے کی مناسب عمر سے فائدہ اٹھائیں

اسے یقینا حفظ کی توفیق مل ہی جاتی ہے جو حفظ کے سنہری سالوں سے فائدہ اٹھاتا ہے، اور وہ ہیں عمر کے پانچویں سال سے لے کر تقریبا تیسویں سال تک کیوں کہ اس عمر میں

انسان کا حافظہ بہت اچھا ہوتا ہے، بلکہ اگر یوں کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کہ یہ حفظ کے لئے سنہری سال ہیں؛ اس لئے کہ پانچ سال سے کم عمر میں حافظہ پورے عروج پر نہیں ہوتا، جب کہ تئیس سال کے بعد یادداشت اور حفظ کا پیمانہ ہبوط اور تنزل کی طرف بڑھ جاتا ہے، اس لئے کسی نے سچ کہا ہے:

''بچپن کا حفظ گویا پتھر پر نقش اور بڑی عمر میں حفظ جیسے پانی پر نقش''۔(۱)

۱۰۔ایک مجوزہ نظام الاوقات

دو پارے مکمل ہونے سے پہلے تو اپنی فرصت کے مطابق نظام بنایا جائے ، لیکن دو پارے مکمل ہوجانے کے بعد مندرجہ ذیل نظم اوقات موزوں ہے، بعد از ظہر، پارہ کو پھیرا کریں، بعد از عصر، یہ پارہ سنائیں بعد از مغرب، سبق یاد کریں، بعد از عشاء اولاسبق مزید پختہ کریں، پھر سنائے ہوئے پارے کی غلطیاں سوسو مرتبہ یاد کریں، بعد از فجر اولاسبق کو پندرہ مرتبہ کہیں پھر مقررہ طریقہ کے مطابق سبقی پارہ کو پھیرا دے کر سنائیں اور غلطیاں یاد کریں، اس کے بعد منزل کی مقررہ مقدار کی تلاوت کریں، نیز فراغت کے بعد غلطیاں سینکڑہ کے حساب سے یاد کریں۔

یاد کرنے اور سنانے کا طریقہ کار

روزانہ صبح کو سبق سنا لینے کے بعد قریب والے چار اسباق بھی پھیرا دے کر ضرور سنائیں اور ان کو پھیرا دینے کا طریق کار یہ ہے کہ نماز فجر کے بعد سبق کو پندرہ مرتبہ پڑھنے کے بعد اوپر والے سبق کو چند بار ناظرہ پڑھے، پھر آج والے سبق کے ساتھ ملا کر چار پھیرے حفظ دیں، پھر اس سے اوپر والے کے ساتھ ملا کر اسی طرح تینوں کو تین پھیرے دیں، پھر اس سے اوپر والے کو ملا کر دو بار اور بالکل اخیر میں چوتھے کو ملا کر پانچوں کو ایک بار پھیرا دیں، ہر روز اوپر والے چوتھے سبق کو چھوڑتے آئیں اور اس کے بدلے میں گذشتہ دن والے سبق کو شامل کرتے جائیں، پھر سبق سنا لینے کے بعد اس کی غلطیوں کو سوسو بار کہیں۔

(۱) کامیاب طالب علم: ۷۱۔۷۲، روح اللہ نقشبندی، مکتبۃ دار الہدی پاکستان

دستور العمل

آموختہ وخواندہ میں روزانہ کچھ مقدار یاد کریں، اس طرح کہ ایک مرتبہ ناظرہ اوردوسری مرتبہ حفظ، اس کو پھیرا دیں، پھر سنائیں اور غلطیوں پر نشانات لگوائیں، اس کے بعد ان نشانات کو سوسو مرتبہ یاد کریں باقی مقدار مراجعہ کے چودہ دور ہیں۔

(۱) دو پارے مکمل ہونے تک روزانہ آموختہ وخواندہ

(۲) دو پاروں کے بعد: آدھا پارہ یومیہ

(۳) پانچ پاروں کے بعد دس دن کا وقفہ (اس وقفہ میں روزانہ ایک پارہ سنائیں؛ لیکن پاروں کی ترتیب بالعکس ہو یعنی آخری پانچویں پارے سے شروع کر کے ایک ایک پارہ اول کی طرف سناتے آئیں؛ تاکہ آخری پاروں میں عادی وطبعی کمی کا تدارک ہوجائے)۔

(۴) پانچ پاروں کے بعد: ایک پارہ روزانہ

(۵) دس پاروں پر پندرہ دن کا وقفہ (اس وقفہ کے دوران روزانہ سوا پارہ بترتیب معکوس سنائیں یعنی پہلے دن سوا پارہ اورنویں کا آخری پاؤ، دوسرے دن سورہ اعراف، اسی طرح پہلے پارے تک آجائیں)۔

(۶) دس پاروں کے بعد: سوا پارہ یومیہ:

(۷) پندرہ پاروں پر بیس دن کا وقفہ (جس میں حسب سابق ترتیب بدل کر روزانہ ڈیڑھ پارہ سنائیں)۔

(۸) پندرہ پاروں کے بعد: سوا پارہ یومیہ۔

(۹) بیس پاروں پر پچیس دن کا وقفہ۔ (اس وقفہ میں ترتیب برعکس کر کے روزانہ پونے دو پارے سنائیں)۔

(۱۰) بیس پاروں کے بعد: پونے دو پارے یومیہ۔

(۱۱) پچیس پاروں پر ایک ماہ کا وقفہ۔ (جس میں روزانہ پونے دو پارے اخیر کی طرف

سے ترتیب بدل کر سنائیں)۔

(۱۲) پچیس پاروں کے بعد: دو پارے روزانہ

(۱۳) ختم قرآن کے بعد ایک سال کا وقفہ (اس وقفہ میں روزانہ تین پارے بترتیب معکوس سنائیں)۔

(۱۴) سال مکمل ہوجانے پر مدۃ العمر پانچ پارے منزل کا سلسلہ جاری رکھیں، اس طرح کہ فراغت کے بعد روزانہ اس منزل کی غلطیوں کو کم از کم سو سو مرتبہ ضرور کہا جائے؛ تاکہ آئندہ پوری زندگی میں وہ غلطی تو قطعی سرزد نہ ہو۔

حفظ کے لئے مناسب وقت

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: "اعلم أن للحفظ ساعات ینبغی لمن أراد التحفظ أن یراعیها فأجود الأوقات الأسحار" جان لو کہ حفظ کے لئے ایسی گھڑیاں ہیں کہ حفظ کرنے والے کو ان کی رعایت رکھنا موزوں ہے، پس تمام اوقات میں جید ترین وقت، سحری اور اخیر شب کا ہے۔

اور اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے: "إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا" (۱)

کسی عالم سے پوچھا گیا کہ "بم أدرکت العلم" آپ نے علم کس ذریعہ سے حاصل کیا ہے؟ کہا: "بالمصباح والجلوس إلی الصباح" چراغ کے ذریعے اور صبح تک مسلسل بیٹھے رہنے کے ذریعے۔

ایک بزرگ کا ارشاد ہے "بالسفر والسهر والبکور فی السحور" سفر کے ذریعے، جاگنے کے ذریعے اور سحری کے وقات میں جلد اٹھنے کے ذریعے۔ (۲)

اسماعیل بن اویس کا ارشاد ہے: "إذا هممت أن تحفظ شیئا فنم وقم عند السحر فأسرج وانظر فیه فإنک لا تنساه إن شاء اللہ" جب تک کسی چیز کے حفظ کرنے

---

(۱) الإسراء: ۸۷

(۲) الفقیه والمتفقه: ۲/ ۱۰۳

کا ارادہ کرو تو سو جاؤ اور سحری کے وقت اٹھو، چراغ روشن کرو اور اس چیز میں نظر کرو ان شاء اللہ اس کے بعد وہ چیز کبھی نہیں بھولو گے۔(۱)

حماد بن زید سے پوچھا گیا: "ما أعون الأشياء على الحفظ" حفظ کے لئے سب سے زیادہ معاون چیز کون سی ہے؟ فرمایا: "قلة الغم" یعنی غم کی کمی (اور ظاہر ہے کہ سحری کے پرسکون وقت میں دل تمام پریشانیوں اور مشغولیتوں سے خالی ہوتا ہے ؛ لہٰذا سرعتِ حفظ کے لئے یہ بہت مناسب وقت ہے۔(۲)

حفظ کے لئے مناسب موقع ومحل

خطیب بغدادی اپنی کتاب الفقیہ والمتفقہ: ۳۰۱/۲ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اعلم أن للحفظ أماكن ينبغى للمتحفّظ أن يلزمها وأجود أماكن الحفظ الغرف دون السفل وكل موضع بعيد مما يُلهى وخلا القلب فيه مما يفزعه فيشغله أو يغلب عليه فيمنعه وليس بالمحمود أن يتحفظ الرجل بحضرة النبات والخضرة ولا على المواضع۔غالبا۔ما يمنع خلو القلب وصفاء السر"

جان لو کہ حفظ کے لئے ایسے مقامات ہیں کہ حفظ کرنے والے کو ان کی پابندی لائق ومناسب ہے، اور حفظ کے لئے جید ترین مقامات بالا خانے ہیں نہ کہ زیریں کمرے، نیز ہر وہ مقام موزوں ہے جو غفلت ولہو والی چیزوں سے دور ہو اور اس میں دل ایسی چیزوں سے قطعی خالی ہو جو اس کو پریشانی میں مبتلا کر کے مشغول کر دیں یا اس پر غلبہ پا کر حفظ سے روک دیں، اور یہ بات اچھی نہیں ہے کہ آدمی بوٹیوں اور سبزیوں والی جگہ یا نہروں کے کنارے پر عام گذرگاہوں پر بیٹھ کر حفظ کرے ؛

(۱) الجامع فی الحث علی حفظ العلم: ۱۷۷

(۲) کیف تحفظ: ۴۲

کیوں کہ ایسے مقامات اکثر وبیشتر ایسی چیزوں سے خالی نہیں ہوتے جو دل کی مشغولیت اور دھیان بٹ جانے کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

اونچی آواز سے یاد کرنا حفظ کے عمل میں معاون ومفید ہے

زبیر بن بکار کہتے ہیں:

مجھ پر میرے والد گرامی داخل ہوئے جب کہ میں ایک کتاب میں دیکھ کر خیالاتی طور پر اس کو پڑھ رہا تھا اور آواز اونچی نہیں کر رہا تھا، مجھ سے فرمایا: تمہارے اس سوچ والے طرزِ مطالعہ سے صرف یہ تو ہوجائے گا کہ آنکھ کے ذریعے دل تک بات پہنچ جائے گی، مگر اس سے آگے روایت کرنے کا ملکہ قطعی حاصل نہ ہوگا؛ بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ کتاب کو دیکھو بھی اور آواز کو اونچا بھی کرو، اس طرح آنکھ کے ذریعے بھی بات دل تک پہنچ جائے گی اور کان کے ذریعے بھی۔(۱)

ابوہلال عسکری کہتے ہیں:

”ینبغی للدارس أن یرفع صوتہ فی درسہ حتی یسمع نفسہ؛ فإن ما سمعتہ الأذنان رسخ فی القلب، ولھذا کان الإنسان أوعی لما یسمعہ منہ لما یقرئہ إذا کان المدروس مما یفسح طیق الفصاحۃ ورفع الدارس بہ صوتہ زادت فاحتہ“

طالب علم کے لئے لائق ہے کہ اپنے سبق کے یاد کرتے وقت اتنی آواز اونچی کرے کہ وہ خود اس کو سن سکے؛ کیوں کہ جس بات کو کان سن لیتے ہیں، وہ دل میں خوب راسخ ہوجاتی ہے، اس لئے انسان صرف پڑھی ہوئی بات کی بنسبت سنی ہوئی بات کو زیادہ یاد کرلیتا ہے، اور جب سبق کو بطور نغمہ اور فصاحت وتجوید کے یاد کیا جائے اور طالب علم اس میں آواز کو اونچا کرے تو اس کی فصاحت میں اور اضافہ ہوجاتا ہے۔

---

(۱) الجامع الحث علی حفظ العلم، ۱۷۴

قلبی تکرار یا زبانی تکرار

سفیان ثوری کا ارشاد ہے: ''اجعلوا الحدیث حدیث انفسکم وفکر قلوبکم تحفظوہ'' حدیث کو اپنے نفس کے خیال میں اور دل کے فکر میں خوب یاد ہو کیا جائے۔(۱)

بکثرت ناظرہ پڑھتے رہنا

ابو مسعود احمد بن فرات فرماتے ہیں: ''لم نزل نسمع شیوخنا یذکرون أشیاء فی الحفظ فاجمعوا أنہ لیس شیء أبلغ فیہ إلا کثرۃ النظر'' ہم اپنے اساتذہ سے حفظ کے مختلف طریقے سنتے رہے ہیں، مگر بالآخران سب کو اس پر متفق الرائے پایا کہ حفظ کے لئے بکثرت ناظرہ پڑھتے رہنے سے بڑھ کر کوئی طریقہ بھی کارآمد نہیں ہوا۔

ربطِ آیات کا عمل

ہر آیت کے اخیر کو دوسری آیت کے شروع کے ساتھ فوری طور پر اور بغیر کسی توقف وہچکچاہٹ کے ملا کر اس قدر بار بار کہا جائے کہ زبان بے ساختہ ارتباطی کیفیت کی عادی ہو جائے اور آپ پہلی آیت کے بعد بے تکلف اور پوری سہولت کے ساتھ فوری طور پر دوسری آیت پڑھنے لگیں، یہ عمل کم از کم پچاس یا سو مرتبہ کیا جائے، علاوہ ازیں ہر دو صفحات؛ بلکہ ہر دو پاروں نیز ہر دو سورتوں کے درمیان بھی ربط آیات کا یہ عمل بروئے کار لانا چاہئے۔(۲)

ہمت ورغبت برقرار رکھنے والے عوامل ومحرکات کا اختیار کرنا

استاذ گاہے بگاہے شاگرد کی حوصلہ افزائی کرتا رہے اور اس کو انعام سے نوازتا رہے تا کہ اس کے حفظ قرآن کا شوق برقرار رہے، شاگرد بھی یہ بات مستحضر رکھے کہ مسلمان کا اولین ہدف، اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا حصول ہے اور اس مقصد تک پہنچانے والے وسائل وذرائع سے حفظ قرآن مؤثر ترین ذریعہ ہے، کیوں کہ حافظ قرآن کے لئے آخرت میں اللہ تعالیٰ نے بہترین اجر وثواب کا ذخیرہ تیار فرمایا ہے اور زندگی وموت ہر دو حالات میں قرآن

---

(۱) الجامع فی الحث علی العلم: ۱۹۰، بحوالہ کیف تحفظ القرآن: ۵۱/ ۵۲

(۲) کیف تحفظ القرآن: ۴۹-۵۰

کے قاری کو خوب نیکیاں اور بہت اونچے مقامات و درجات حاصل ہوتے ہیں، پس اگر شاگرد اپنے اجر جزیل اور مقام عظیم کا استحضار رکھے گا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کبھی بھی اس کو حفظ قرآن میں کاہلی واداسی یا کمزوری واکتاہٹ کا احساس ستانے لگے؛ بلکہ اس صورت میں تو اس کے اندر ایک ایسی نفسیاتی وروحانی کیفیت پیدا ہوجائے گی جو ہمیشہ اس کو حفظ قرآن کے راستہ پر گامزن رکھنے پر اکساتی رہے گی، بلکہ حفظ قرآن کے ساتھ اس کا تعلق خاطر اور جذب وشوق دن بدن بڑھتا رہے گا اور حفظ کی راہ میں پیش آنے والی تمام مشکلات ومحن، دشواریوں اور سختیوں کو وہ نہایت خندہ پیشانی سے سہنے کے لئے خوب مستعد وتیار ہوجائے گا حتی کہ اس گھاٹی کو بہت جلد یا اچھی طرح سے سر کرلے گا۔

پرہیزگاری وطاعت کا التزام اور گناہوں سے اجتناب

کیوں کہ قرآن، کلام الٰہی نورِ خداوندی ہے اور گناہ بمنزلہ تاریکیوں کے ہیں، تو جس طرح نور وظلمت دونوں اکٹھے نہیں ہوسکتے، اسی طرح قرآن اور گناہ یہ دونوں اکٹھے نہیں ہوسکتے اسی طرح قرآن اور گناہ دونوں بھی جمع نہیں ہوسکتے، امام شافعی کا ارشاد گرامی ہے:

شکوت إلی وکیع سوء حفظی　　فأشارنی إلي ترک المعاصی
وأخبرنی بأن العلم نور　　ونور اللہ لا یہدی لعاصی

(میں نے (اپنے استاذ) وکیع سے اپنے حافظہ کی خرابی کی شکایت کی تو موصوف نے مجھے گناہوں کے چھوڑنے کی تلقین کی اور فرمایا کہ علم ایک نور ہے اور نور کی طرف اللہ تعالیٰ کسی گنہگار کی ہرگز رہنمائی نہیں فرماتے ہیں)۔

جدید سبق یاد کرنے کا بہترین طریقہ کار

۱۔ جس صفحہ کو آپ کو یاد کرنا ہے اولا اس صفحہ کو دس پندرہ منٹ تک کئی مرتبہ مترنم اور مجود آواز کے ساتھ ناظرہ پڑھیں، آپ نفسیاتی طور پر محسوس کریں گے کہ آپ کے اندر از خود اس صفحہ کے حفظ کرنے کا جذبہ ابھر رہا ہے اور طبیعت اس کے یاد کرنے کی

طرف خود بخود مائل ہو رہی ہے۔

۲۔ اس پورے صفحے پر ٹکٹکی لگا کر بار بار اس تصور کے ساتھ بھرپور نظر ڈالیں کہ گویا آپ کی آنکھ تصویر لینے والے کا کیمرہ ہے، اور آپ اس صفحہ کو اپنی آواز اور نظر کے ذریعہ اس کے اندر مصور کرنا چاہتے ہیں، اس دوران آپ اپنے کیمرہ یعنی آنکھ کو حتی المقدور ہلانے کی کوشش نہ کریں؛ بلکہ پوری طرح اس صفحہ پر جمائے رکھیں اور خوب غور سے اس پورے صفحہ کا کئی بار مطالعہ کریں۔

۳۔ ہر ہر آیت کو الگ الگ یاد کریں، اس طرح کہ اپنی آنکھ کو پوری طرح کھولیں اور ذہن کو ہر خیال ووسوسہ سے خالی کریں اور صفحہ کی پہلی آیت کو قدرے آواز کے ساتھ تجوید کی رعایت رکھ کر صحیح صحیح کم از کم دس مرتبہ ناظرہ پڑھیں۔

۴۔ آنکھیں بند کر کے اپنے حافظہ کی مدد سے اسی آیت کو کم از کم دس ہی مرتبہ حفظ پڑھیں۔

۵۔ آنکھیں کھول کر اسی آیت کو دوبارہ ناظرہ پڑھیں؛ تا کہ پورا اطمینان ہوجائے کہ واقعی آپ نے اس کو صحیح صحیح حفظ کیا ہے، جب سو فیصد اطمینان ہوجائے تو اب آنکھیں بند کر کے پھر اسی آیت کو اتنی مرتبہ حفظ پڑھیں کہ پوری آیت میں کسی جگہ بھی سوچنے کی نوبت نہ آئے، آپ دیکھیں گے کہ بفضلہ تعالی یہ آیت آپ کے حافظہ میں کالنقش فی الحجر (پتھر کی لکیر) کی طرح منقوش ہوچکی ہے، جس کو آپ مدۃ العمر نہیں بھولیں گے، انشاء اللہ۔

مگر شرط یہ ہے کہ تکرار واعادہ کے دوران آپ کے سامنے کسی قسم کی آواز کا شور وشغب اور خوش منظر چیز نہ ہو جو حفظ کی توجہ کو منتشر کرنے کا ذریعہ ثابت ہو، نیز آپ تکرار کے دوران اردگرد کی سب چیزوں سے قطعی بے نیاز اور یکسر لاتعلق ہو، کمرے کے سامان اور قالین وچٹائی وغیرہ پر ہرگز فضول نظر نہ ڈالیں اور نہ کھڑکی سے باہر والے مناظر کو دیکھنے کی فضول حرکت کریں۔

۶۔ آگے بڑھیں اور دوسری آیت کو بعینہ اس طریقہ کے مطابق یاد کریں، جس کے

مطابق آپ نے پہلی آیت کو یاد کیا ہے، لیکن اس کو یاد کرنے کی ابتداء یوں کریں کہ ایک دو کلمے پہلی یاد ہوئی آیت کے آخر میں سے اعادہ کے طور پر لے لیں؛ تاکہ دونوں آیتوں کے حفظ میں ربط وتسلسل قائم ہوجائے۔

۷۔ جب یہ دوسری آیت درج بالا طریقہ کے مطابق خوب یاد ہوجائے تو اب دونوں آیتوں کو کم از کم دس بار پڑھیں، اگر ان دونوں آیتوں کے کسی لفظ یا موقع میں کچھ اشکال ونسیان پیش آئے تو اس لفظ وموقع کو دس مرتبہ ناظرہ اور پھر دس مرتبہ حفظ کہیں۔

۸۔ جب یہ دونوں آیتیں خوب از بر ہوجائیں تو اب تیسری آیت کے حفظ کرنے کی جانب توجہ مبذول کریں اور درج بالا طریقہ حفظ وطریقہ ربط وتکرار کے موافق اس کو یاد کرکے سابقہ دو حفظ کردہ آیات کو ملا کر تینوں کو دس مرتبہ کہیں، غرض اس طرح صفحہ مکمل یاد ہوجائے تو اب اسی طرح صفحہ کے آخر کی طرف سے ایک ایک آیت کو لیتے جائیں، پہلے ہر آیت کو لیتے جائیں، پہلے ہر آیت کو دس مرتبہ کہیں، پھر جتنی آیتیں ہوتی جائیں ان کو بھی ملا کر دس دس ۔۔۔ پھیرے دیتے جائیں، اور شروع صفحہ تک اسی طرح آجائیں تاکہ پورا سبق برابر یکساں طور پر یاد ہوجائے۔

۹۔ اگر کوئی آیت لمبی ہو تو اس کو وقوف کے لحاظ سے کئی حصوں میں تقسیم کرکے حفظ کیا جائے۔(۱)

از بر حفظِ قرآن کے مخالف امور

۱۔ یومیہ آٹھ گھنٹے صرف نہ کرنا (یعنی مجموعی طور پر اعمالِ حفظ میں)۔

۲۔ قرآن کی بے ادبی: بایں طور کہ آپ اس کو بغیر وضو کے اٹھائیں یا ہاتھ لگائیں، یا اسکے اوپر کوئی چیز رکھ دیں یا اس کو زمین پر رکھ دیں، چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیز سے مرسلا یہ حدیث مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ایک قرآن پاک کے پاس سے گزرے جو زمین پر رکھا ہوا تھا تو فرمایا کہ اللہ لعنت کرے اس شخص پر جس نے یہ

(۱) کیف تحفظ: ۸۰ تا ۸۳، مع زیادات وافاضات

کام کیا، تم اللہ کی کتاب کو اس کے شایان شان مقام پر ہی رکھا کرو (حکیم ترمذی، در نوادر الأصول وصاحب کنز العمال) نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم کتاب اللہ کو اپنے قدموں سے پامال نہ کیا کرو۔ (ابانہ ابی نصر السجزی وکنز العمال)۔

۳۔ استاذ کی بے ادبی، کیونکہ ادب کی کمی کی وجہ سے حصول علم میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور ادب کا لحاظ رکھنے سے تعلیم کی برکت اور حفظ کی سرعت میسر آتی ہے۔

۴۔ قرآن بھولنے کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ کبیرہ گناہ نہیں ہے۔

۵۔ قرآن میں دیکھ کر پڑھنے کے متعلق یہ خیال رکھنا کہ نوافل میں اور نماز تراویح میں ناظرہ قرآن پڑھنا جائز وصحیح ہے۔

۶۔ نماز تراویح: میں ہر سال قرآن پاک سنانے کی پابندی نہ کرنا، کیوں کہ محراب میں بالخصوص فرض جہری نمازوں میں بالاستیعاب ترتیب وار قرآن پڑھنے سے خوب پختگی و پائیداری حاصل ہوتی ہے۔(۱)

---

(۱) فضائل حفاظ القرآن: ۲۴۳۲، محمد طاہر رحیمی، مدنی، اریب پبلیکیشنز

حفظ قرآن کے بعض مفید طریقے

بچوں کے لئے حفظ قرآن کے بعض طریقے

برصغیر ہندو پاک کا نہج

۱- برصغیر ہندو پاک، ان کے علاوہ دیگر پڑوسی مما لک یا ان علاقوں کے باشندے جہاں مقیم ہیں مثلاً ریاستہائے متحدہ امریکہ، انگلینڈ، ساؤتھ افریقہ وغیرہ میں اس طریقہ پر عمل ہوتا ہے جس کی برکت سے ہر سال ہزار ہا ہزار حفاظ پیدا ہوتے ہیں۔

تصحیح و ناظرہ

پہلے نورانی قاعدہ یا اس جیسی کسی کتاب کے ذریعہ، حروف کی شناخت، ترکیب، الفاظ کو جوڑنا سکھایا جاتا ہے، اسی دوران گویا تجوید کی عملی مشق مکمل کرادی جاتی ہے اور ضروری قواعد کی مکمل تعلیم دی جاتی ہے، اس کے بعد دیکھ کر پڑھنے کی مشق کرائی جاتی ہے، نیز اس مرحلہ میں ضروری سورتیں بھی یاد دلائی جاتی ہیں۔

۲- حفظ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ طالب علم استاذ کے سامنے مطلوبہ صفحہ یا کم وبیش پڑھتا ہے، اور استاذ غلطیوں کی نشاندہی کرتے ہیں یا خود استاذ ہی پڑھتے ہیں اور طالب علم بغور سنتا ہے۔

۳- اگلے دن طالب علم استاذ کو سبق سناتا ہے اور وہ اپنے رجسٹر میں نوٹ بھی کر لیتے ہیں اور اگلا سبق دیدتے ہیں۔

بعض مدارس میں ایک پارہ ختم کے بعد صدر مدرس کے یہاں امتحان دینا ضروری

ہوتا ہے، جس میں کامیابی کے بعد ہی اگلا پارہ شروع ہوجاتا ہے، ایسے ہی ''نورانی قاعدہ'' میں ایک (تختی) یا قواعد کی ایک یونٹ ختم ہونے پر بھی امتحان ہوتا ہے۔

اس کا فائدہ یہ ہے کہ طالب علم یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے ایک مرحلہ طئے کرلیا ہے، اسے تکرار اور دور کا موقع بھی ملتا ہے، نیز اس مرحلے میں کامیابی اگلے مراحل کے لئے حوصلہ فراہم کرتی ہے کہ'' کامیابی دوسری کامیابیوں کے دروازے کھولتی ہے، نیز اس میں طالب علم کی ادائیگی اور استاذ کی مہارت، حلقہ یا مدرس کی جدوجہد کا صحیح اندازہ لگانے کا موقع ملتا ہے، چنانچہ بروقت اصلاحات، مشورے اور تبدیلیاں مفید ثابت ہوسکتی ہیں۔

۴- نیا تعلیمی سال شروع ہونے پر بہت سے مدارس میں فوراً سبق نہیں شروع کرایا جاتا؛ بلکہ آموختہ کی پختگی کا پورا اطمینان ہونے تک سبق موقوف رہتا ہے۔

۵- جلسہ عام میں ذمہ داروں، علمائے کرام، عمائدین شہر اور اولیائے طلبہ کی موجودگی میں حفظ کی تکمیل عمل میں لائی جاتی ہے، دستار بندی ہوتی ہے، سند عطا کی جاتی ہے اور انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

۶- عموماً حفظ کے بعد ایک سال تک کئی کئی ''دور'' کا رواج ہے کہ پہلے ایک پارے کا دور پھر دو پارے کا دور، پھر تین پھر منزل کا اہتمام ہوتا ہے، اور بعض جگہ ایک ہی بیٹھک میں دس دس کے دور کا بھی رواج ہے، اس میں طالب علم کی صحت اور دماغی قوت کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۷- حفظ کے بقاء کے لئے ہر سال رمضان میں ایک، دو یا تین ختم کو (خاص طور پر محراب میں) ضروری سمجھا جاتا ہے۔

پہلا طریقہ: بچوں کو خود ان کی آواز کے ذریعہ حفظ کرانا

اس کی بعض صورتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

پہلی صورت: والد اور اولاد

۱- ٹیپ ریکارڈ اور خالی کیسٹ کے ساتھ اپنے بچہ (عمر چار سال یا زیادہ ہو) کو لے کر بیٹھئے۔

۲- کسی چھوٹی سورۃ جیسے معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کو متعین کیجئے۔

۳- ٹیپ چالو کردیجئے، ترتیل کے ساتھ پہلی آیت پڑھئے اور بچہ سے کہئے کہ آپ کے پیچھے دہرائے (اور اسی طرح......)

۴- بچہ سے کہئے: یہ آج کا سبق ہے، اسے ٹیپ چلانے کا طریقہ بھی سکھا دیجئے، کیسٹ اس کے حوالے کیجئے اور فرمائش کیجئے کہ اسے اچھی طرح سنے اور یاد کرے نیز اسے بتا دینا مناسب ہے کہ اسے شام میں یہ سنانا ہوگا یا اس کا شام میں امتحان لیں گے۔

۵- اگر روزانہ ٹیپ کرنا آپ کے لئے مشکل ہو تو آپ کئی سورتیں ٹیپ کر سکتے ہیں جو ایک ہفتہ کے لئے کافی ہوں، البتہ ہفتہ کے آخر میں تمام سورتوں کا امتحان لیں، یہ طریقہ نہ صرف شاندار ہے بلکہ آزمودہ بھی، ہمارے استاذ حافظ وجامع شیخ سید الاشین ابوالفرح نے اسی طریقہ پر اپنے بچہ کا حفظ کروایا، جس نے نو برس کی عمر میں سارا قرآن مجید حفظ کر لیا نیز ان کی چھوٹی صاحبزادی نے بھی اسی طریقہ سے حفظ کیا۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ بچہ اس عمر میں اپنی آواز سن کر جھوم اٹھتا ہے، اس کی آواز اسے توجہ دینے پر مجبور کرتی ہے، چنانچہ آپ نوٹ کریں گے کہ وہ بے حد رغبت سے کام کر رہا ہے، پھر وہ آیتوں کو دو دفعہ سنتا ہے، پہلی دفعہ والد کی آواز میں اور دوسری دفعہ خود اپنی آواز میں، نتیجہ میں بغیر کسی مشقت کے انہیں یاد کر لیتا ہے۔

اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ بچہ اپنی شخصیت میں استقلال (Independence) محسوس کرتا ہے، خود ہی ٹیپ چلاتا ہے، اپنی خاص کیسٹ محفوظ رکھتا ہے، اور والد کی قرأت کے مقابلہ میں اپنی قرأت کی غلطیوں کا پتہ بھی خود ہی لگاتا ہے۔

اس بات کی وضاحت کی غالباً ضرورت نہیں کہ والد سے مراد یہاں وہ ہے جو خود اچھی طرح تجوید سے پڑھ سکتا ہے، ورنہ استاد صاحب بھی یہ ذمہ داری پوری کر سکتے ہیں۔

دوسری صورت: تین سالہ بچوں کے لئے ایک جدید طریقہ

۱- کسی جید قاری سے درخواست کریں کہ وہ چھوٹی سورتیں، سورۂ ناس، فلق وغیرہ ٹیپ کریں۔

۲- ہر آیت کے بعد قاری صاحب خاموش رہیں، البتہ اچھی آواز والے چار چھوٹے بچے ان کے پیچھے دہرائیں، آواز کا صاف ہونا اور اچھی طرح پیش کرنا ضروری ہے۔

۳- اس طریقہ کے مطابق تین سورتیں پڑھنے کے بعد قاری کو چاہئے کہ کیسٹ کے اختتام تک انہیں کو بار بار اسی لہجے سے پڑھتا رہے۔

۴- ٹیپ ریکارڈ کو بچوں کے ہاتھوں سے دور بلند جگہ رکھیں، انہیں اپنی عادت کے مطابق کھیلنے کودنے نہ دیں، اور ٹیپ کو چالو کردیں، کچھ ہی دیر بعد آپ دیکھیں گے کہ بغیر کسی مشقت کے وہ ان ٹیپ شدہ سورتوں کو یاد کرلیں گے، بلکہ جب بھی اپنے ہم عمروں سے ملیں گے تو اجتماعی طور پر انہیں مزے لے کر پڑھیں گے۔

۵- یہی کام ماں چولہے کے اندر بھی کرسکتی ہے، اس سے خود بھی فائدہ اٹھا سکتی ہے، اور اس سے چمٹے ہوئے بچے بھی مستفید ہوں گے جو گھر میں ادھر سے ادھر اچھل کود رہے ہیں، آپ دیکھیں گے کہ بچے نہ صرف خود مطالبہ کریں گے کہ وہ کیسٹ لگائی جائے بلکہ اس کے لئے اصرار کریں گے۔

۶- اس طریقہ کا فائدہ یہ ہے کہ بچہ خود اپنے جیسے دوسرے بچوں کی آوازیں سنتا ہے، اور بچے تو نقل اتارنے میں ماہر ہوتے ہیں اس لئے ان آوازوں کی نقل اتاریگا اور صحیح پڑھنے کی پوری کوشش کرے گا، اس طرح تیزی سے یاد کرلے گا۔

دوسرا طریقہ: حفظ بذریعہ کتابت

''حافظہ'' کی راہیں لوگوں کے لحاظ سے مختلف ہوتی ہیں، بعض کا حافظہ ''بصری'' ہوتا ہے کہ اگر وہ کسی کتاب کا مطالعہ ایک دفعہ ہی سہی کرلیں تو نگاہ کے ذریعے مضامین کی جگہ اور مکتوب گوشوں کا پتہ ان کے حافظہ میں بیٹھ جاتا ہے، وہ کہیں گے: فلاں بات، فلاں کتاب

میں داہنی جانب ہے، خواہ وہ مطالعہ کے دوران آواز بلند نہ کریں، جب بعض لوگوں کے حافظہ کا اعتماد سننے پر ہوتا ہے، وہ بیس برس کے بعد کہیں گے میں نے ایسا اور ویسا فلاں شخص اور فلاں شخص سے سنا تھا اور پوری بات انہی الفاظ کے ساتھ نقل کریں گے، حفظ کے سلسلے میں کتاب والا اسلوب بھی بہترین اور عمدہ ہے، خاص طور پر اگر اس کے ساتھ دیکھنا اور سننا بھی شامل کرلیا جائے، طریقہ کتاب کی بعض صورتیں یہ ہیں۔

۱- پانچ آیتیں یاد کیجئے، آیتوں کی شکل پر نگاہ اچھی طرح ڈالئے، یاد ہونے کے بعد کوشش کیجئے کہ اسے لکھیں، پھر اپنی تحریر اور قرآن شریف میں تقابل کیجئے اور غلطیوں کو نوٹ کیجئے۔

۲- ایک دوسری صورت یہ ہے کہ استاذ مطلوبہ آیتیں طلبہ کی کاپیوں میں یا بورڈ پر لکھے اور ان سے کہے کہ اپنی اپنی کاپیوں میں نقل کریں، کچھ دیر کے بعد ان آیتوں کو زبانی سنے اور ان سے کہے کہ قرآن میں دیکھے بغیر اپنی آیتوں کو دوبارہ لکھیں۔

اس طریقہ سے جو کچھ یاد کرلیں گے وہ انشاء اللہ کبھی نہ بھولا جائے گا، اس لئے کہ اس میں حفظ کے وسائل جمع ہونے کی بناء پر وہ حافظہ میں نقش ہو چکا ہے۔

تیسرا طریقہ: تختہ سیاہ (بورڈ) سے استفادہ

یہ طریقہ ان لوگوں کی خدمت میں پیش کررہا ہوں جنہیں اپنی اولاد کو کسی سہل طریقہ سے حفظ کرانے کی خواہش ہے، اور ماؤں کے لئے بھی یہ ایک بیش قیمت تحفہ ہے، جو پریشان رہتی ہیں کہ بچے حفظ نہیں کرپاتے، بہت سے لوگوں نے اسے آزمایا، اس سے بے حد استفادہ کیا۔

۱- نئے ماڈل کا ایک سفید عمدہ بورڈ اور کچھ رنگین پین حاصل کیجئے۔

۲- بچوں کے کمرے یا بیٹھک گاہ میں اسے لٹکائیے؛ تاکہ نقل وحرکت کے دوران اس پر نگاہ پڑتی رہے۔

۳- مطلوبہ سورتیں سیاہ رنگ سے اور زیر، زبر وغیرہ سرخ رنگ سے لکھئے، آیتوں کے

درمیان فواصل کو ہرے رنگ سے زینت بخشئے، داہنی جانب دن اور تاریخ لکھنا نہ بھولئے، اگر آپ خوش خط نہ ہوں تو جن سے کام لیا جاسکتا ہے ان کا تعاون حاصل کیجئے۔

۴- اپنے بچوں سے کہیں کہ اپنی اپنی کاپی میں اسے لکھ لیں، تحریر یا زیر زبر کی غلطیوں کو درست کیجئے، اور جب تک نہ لکھ لیں بورڈ صاف کرنے کی اجازت نہ دیجئے۔

۵- ان سے کہئے کہ دن بھر میں سورہ یاد کریں، ان کے درمیان مسابقتی جذبہ اور بلند ہمتی پیدا کیجئے۔

۶- اگلے دن دوسری سورۃ لکھئے، مگر پہلی سورت اچھی طرح یاد ہونے پر اطمینان کے بعد اسی طرح ہر روز انہیں خوشی خوشی نیا سبق دیجئے، وہ بھی شاداں وفرحاں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں رہیں گے۔

۷- پہلا سبق یاد کرنے کے بعد بچوں کو اجازت دے سکتے ہیں کہ وہ بھی بورڈ پر لکھ کر اپنی تحریر آزمائیں، اس طرح ان کا خط بھی اچھا ہوجائے گا۔

۸- بعض لوگ کہہ سکتے ہیں کہ اس طریقہ پر عمل کرنے سے باپ کو سارا کاروبار چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہنا پڑے گا اور بچوں کی خاطر اپنے کام سے چھٹی لینی ہوگی۔

میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس طریقہ سے مطمئن ہوکر اسے اپنے اہم کاموں میں شامل کریں جو اس کا حق ہے، اپنے یومیہ کاموں کے شیڈول میں داخل کریں تو پھر پہلی دفعہ تحریر کرنے میں زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ اور غلطیوں کی اصلاح اور بچوں کو سننے میں بہت سے بہت آدھا گھنٹہ لگے گا۔

۹- باپ کی جگہ ماں بھی یہ مہم انجام دے سکتی ہے۔

۱۰- بڑے بھائی کو بھی یہ ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے۔

۱۱- یہ طریقہ جہاں بچوں کے خط کے لئے تحسین کا سامان کرتا ہے، وہیں انہیں قرآنی رسم الخط کے قواعد سے آگاہ کرتا ہے۔

چوتھا طریقہ: اُزُبکی نہج

سویت یونین کے زوال سے وجود پذیر بعض اسلامی جمہوریتوں جیسے قزاقستان، قرغزستان، کازخستان اور داغستان وغیرہ میں یہ طریقہ رائج ہے، تاہم ازبکستان میں یہ بہت مقبول عام، یہاں ہم اسے بھی اطلاعاذ کر کرتے ہیں۔

۱- پہلے استاذ ایک صفحہ کی تصحیح کرتے ہیں۔

۲- طالب علم کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ تین سو مرتبہ دیکھ کر پڑھے۔

۳- جب وہ تین سو دفعہ دہرا چکے تو شیخ کو زبانی سنائے اور اگلے صفحہ کا سبق لے، ختم قرآن تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔

۴- جب قرآن مجید ختم کرلے تو استاذ اسے حکم دیتے ہیں کہ سارا قرآن ایک سو پچاس دفعہ دیکھ کر ختم کرلے۔

۵- جب طالب علم اس حکم کی تعمیل کرلے تو اسے حافظ وقاری کے لقب سے نوازا جاتا ہے، مجھے ایسا لگتا ہے کہ اتنی دفعہ تکرار اور بار بار پڑھنے سے زبان میں روانی خود بخود آجاتی ہے، اور وہ بہ آسانی تلاوت کرنے لگتا ہے۔

عموماً ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ جن سورتوں کی تلاوت بکثرت ہوتی ہے، جیسے سورہ کہف، سورہ یس وغیرہ لوگوں کو عموماً وہ خود بخود یاد ہو جاتی ہیں، اس لئے کہ بار باران کے سننے کا موقع ملتا ہے۔

پانچواں طریقہ: تُرکی اسلوب

خدمتِ قرآن کے سلسلہ میں ترکوں کا کردار نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس خصوصی امتیازی طریقہ کا مطالعہ ضروری ہے، ان کے یہاں حفظ مراحل میں انجام پاتا ہے۔

۱- حروف تہجی کا آغاز کرنے سے تلاوت کی تصحیح تک ناظرہ قرآن کی مشق کراتے ہیں، بسا اوقات اس میں ایک سال بھی لگ جاتا ہے پھر دوسرا مرحلہ حفظ کا ہوتا ہے۔

۲- طالب علم پہلے پارہ کا آخری صفحہ یاد کرتا ہے، پھر اگلے دن دوسرے پارہ کا آخری صفحہ اوراسی طرح ہر روز ہر پارے کا آخری صفحہ یاد کرتا ہے، اس طرح تیس صفحہ مکمل ہونے تک پورا ماہ گزر جاتا ہے۔

۳- اگلے مہینہ پہلے پارے کے آخر صفحہ سے قبل والے صفحہ کا آغاز ہوتا ہے، پھر اگلے روز دوسرے پارے کے اخیر صفحہ سے پہلے صفحہ۔۔۔۔پہلے مرحلہ کی طرح یہ بھی انجام پاتا ہے۔

۴- اس طرح عملِ پیہم میں جٹ جاتے ہیں، یہاں تک کہ قرآن عکسی انداز میں یاد کیا جاتا ہے اور جب بھی ایک صفحہ یاد کیا تو اس صفحہ کو اور اس سے پہلے والے کو سنانا ہوتا ہے، نتیجہ میں حفظ بہت پختہ ہوجاتا ہے، اس طریقہ کے سلسلہ میں علماء کی آراء مختلف ہیں، بعض تو اس کی بے حد تعریف کرتے ہیں اور بعض اسے تنقید کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، میں نے استنبول کے اکابر علماء سے اس سلسلہ میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ ہمارے مشائخ کی میراث ہے اور سب علماء اسے حفظ کا سب سے بہتر طریقہ سمجھتے ہیں۔

حدتو یہ ہے کہ بہت سے ترکی لوگ سمجھتے ہیں کہ اس طریقہ کے بغیر حفظ ناممکن ہے۔

میں نے دیکھا کہ یہ طریقہ ان علاقوں میں بھی رائج ہے جسے عثمانیوں نے فتح کیا جیسے بوسینیا اور ہرسک وہ لوگ آج بھی اسی طریقہ کے پابند ہیں۔

حقیقت میں جو بھی اس طریقہ پر غور کرے گا، اس میں اسے بہت سے فوائد نظر آئیں گے، خاص طور پر غیر عربوں کے لئے جو عربی زبان نہیں جانتے ہیں اور اس کے آثار اس وقت ظاہر ہوں گے جب وہ حفظ مکمل کرے گا کہ اسے صفحات کے نمبرات تک یاد ہوں گے۔

اس کا منفی پہلو یہ ہے کہ اگر طالب علم صبر نہ کرسکے اور کسی بنا پر حفظ کا سلسلہ روک دے تو ایسا ہوجائے کہ اس نے قرآن کے مختلف کٹے کٹے غیر مربوط حصے یاد کئے، اگر اس سے

کوئی سورت پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ اسے مکمل نہیں کرسکتا۔

یہ ان طریقوں میں سے ہے جن کی تطبیق جزوی طور پر نہیں ہوسکتی نیز کم از کم دوسالہ مدت لازمی ہے۔

مفید طریقۂ حفظ قرآن

۱- سبق یاد کرنے سے پہلے ناظرہ خوب اچھی طرح پڑھیں، پھر اس طالب کو سنائیں جو اس پارے کو حفظ کر چکا ہو، کثرت سے اعرابی غلطیاں کرنا یہ ناظرہ کچا ہونے کی علامت ہے، لہٰذا اپنے استاذ یا کسی طالب علم کے پاس ناظرہ پڑھیں، اس کے بعد ہی آگے سبق یاد کرنا شروع کریں۔

۲- سبق یاد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آیت یاد کریں، پھر دوسری آیت یاد کریں، دونوں کو زبانی پڑھیں، پھر تیسری آیت یاد کریں، جب یاد ہو جائے تو تینوں کو دیکھ کر پڑھیں، اور الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں، اور اگلے پچھلے کلمات کو جوڑتے رہیں، اور آواز تھوڑی اونچی رکھیں، کہ زبان پر حروف چڑھنے کے ساتھ دماغ پر بھی جم جائیں، اور تھوڑا ہلتے بھی رہیں؛ تا کہ بدن میں سستی نہ آجائے اور ذہن منتشر نہ ہونے پائے۔

۳- فجر میں جو سبق سنانا ہے وہ سبق طالب علم مغرب میں اپنے استاذ کو بغیر غلطی کے سنائے (ایسا کرنے سے زندگی بھر ان شاء اللہ قرآن نہیں بھولے گا) اور سبق کا پارہ وآموختہ کچا نہ ہوگا، اوسط درجہ کا طالب علم ایک نشست یا دو نشست میں ضرور سنائے۔

۴- مغرب کے بعد سبق سنانے میں استاذ جو نشان لگائے اس کی اچھی طرح تصحیح کرے؛ تا کہ فجر میں غلطی نہ آئے۔

۵- فجر میں سبق سنانے کے بعد استاذ کے قریب بیٹھ کر دوبارہ وہی سبق پڑھیں؛ تا کہ ہمت بڑھے اور سبق مزید پختہ ہو۔

۶-) دوپہر کا آموختہ سنانے کے بعد آج کا سبق یاد کریں، اور کسی طالب علم کو ضرور سنائیں۔

۷- طالب علم کسی وجہ سے فجر میں سبق نہ سنا سکا تو ناشتہ کے بعد نہ سنائے؛ بلکہ دوپہر کا آموختہ سنانے کے بعد سنائے، ورنہ سبق کا پارہ کچا رہ جائے گا۔

۸- دوپہر کا آموختہ سنانے کے بعد آج کا سنایا ہوا سبق یاد کر کے کسی طالب کو سنائیں، اس کے بعد ہی اگلا سبق یاد کریں، اس طریقہ سے پارہ کچا نہ ہوگا۔

۹- سبق کا پارہ یاد کرتے وقت سبق سے متصل چار سبق رکوع کے اعتبار سے دو مرتبہ ناظرہ پڑھیں، اور دو مرتبہ حفظ پڑھیں، اور اس سے پہلے کے تین سبق کو ایک مرتبہ ناظرہ پڑھیں، دو مرتبہ حفظ پڑھیں، اس سے پہلے کے دو سبق ایک مرتبہ ناظرہ اور ایک مرتبہ حفظ پڑھیں، اس کے بعد ایک مرتبہ ناظرہ پڑھیں، سنیچر اتوار کو سیدھا پارہ سنائیں، پیر کو الٹا، منگل کو سیدھا، جمعرات کو الٹا پارہ سنائیں۔

۱۰- سبق کا پارہ ناشتہ کے بعد ہی سنائیں تاکہ وقفہ کے بعد صباحی دور اپنے وقت پر سنا سکیں۔

۱۱- سبق کی مقدار ایک صفحہ سے زائد ہو اور سبق کا پارہ آدھے سے زیادہ ہو تو جمعرات کے دن سبق سے متصل کچھ صفحات اور شروع پارہ سے کچھ صفحات ملا کر سنائیں۔

۱۲- جن طلبہ کی سبق کی مقدار ایک صفحہ سے کم ہو، آدھا پارہ ہونے کے بعد پہلے دن سبق سے متصل پانچ صفحات اور شروع سے پانچ صفحات ملا کر آدھا پارہ سنائیں، دوسرے دن سبق سے متصل دس صفحات سنائیں۔

۱۳- جن طلبہ کی سبق کی مقدار ایک صفحہ سے کم ہو، آدھا پارہ ہونے کے بعد پہلے دن سبق سے متصل پانچ صفحات اور شروع پارہ سے پانچ صفحات ملا کر آدھا پارہ سنائیں، دوسرے دن سبق سے متصل دس صفحات سنائیں۔

۱۴- سبق پارہ اور آموختہ ٹھہر ٹھہر کر ہی اپنے استاذ کو سنائیں، پاؤ پارہ ۱۰ منٹ میں، آدھا پارہ ۲۰ منٹ میں اور ایک پارہ ۴۰ منٹ میں سنائیں، اس سے لہجہ بنے گا، حروف نہیں کٹیں گے اور تمام غلطیاں درست ہوں گی۔

۱۵- پارہ ختم ہونے کے بعد وہی پارہ دو دن سنائیں، پہلے دن سبق کے پارے میں آخر کا آدھا پارہ اور آموختہ میں شروع کا آدھا پارہ سنائیں، دوسرے دن سبق کے پارے میں آخر کا آدھا پارہ الٹا سنائیں اور صباحی دور میں شروع کا آدھا پارہ الٹا سنائیں اور پارہ کا امتحان دیں۔

(۱۶- صباحی دور کم از کم ۶ مرتبہ پڑھیں، جس کی مقدار نصف پارہ ہو، ربع مقدار ہو تو ۸ مرتبہ پڑھیں، ثلث مقدار ہو تو ۷ مرتبہ پڑھیں۔

۱۷- مبتدی طلبہ تین پارے حفظ کرنے کے بعد صباحی دور شروع کریں۔

۱۸ صباحی دور ار دو گھنٹہ سے پہلے سنائیں۔

۱۹- دوپہر کا آموختہ ۶ مرتبہ پڑھیں، جس کی مقدار آدھا پارہ ہو اور ثلث اور ربع مقدار والے طلبہ ۱۰ مرتبہ پڑھیں، جب تک مقدار پوری نہ ہوگی خود اعتمادی نہیں آئے گی، اسی طرح مشابہت کا استحضار بھی نہ ہوگا، طویل مدت تک قرآن یاد نہ رہے گا، کچھ ہی دنوں کے بعد بھول جائیں گے۔

۲۰- دوپہر کا آموختہ عصر کی چھٹی سے پہلے سنائیں؛ تاکہ مغرب کے بعد سبق یاد کرسکیں۔

۲۱- آموختہ کی مقدار زیادہ رہے گی تو پارے کا نمبر جلدی آئے گا اور پارے کچے نہ ہوں گے۔

۲۲- کسی دن آموختہ یاد نہ ہونے پر کچا سنانے پر دوسرے دن وہی پارہ سنائیں۔

۲۳- نشان زدہ غلطی کے دہرانے پر اگر لوٹا دیا جائے تو غلطی کی اصلاح کر کے فوراً آموختہ سنائیں۔

۲۴- جو پارے کچے ہوں استاذ کو بتلا کر ان پاروں کا دور کرلیں۔

۲۵- ۱۰/ پارے ہوجائیں تو سبق کے پارے سے متصل تین پاروں کا دور ہر پیر کو صباحی دور اور آموختہ میں بار بار سناتے رہیں، عام طور پر یہی پارے کچے ہوجاتے ہیں۔

۲۶- پارہ نمبر، رکوع نمبر، سورت کا نام، اور سورت مکی ہے یا مدنی، آیات ورکوعات کی تعداد بھی یاد کریں۔

۲۷- رموز ہر طالب علم کو یاد ہو، تاکہ نشان لگنے پر غلطی سمجھ میں آسکے۔

۲۸- تبدیل حروف و جملہ، حذف حروف و جملہ، اضافہ حروف و جملہ کی اغلاط قرآن شریف میں دیکھ کر انگلی رکھ کر دھیان و توجہ سے نہ پڑھنے کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

۲۹- ہر طالب علم سبق، سبق کا پارہ، وآموختہ یاد کرنے میں اپنے استاذ سے بار بار مشورہ لیتا رہے۔(۱)

(۱) مفید طریقہ حفظ قرآن، جامعہ محمدیہ باراباٹھلی، احمد نگر، مہاراشٹر، الہند

بڑوں کے لئے حفظ کے طریقے

پہلا طریقہ: دو حضرات مل کر حفظ کریں

مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ہمارے ایک استاذ نے بورڈ پر بہت خوش انداز میں تحریر کیا تھا" نبت العلم بین اثنین" علم دو اشخاص کے درمیان پروان چڑھتا ہے، اس وقت میں شرعیہ کا طالب علم تھا، میں نے اس قاعدہ کو زندگی میں مشعل راہ بنایا، اگر آپ اس طریقہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو ان مرحلوں کا لحاظ کیجئے۔

۱- کسی اچھے دوست کا انتخاب کیجئے، کوئی وقت باہمی مشورہ سے طئے کر لیجئے، فجر کے بعد کا وقت بہتر ہے، ورنہ مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت، مگر ملاقات روزانہ ہونی چاہئے۔

۲- دونوں اپنا اپنا قرآن شریف کھولیں، پہلا ایک آیت دیکھ کر پڑھے، دوسرا اپنی قرآن میں دیکھتے ہوئے غور سے سنے، پھر دوسرا آیت دیکھ کر پڑھے اور پہلا اس کا زبانی اعادہ کرے پھر دوسرا زبانی دہرائے۔

۳- دوسری آیت کی طرف منتقل ہوجایئے اور ایسے ہی صفحہ کے اختتام تک کیجئے۔

۴- پھر ربط والا کام کیجئے، یہاں تک کہ دونوں کو مشترکہ احساس ہوجائے کہ یہ صفحہ پورے طور پر ازبر ہو چکا۔

۵- اب امتحان کا مرحلہ رہ جاتا ہے ایک استاذ بنے اور دوسرا طالب علم، پھر اس کے برعکس، ہر ایک اپنے ساتھی کی غلطیاں نوٹ کرے اور اسے ان سے آگاہ کرتا رہے؛

تاکہ ان کی تلافی ہوسکے۔

دوسرا طریقہ: ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ

ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ کی کئی صورتیں ہیں، ہم ذیل میں بعض درج کرتے ہیں۔

پہلی صورت

۱- کسی جید قاری (جیسے حصری یا منشاوی) کا مکمل ختم قرآن حاصل کیجئے۔

۲- اپنے ساتھ کار میں پہلی کیسٹ لائیے اور پہلی دفعہ اسے شروع سے آخر تک سن لیجئے۔

۳- دوسری دفعہ پھر سنئے۔

۴- سہ بارہ سنئے اور کوشش کیجئے کہ اس کے ساتھ آیتوں کو دہرائیں، جہاں وہ شروع کرے آپ بھی شروع کیجئے اور جہاں وہ ٹھہرے آپ بھی ٹھہر جائیے۔

۵- چوتھی دفعہ جب آپ سنیں پہلی آیت کے ساتھ ساتھ دہرائیے، جب آیت ختم ہو ٹیپ بند کیجئے اور آیت کو زبانی دہرائیے، اگر اس میں غلطی ہو رہی ہو تو دوبارہ کوشش کیجئے اور اگر آپ نے صحیح پڑھا ہو تو تین دفعہ آیت کریمہ کو دہرائیے تاکہ آپ کے ذہن میں اچھی طرح جم جائے۔

۶- دوسری آیت کی طرف منتقل ہو کر ویسا ہی کیجئے جیسا آپ نے پہلی دفعہ کیا تھا۔

۷- ربط والا کام نہ بھولئے جس کے سلسلے میں ہم پہلے بتا چکے ہیں۔

یہ طریقہ جس طرح کار کے لئے مناسب ہے ایسے ہی گھر میں بھی چل سکتا ہے لیکن اگر آپ گھر میں اس طریقہ کی بنیاد پر یاد کرنا چاہیں تو ان باتوں کو دھیان میں رکھیں:

الف: قرآن شریف کھول کر سورہ سنئے اور وقف وابتداء کا دھیان رکھئے۔

ب: سورۃ کو معانی اور مناظر کے لحاظ سے کئی مقطعوں میں تقسیم کیجئے، مگر کوئی مقطع پانچ آیت سے زیادہ نہ ہو (جو لوگ معانی سمجھ سکتے ہیں جیسے بچے یا عربی داں حضرات وہ پانچ متوسط آیتوں کا لحاظ رکھیں)

ج: پہلا مقطع سنئے پھر اسے زبانی دہرائیے، اگر مقطع بڑا لیں گے اور حفظ کرنا دشوار ہو تو

آدھے پر بھی اکتفاء کر سکتے ہیں۔

د: یہ طریقہ نابینا حضرات کے لئے بے حد موزوں ہے۔

اور بہت سے لوگوں نے اس طرح حفظ کیا ہے۔

دوسری صورت: عقل باطن کی مشغولیت سے استفادہ

پہلی صورت کے مشابہ سے تاہم یہ اسلوب تھوڑا جداگانہ ہے:

(۱) کسی قاری کی آواز میں، جن کی قرأت سن کر آپ کو سکون ملتا ہو، اپنی مطلوبہ سورہ کی کیسٹ لیجئے۔

(۲) سونے سے قبل جب سر تکیہ پر ہو، روشنیاں گل کر دی گئی ہوں، ماحول پرسکون ہو اور رات کا سناٹا چھایا ہوا ٹیپ چالو کیجئے اور مزے سے سنیے۔

(۳) ایک مومن ومسلمان کے مبارک حلق سے نکلنے والی قرآنی آواز کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جایئے۔

(۴) آواز حتی الامکان پست ہو۔

(۵) فجر میں اٹھ جایئے، نماز کے بعد ہر گز بستر پر دوبارہ نہ جایئے اور کوشش کیجئے کہ سونے سے قبل جو سورۃ آپ نے سنی تھی اسے قرآن کھول کر پڑھیں، آپ کو حیرت ہوگی کہ بہت جلد آپ اسے یاد کریں گے، آزما کر دیکھ لیجئے کہ، تجربہ سب سے بڑا ثبوت ہوتا ہے۔

اس طریقہ کے کئی فائدے ہیں، بعض ذیل میں ذکر کئے جاتے ہیں:

۱- عقل باطن تو کام کرتی رہتی ہے، وہ ان مسائل میں مشغول رہتی ہے جن سے آدمی دن میں دوچار رہتا ہے، خاص طور پر دن کے آخری حصہ میں اور سونے سے قبل جن کا سامنا کرنا ہے یہی وجہ ہے کہ عقل باطن ساری رات، آخری مسئلہ میں مشغول رہتی ہے، چنانچہ سونے سے قبل جو آیتیں ذہن میں محفوظ ہوگئیں انہیں وہ دہراتے رہے گی، آپ محسوس کریں گے کہ پتہ نہیں کس طرح خود بخود اسی آواز اور نغمہ میں آپ کی زبان

چلنے لگے گی جو آپ نے سونے سے پہلے سنی تھی۔

۲- یہ طریقہ آموختہ اور یاددہانی کے لئے بے حد مفید ہے۔

۳- اگر آپ شکستہ خاطر ہوں، یا اندرونی تنگی کی شکایت ہو تو بے حد مجرب دوا ہے۔

۴- اگر آپ کو کم خوابی یا نیند نہ آنے کی شکایت ہو تو اس کے لئے بہتر علاج ہے۔

۵- جو لوگ، جن، سے متاثر ہوں، صرع (Epilepsy) کے شکار ہوں اور ڈراؤنے خوابوں سے پریشان ہوں، ان کے لئے بعض سورتیں اور آیتیں منتخب کی جاسکتی ہیں، جیسے آیۃ الکرسی اور معوذتین، تاکہ سونے سے قبل انہیں سن سکیں، ان کی پریشانی انشاء اللہ دور ہوجائے گی، یہ مجرب اور مشہور ہے۔

۶- یہ طریقہ نابینا حضرات کے لئے حفظ اور مراجعہ میں بے حد معاون ہے۔

تیسری صورت: ایک ہفتہ تک ایک ہی کیسٹ بار بار سننا

۱- کسی جید قاری کی آواز مطلوبہ سورہ والی کیسٹ حاصل کیجئے۔

۲- ہفتہ کے اختتام پر مغرب اور عشاء کے درمیان مسجد میں تشریف رکھئے، مثلاً جمعہ کے دن، اور جس سورۃ کو آپ نے ہفتہ بھر سنا ہے اسے حفظ کرنے کی نیت سے پڑھئے۔

۳- آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ یہ سورۃ اچھی خاصی یاد ہوچکی ہے، اب آپ کا کام صرف اتنا ہے کہ تھوڑی سی توجہ دیں اور تکرار اور یاددہانی سے اُسے پختہ کریں۔

۴- ہفتہ کے دن سے دوسری سورۃ اسی طریقے کے مطابق شروع کریں۔

نوٹ: وقت اور دنوں کی تحدید بطور مثال ہے ورنہ حسب حال جو وقت چاہیں متعین کرسکتے ہیں۔

تیسرا طریقہ: اپنی آواز کے ذریعہ حفظ

لوگ عام طور پر چاہے وہ کسی طبیعت کے حامل، طبقاتی ماحول سے منسلک اور ثقافتی رشتہ سے وابستہ ہوں، اچھی آواز کے دلدادہ ہوتے ہیں، جب کوئی سریلی اور میٹھی آواز ان کے کانوں میں رس گھولتی ہے تو وہ جھوم اٹھتے ہیں......لیکن ہر شخص پر ایسا وقت آتا ہے، جب

اسے اپنی ہی آواز بھاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ جب وہ دل ہی دل میں گنگناتا ہے تو ایک خاص لطف اور مزہ محسوس کرتا ہے۔

اسی حقیقت کو بنیاد بنا کر ہم یہاں آپ کی اپنی آواز ٹیپ کر کے حفظ کا طریقہ بتاتے ہیں جس سے آپ جب چاہیں دوبارہ لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

۱- ٹیپ ریکارڈ اور ایک خالی کیسٹ لائیے، جو سورۃ آپ یاد کرنا چاہتے ہیں اسے پرسکون ماحول میں بلند آواز سے تجوید اور حسنِ ترتیل کی رعایت کرتے ہوئے پڑھئے۔

۲- معنی اور منظر کی رعایت کرتے ہوئے آپ سورۃ کو کئی حصوں میں تقسیم بھی کر سکتے ہیں۔

۳- ایک ہی مقطع (ٹکڑا) ایک سے زیادہ دفع ٹیپ کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ایک دفعہ اسے پڑھ لیں تو دوبارہ آغاز کی طرف لوٹ کر پھر ٹیپ کیجئے تاکہ تکرار نہ ہو اور قرأت یکساں اور متصل رہے۔

۴- اپنی پیاری آواز، اپنی کار، گھر اور باغیچہ میں سنئے اور لطف اندوز ہوئیے، جلدی حفظ کرنے اور اپنے معیار کو بلند کرنے کی خواہش میں اس سے مدد ملے گی۔

۵- کوشش کیجئے کہ اپنے تلفظ اور جید قراء کرام کے تلفظ کے درمیان تقابل کریں تاکہ فرق نوٹ کر کے حتی الامکان تلافی کرسکیں۔

۶- ٹیپ کے ساتھ آپ بھی اپنی آواز میں دہرائیے۔

۷- کوشش کیجئے کہ حرکات اور تجوید کی غلطیوں کے سلسلے میں تدقیق کریں۔

۸- جب آپ محسوس کریں کہ سورۃ اچھی طرح یاد ہوگئی تو اپنے حفظ کا خود ہی امتحان بھی لیں۔

۹- اپنی یاد پر اعتماد کرتے ہوئے اسی سورۃ کو زبانی ٹیپ کریں پھر قرآن مجید سے اسے ملائیں اس طرح جمع شدہ کیسٹس خاص طور پر تصحیح شدہ ایک مخصوص بیاگ میں محفوظ رکھیں، اس لئے کہ چند سالوں بعد یہ ایک قیمتی تاریخی یادگار ہوگی۔

چوتھا طریقہ: کاروں میں ضائع ہونے والے وقت سے استفادہ

بہت سے مشغول رہنے والے احباب حفظ کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، لیکن عذر بھی

پیش کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرصت نہیں، مجھے تجربہ سے اندازہ ہوا کہ یہ اپنی اس خواہش میں سنجیدہ اور سچے ہیں؛ مگر ان کے اوقات کا ایک اچھا خاصہ حصہ کاروں کی نذر ہو جاتا ہے؛ اس لئے اس طریقہ کی طرف توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے۔

۱- جو صفحہ حفظ کرنا چاہیں اس کی فوٹو کاپی کرالیں۔

۲- اپنے سامنے کار میں مناسب جگہ اسے لٹکائیں، خیال رہے کہ ڈرائیونگ میں خلل نہ پڑے۔

۳- جب آپ صبح سویرے کار میں سوار ہوں تو پہلی آیت پڑھئے اور موٹر گرم ہونے تک اسے دہرائیے۔

۴- اگر بفضلہٖ تعالی آپ نکل پڑیں تو پڑھی ہوئی آیت کو زبانی دہراتے رہئے۔

۵- اگر کسی سگنل یا ریڈ لائٹ کے پاس رکیں تو اگلی آیت دیکھ کر پڑھئے، پھر جب چل پڑیں تو زبانی اسے دہرائیے اور اسی طرح۔۔۔۔

تنبیہ: الف: حفظ کردہ صفحہ کے ساتھ بے اعتنائی سے بچیے، اسے یوں ہی نہ چھوڑ یئے کہ پھٹ جائے، بہتر یہ ہے کہ اسے پلاسٹک کے لفافہ میں رکھئے جب اسے یاد کرلیں تو اپنے پاس گھر میں ایک فائل میں رکھئے؛ تاکہ دوبارہ اسے دیکھ سکیں۔

ب: ڈرائیونگ کے دوران بار بار صفحہ پر نگاہ نہ ڈالئے، خدانخواستہ آپ کسی حادثہ کا شکار نہ ہو جائیں، صرف اس وقت نگاہ ڈالئے جب آپ رکے ہوئے انتظار کر رہے ہوں۔

بعض احباب نے ایک اور اچھا تجربہ کیا کہ جیبی قرآن شریف کے صفحات کو اچھی سفید شفاف پلاسٹک سے لیمنیشن کروالیا، ہر ورق علاحدہ ہو گیا اور یہ صفحہ اس قدر مضبوط ہو گیا اور صفحہ اس قدر مضبوط کہ کثرتِ استعمال سے خراب نہ ہو، نیز ان قرآنی کارڈز کے لئے کیسٹس کے ڈبہ کی طرح ایک اچھا مناسب ڈبہ تیار کیا۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کچھ کارڈ اپنے جیب میں رکھے ہیں، جب کار میں ہوں تو اپنے آگے رکھ لیں اور وقتاً فوقتاً اس پر نگاہ ڈالتے رہیں، بعض صورتوں میں جیبی قرآن یا پنج پارے

بھی اسکے قائم مقام ہو سکتے ہیں، نیز یہ طریقہ علمی متون کے حفظ اور مراجعہ کے لئے بہت مناسب ہے؛ بشرطیکہ اچھی طرح دہرائیں؛ اس لئے کہ اس میں زیادہ نظر ڈالنا ضروری نہیں۔

بعض مشائخ نے اسی طریقہ پر حفظ کیا ہے، لیکن کار کی جگہ سائیکل یا سواری کا استعمال کیا ہے، شیخ عبد الفتاح المرصفی علیہ الرحمۃ نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ ''طیبہ'' کا متن سواری کی سیٹھ پر یاد کرتے تھے۔

خود راقم السطور (یحی بن عبد الرزاق الغوثانی) نے ''الفیہ بن مالک'' غوطہ شرقیہ کے باغات میں پودوں کے درمیان سیکل چلاتے ہوئے یاد کیا، یہ طریقہ مجھے بہت اچھا لگا۔

نیز ڈرائیونگ کے درمیان ٹیپ ریکارڈ بھی بہت مفید ہے، اس لئے کہ اس میں نگاہ کو مشغول رکھنے کی زحمت نہ ہوگی، صرف قاری کی تلاوت کے ساتھ ساتھ دہرانا ہوتا ہے، یہ طریقہ حد درجہ نفع بخش ہے، خاص طور پر ان بچوں کے لئے جو تلقین سے حفظ کرتے ہیں۔

پانچواں طریقہ: پیشہ ور لوگوں کی ٹیکنیک

یہ طریقہ ہم اس لئے ذکر کر رہے ہیں کہ وہ احباب جو مختلف پیشوں سے جڑے ہوئے ہیں اور حفظ کے خواہاں ہیں استفادہ کر سکیں۔

ہم یہاں پر کپڑا بننے والوں کا طریقہ ذکر کرتے ہیں، ممکن ہے کہ قارئین کے نزدیک یہ چیز اچھنبی ہو مگر میں نے اس طریقہ کو اس لئے ترجیح دی کہ میرے شیخ اور قراءت عشرہ کے استاذ شیخ عبد الغفار الدروبی حفظہ اللہ نے احقر سے بتایا کہ انہوں نے ابتداء قرآن سے سورہ فرقان تک چار ماہ میں اس طریقہ کے مطابق حفظ کیا، اس وقت وہ بنوائی کے پیشہ سے منسلک تھے۔

۱- نول (بننے کی مشین) کے پیچھے بیٹھ جائیے، پھر ایک جگہ کا انتخاب کیجئے، جہاں راحت کے ساتھ آپ کی نگاہ ٹھہر سکتی ہو۔

۲- اس جگہ پر آنکھوں کے سامنے دو بڑے کیل ٹھونک دیجئے؛ تاکہ وہاں قرآن مجید اچھی

طرح رکھا جاسکے۔

۳- پہلی آیت کو دیکھ کر پڑھیے، پھر کام کے دوران زبانی پڑھتے رہیے، اسلئے کہ بنوائی کے کام میں زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہیں پڑتی؛ بلکہ زبانی پڑھنے سے کام میں اور تیزی آئے گی، ذہن یاد کرنے میں رہے گا اور ہاتھ اور پیر بنوائی کے کام میں خود بخود حرکت کرتے رہیں گے۔

اسی پیشہ کے ساتھ آموختہ اور مراجعہ کا کام بہت اچھی طرح ہوسکتا ہے، اس لئے کہ اس طرح بیزارگی دور ہوتی ہے، اور کام میں چستی پیدا ہوتی ہے۔

جن علماء نے اس طریقہ کے مطابق حفظ کیا ان میں دمشق کے شیخ القراء علامہ حسین خطاب رحمہ اللہ سرفہرست ہیں، جنہوں نے اس طرح بلند ہمتی سے حفظ کیا، ان میں علامہ ابو الحسن کردی حفظہ اللہ بھی ہیں، شروع میں وہ گوشت فروش تھے، اور بعد میں دمشق کی مشہور دعوتی مسجد جامع زید بن ثابت میں قرات کے حلقوں کے شیخ کی حیثیت سے معروف ہوئے۔

دمشق میں ایک عالم اور قاری شیخ عزی تھے جن کا یہی کام تھا کہ پیشہ ور مزدوروں کے ایک گروپ کو قرآن پڑھائیں، ان کے دست مبارک پر بہت جید حفاظ پیدا ہوئے، ان میں سے ایک نانبائی تھا جس نے تنور پر کام کرتے ہوئے پورا قرآن شریف حفظ کیا۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے قراء کے اسمائے گرامی کے ساتھ آپ کو یہ القاب ملیں گے۔

قزّاز (ریشم فروش) بزّاز (پارچہ فروش) بذّار (بیج فروش) زیّات (تیل فروش) نجّاد (ندف) نجّار (بڑھئی) نقّاش (نقش ونگار کرنے والا) حذّاء (موچی)۔

چھٹا طریقہ: فہم آیات پر اعتماد کرنا

یہ طریقہ بچوں کی ضرورت اور بڑوں کے لئے زیادہ مفید ہے:

۱- ایسا قرآن شریف حاصل کیجئے جس کے ساتھ مختصر تفسیر ہو، جو مشکل الفاظ کے معانی اور ضروری مطالب کی توضیح کرسکے۔

۲- کسی ایک مقطع (ٹکڑے) کا انتخاب کیجئے جسے آپ حفظ کرنا چاہتے ہیں۔
۳- مقطع غور سے پڑھئے اور مشکل الفاظ پر توجہ دیجئے۔
۴- مشکل الفاظ کے معانی معلوم کرنے کے لئے تفسیر سے استفادہ کیجئے، اجمالی معنی ومفہوم سمجھنے کی فکر کریں اگر ممکن ہو سکے تو یہ بھی جاننے کی کوشش کریں کہ یہ آیت کیوں اور کہاں نازل ہوئی؟
۵- اسی طرح آیتوں کا اجمالی خاکہ واضح طور پر آپ کے سامنے آجائے گا۔
۶- مقطع میں بیان شدہ معانی پر دھیان دیتے ہوئے حفظ کرنا شروع کیجئے۔
۷- اگر آپ نے اس مقطع کو سمجھا لیا اور اچھی طرح یاد بھی کر لیا تو آپ کو سب کچھ مل گیا، صرف اس پر عمل باقی رہ جاتا ہے۔
یہی طریقہ ہے جس پر سلف صالحین اور صحابہ کرام عمل پیرا تھے۔
چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ہم دس دس آیتیں لے لیتے تھے، انہیں یاد کرتے، سمجھتے اور ان کے مطابق عمل کرتے۔
۸- آپ اگلا مقطع اس طرح یاد کر سکتے ہیں۔

یہ طریقہ آفس میں کام کرنے والے یا کسی بھی شعبہ حیات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے مناسب ہے جن کے پاس حفظ کے لئے وقت نہیں، ایسے حضرات کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ کسی عالم کی خدمت میں حاضر ہوں یا اگر عالم میسر نہ ہو تو اپنے گروپ میں سے کسی ساتھی کے پاس ہفتہ میں ایک دن حاضر ہوں، وہ ان کے سامنے ایک موضوع سے متعلق کامل تلاوت کرے، پھر اس کی تفسیر بیان کرے، پھر سب کے سب عالم صاحب کے سامنے یکے بعد دیگرے تلاوت کریں (انہیں چاہئے کہ وہ تلاوت کی غلطیوں کی نشاندہی کریں اور درست ہونے پر حوصلہ افزائی کریں، آپس میں وعدہ کریں کہ ہفتہ کے دوران اسے یاد کریں گے اور اگلی ملاقات میں عالم صاحب کو وزبانی سنادیں گے اور اسی طرح....

اس طریقہ کی برکت سے آپ کو متنِ قرآن کے ساتھ ساتھ معانی بھی یاد ہو جائیں گے،

اس طریقہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ آیتوں کا عمومی تصور، آدمی کے ذہن میں طویل عرصہ کے لئے رہ جاتا ہے، خواہ وہ انہیں دوبارہ نہ پڑھے۔

ساتواں طریقہ: نابینا حضرات کے لئے طریقہ کار

آنکھ ایک عظیم نعمت ہے، بہت کم لوگ اس کی قیمت سے واقف ہیں، اس لئے اس نعمت سے محروم لوگوں کو اللہ کی جانب سے معاوضہ میں بصیرت اور بہت سی خصوصی صلاحیتیں عطا ہوتی ہیں، چنانچہ عمومی طور پر ان میں بے حد ذہانت اور حفظ کی بے پناہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔

۱- نابینا حضرات کسی استاذ کے پاس حاضر ہوتے ہیں، ان کے نزدیک حفظ کے کام میں استاذ کی شخصیت بنیادی حیثیت رکھتی ہے، استاذ کا بینا ہونا کوئی ضروری نہیں، ہم مثل کے احوال سے بخوبی واقفیت کی بناء پر نابینا یہ کام بہتر طور پر انجام دے سکتا ہے۔

۲- اگر جید حافظ نہ مل سکے تو کوئی بھی دوست جس کی تلاوت صحیح ہو یہ کام کرسکتا ہے، اگر ایسا بھی کوئی شخص نہ مل سکے تو ٹیپ ریکارڈ سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

۳- ساتھی فراخ طبیعت کا مالک ہو جو لوگوں سے محبت کرنے والا اور ان کی خدمت باعث سعادت سمجھنے والا ہو، مزاج میں سختی نہ ہو اور نہ جلد بیزار ہو، اللہ تعالیٰ کی رضا کا طالب ہو، اپنے دوست کے احساسات کی رعایت کرنے والا ہو اور بہت نزاکت ولطافت سے پیش آنے والا ہو۔

۴- شور وشغب سے دور، پرسکون جگہ اس کام کے لئے موزوں ہوسکتی ہے۔

۵- ایک ایک آیت تلقین کرے، اس کے سامنے پہلی آیت بلند آواز سے پڑھے، پھر اس سے فرمائش کرکے دوتین دفعہ اس کے پیچھے دہرائے، یہاں تک کہ یقین ہوجائے کہ نابینا نے اسے یاد کرلیا ہے۔

۶- اگلی آیت کی طرف منتقل ایسے ہی صفحہ کے اختتام تک کرتا جائے، پھر آیتوں کو ایک دوسرے سے ربط دے، پھر آخری مرتبہ پورا صفحہ سنے۔

۷- مقدار نابینا کی قوت حفظ اور استاذ کے وقت پر منحصر ہے۔

۸- اہم کام نابینا کو خود انجام دینا ہے کہ یاد کئے ہوئے حصہ کا بکثرت مراجعہ کرے، اگر کسی جگہ اٹک جائے اور کوئی مدد کرنے والا نہ ملے تو اگلی آیت کی طرف منتقل ہوسکتا ہے اور اس سلسلہ میں استاذ سے اگلے روز مدد لے سکتا ہے۔

میں نے نابینا حضرات کا ایک گروپ دیکھا جن کا حفظ عموماً دوسروں سے پختہ ہے، اس سے معلوم ہوا کہ انہوں نے اسی طریقہ پر حفظ کیا؛ اس لئے موجودہ دور میں نابینا حضرات کے لئے ٹیپ ریکارڈ بے حد کارآمد ہے، اگر کوئی ساتھی نہ مل پائے تو اس سے بہتر کوئی ہم سفر نہیں۔

نیز بریل (Braille) نظامِ تحریر کے ذریعہ نابینا حضرات خود حفظ کر سکتے ہیں، اس لئے کہ قرآن مجید اس طرز پر تیار کیا جا چکا ہے کہ وہ لمس کی مدد سے پڑھ سکتے ہیں۔

بلکہ اب تو الکٹرانک قرآن بازار میں آنے لگے ہیں کہ چھوٹی سی مشین میں ساری قرآن آواز کے ساتھ محفوظ ہے جو ایسے لوگوں کے لئے مفید اور سہل الاستعمال ہے، یہ بہ آسانی جیب میں آسکتا ہے اور جہاں چاہے آپ کے ساتھ رہ سکتا ہے۔

آٹھواں طریقہ: مساجد میں حفظ کے حلقے

بہت سے ملکوں کے اندر مساجد میں حفظ قرآن کے حلقوں کا رواج ہے، جن کا طریقہ کار یہ ہے:

۱) حافظ صاحب محلہ کی مسجد میں حلقہ کے آغاز کا اعلان کرتے ہیں، چنانچہ مختلف العمر طلبہ کسی اچھی خاصی تعداد میں جمع ہوجاتے ہیں۔

۲) پہلے چھوٹی سورت سے ابتداء کرتے ہوئے طلبہ کے سامنے پڑھتے ہیں اور وہ غور سے قرآن مجید میں دیکھتے ہیں۔

۳) پھر انہیں یومیہ حفظ ہوم ورک کی ذمہ داری سونپتے ہیں جسے انہیں اگلے دن زبانی سنانا ہوگا۔

۴) ان کے حفظ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ہر طالب علم حلقہ میں اپنی جگہ بیٹھے قرآن کھول کر گردن جھکائے یاد کرنے میں لگ جاتا ہے اور اسے بار بار دہراتا ہے، یہاں تک کہ وہ یاد ہوجائے، اگر وقت ختم ہوجانے سے قبل اچھی طرح یاد ہوجائے تو حافظ صاحب کو یاد کردہ حصہ سنا دیتا ہے اور اگلا ہوم ورک لیتا ہے۔

۵) اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ ایک حلقہ کے درمیان حفظ مقدار میں تفاوت اور فرق پایا جاسکتا ہے۔

۶) اس طرح کے حلقوں میں مدرس کی اصل ذمہ داری یہ ہے کہ اہتمام اور توجہ سے سنے نیز طالب علم پر خوب محنت کرے۔

۷) طلبہ کی صلاحیتیں مختلف ہوتی ہیں، بعض تو اسی طرح قرآن تک پابندی سے جڑے رہتے ہیں اور بعض منقطع ہوجاتے ہیں، کامیاب طالب علم وہ ہے جو پابندی سے لگا رہتا ہے۔

۸) حفظ کا باقاعدہ رجسٹر رہتا ہے جس میں طلبہ کے نام وعمر نیز ہر دن کی تاریخ اور سبق وآموختہ اور حفظ کے معیار کا بھی ریکارڈ رہتا ہے۔

۹) اس کے لئے نقدی اور مالی انعامات تیار کئے جاتے ہیں، جو مستحق طلبہ میں تقسیم ہوتے ہیں۔

۱۰) سالانہ زبردست جلسہ کیا جاتا ہے جس میں طلبہ کے سرپرست، قوم کے سربرآوردہ لوگ عمائدین شہر، علماء کرام اور مدرسین تشریف لاتے ہیں، اعلی نمبرات سے کامیاب ہونے والے طلبہ کو وانعام واکرام سے نوازا جاتا ہے۔

حفظِ قرآن ڈگریوں کے ساتھ

ملکی اور عالمی سطح پر اور ترقی یافتہ ممالک میں عصری علوم اور خاص عمر میں اسکول کے داخلہ پر زور دیا جارہا ہے، معاشرہ کا ایک طبقہ وہ ہے جو اپنے بچوں کو عالم دین تو نہیں بنانا چاہتے، مگر وہ انہیں حافظ قرآن اور انجینئر اور ڈاکٹر بنانا چاہتے ہیں، ایسی صورتحال میں اہل مدارس اور ذمہ داران اسکول اگر ایسا نظام بنالیتے ہیں تو حفاظ قرآن کی تعداد بھی بڑھ جائے گی اور کچھ بچے فکری وتہذیبی ارتداد سے بھی بچ جاتے ہیں، بہت سے علاقوں میں ماشاء اللہ ایسے نظام بھی بن چکے ہیں، اور کامیاب بھی چل رہے ہیں، کہ طالب سے انٹریو کے ذریعہ اس کی ذہنی صلاحیت اور قوتِ حافظہ کا اندازہ کرلیا جاتا ہے، پھر اسکول یا مدرسہ میں پانچویں جماعت کے بعد اس سے چھٹی، ساتویں، آٹھویں جماعت میں حفظِ قرآن مکمل کرلیا جاتا ہے، ان تین سالوں کے درمیان اسکول تعلیم کے ضروری مضامین پڑھائے جاتے رہتے ہیں، ربط بھی باقی رہے، اور آگے دسویں جماعت کا امتحان دینے اور تیاری کرنے میں سہولت ہو، اب چاہے اسکولی تعلیم کا نظم اہل مدارس خود اپنی چہار دیواری کے اندر کریں، اور حکومت سے اپنا الحاق کرائیں، یا کسی اسکول سے اپنے اس قسم کے طلبہ کا داخلہ کروایا جائے، اس سلسلہ میں بہت سے حیرت انگیز اور کامیاب تجربات پورے عالم میں ہورہے ہیں، فضیلت قرآن بھی لڑکے اور لڑکیوں کو حاصل ہوگی، اس طرح مغرب زدہ ایک طبقہ دینی علم سے قریب ہوجائے گا، آگے چل کر وہ طالب علم عالم دین بھی بننے کا ارادہ کرلیتا ہے یا وہ حافظِ قرآن انجینئر، حافظ قرآن ڈاکٹر اور حافظ قرآن وکیل بن جائے گا، یا آگے چل کر کم از کم کچھ نہ کچھ دینداری، علماء

کرام پر اعتماد برقرار رہے گا۔

لیکن جاننا چاہئے کہ بہت بڑا چیلنج ہے، ہر طالب علم اس قدر بوجھ نہیں اٹھا سکتا، اور ہر انتظامیہ اس قدر کام کی ذمہ داری نہیں لے سکتے، لیکن اس نظام کی نزاکت اور حساسیت کی وجہ سے چھوڑا بھی نہیں جاسکتا، ضرور فائدہ اٹھائیں، از سر نو تجربہ نہ شروع کریں، صحیح منصوبہ بندی نہ ہونے کی وجہ سے ہرگز ایسا نہ ہو کہ قرآن ناپختہ رہ جائے، اسکولی پڑھائی میں بھی مضبوط نہ بن سکیں، ماڈرن طبقہ اس طرح کرنے سے اہلِ مدارس سے اور متدین لوگوں سے بدظن ہو جائے گا۔

گرمائی کلاسس

مدارس کی افادیت کا دائرہ وسیع کرنے کے لئے اور طلباء کی تعداد میں اضافہ کرنے کا کام اس سے پورا ہوسکتا ہے کہ گرمائی چھٹیوں میں اطراف واکناف طلبہ عصری مدارس یعنی اسکولی بچوں کے لئے چالیس روزہ یا دس بیس روزہ تربیتی کورس ترتیب دیا جائے، اسلامی کلمات، اذکارِ نماز، مسنون دعائیں اور اخلاقی قصے کہانیاں سنائیں جائیں، اسلام اور علماء دین کی عظمت بٹھائی جائے، پابندیٔ نماز، اخلاقی ترقی، خدمت والدین، علمی دلچسپی پر انعامات تقسیم کئے جائیں، سیرت کوئز وغیرہ یعنی قرآنی حدیثی تاریخی معلومات پر مسابقہ رکھا جائے، آخری دن جلسۂ تقسیم انعامات میں والدین اور سرپرستوں کے سامنے تعلیمی مظاہرہ کے بعد سند اور تصدیق نامے ضرور جاری کریں، اگر ہوسکے فیس یا بغیر فیس کے اڑوس پڑوس کے دیہاتوں سے اسٹوڈینس کو لاکر دارالاقامہ کے ماحول میں رکھ محبت وشفقت فضا میں ان کی نگرانی کی جائے، انہیں میں سے بعض علم دین کے شوق میں مدارس سے وابستہ ہوجاتے ہیں، کم ازکم ارتدادی ذہنیت کے کچھ جراثیم جھڑ جاتے ہیں، مغرب کا دماغ پر چڑھا کچھ نشہ کم ہوجاتا ہے۔

آموختہ اور دور کے بعض طریقے

۱۔انفرادی آموختہ

اس میں حافظ خود اپنی ذات پر اعتماد کرتا ہے اور اپنے لئے یومیہ پروگرام مقرر کرتا ہے، جو اس کے کام اور فرصت کے لحاظ سے مناسب ہوا، اس کی بعض صورتیں یہ ہیں۔

پہلی صورت

یہ سب سے اعلی اور معیاری صورت ہے، روزانہ پانچ پاروں کا دور اور چھٹے دن ختم کریں، اس لئے کہا گیا ہے کہ: ''من واظب علی قرائۃ الخمس لم ینس'' (جو پانچ پارے پابندی سے پڑھے کبھی نہ بھولے)

دوسری صورت: تسبیع

قرآن کو سات حصوں میں تقسیم کریں، یہ صورت سلف صالحین کے نزدیک معروف ہے، شریف ابن جماعۃؒ کہتے ہیں: ہر سات دن میں قرآن کا پڑھنا ایک اچھا معمول ہے، حدیث میں اس کا ذکر ملتا ہے، اور امام احمد بن حنبل کا اس پر عمل بھی تھا، اس میں قرآن کو ہفتہ کے دنوں پر اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر جمعہ ایک ختم ہو۔

دن	منزل	سورتیں	صفحات	تعداد
ہفتہ	پہلی	سورہ بقرۃ..............سورہ مائدہ		
اتوار	دوسری	سورہ مائدۃ..............سورہ یونس		
پیر	تیسری	سورہ یونس..........سورہ بنی اسرائیل		

منگل	چوتھی	سورہ بنی اسرائیل.........سورۃ الشعراء		
چہارشنبہ	پانچویں	سورۃ الشعراء.........سورۃ الصافات		
جمعرات	چھٹی	سورۃ الصافات...........سورہ ق		
جمعہ	ساتویں	سورۃ ق..............سورۃ الناس		

پھر اگلا ختم شروع کریں، یہ طریقہ، موریتانیہ میں رائج ہے، اس لئے ان کا حفظ بہت پختہ ہے، نئے حفاظ کو میں اس کا مشورہ دیتا ہوں، انہیں چاہئے کہ کم از کم چھ ماہ اس کی پابندی کریں، ان شاء اللہ حفظ پختہ ہوجائے گا۔

تیسری صورت: ایک دہے میں ختم

روزانہ تین پاروں کا دور، اور دس دن میں ختم کریں، اس طرح ہر ماہ تین ختم اور سال میں چھتیس ختم ہوجائیں گے۔

چوتھی صورت: تخصیص اور تکرار کا وصول

ہر ہفتہ کے لئے تین پارے مختص کریں، اور ہفتہ بھر ان کا دور کریں، مثلا ہفتہ کے دن سے آغاز کریں اور جمعہ کے دن پر اختتام، اس طرح آپ تینوں پاروں کو سات دفعہ پڑھ سکیں گے، پھر اگلے تین پاروں کو لیجئے، قرآن مجید دس ہفتوں میں ختم ہوگا اور حقیقت میں آپ سات دفعہ ختم کر چکے ہوں گے۔

پانچویں صورت: بیک وقت دو ختم

یہ تیسری اور چوتھی صورت سے مرکب ہے، اس طور پر کہ دو ختم ایک ساتھ کریں، پہلے ختم کے لئے روزانہ دو پاروں کا دور کریں اور انہیں ہفتہ بھر میں دہرائیں اور دوسرے ہفتہ میں اگلے دو پارے پڑھیں۔

دوسرے ختم کے لئے روزانہ ایک نیا پڑھیں، اس طرح آپ روزانہ تین پارے پڑھیں گے، مہینہ گذرنے پر ایک ختم ہوگا اور آٹھ پارے خوب پکے ہوجائیں گے۔

جو لوگ ایک لمبے عرصے تک دور نہ کرسکے ہوں کہ تقریبا قرآن بھولنے لگے ہوں

اور ان کی ہمت پست ہوگئی ہو، مگر طبیعت قرآن کو پکا کرنے کی دوبارہ زبردست خواہش ہو، انہیں میں اس طریقہ کا مشورہ دیتا ہوں۔

چھٹی صورت: یک ماہی ختم

روزانہ ایک پارہ دور کریں اور ہر مہینہ ایک ختم کریں، یہ (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) کاہلوں کے لئے ہے، اس لئے حافظ قرآن کو اس سے نیچے ہرگز نہیں اترنا چاہیے۔

ساتویں صورت: نمازوں میں دور

اس کی بہت سی صورتیں ہیں۔

مثلاً: تہجد اور قیام اللیل کے موقع کو غنیمت جاننا، یہ بے حد مفید اور مجرب ہے اس لئے کہ اس وقت دل کو سکون میسر ہوتا ہے۔

ہمارے استاد عبد الفتاحؒ وتر میں تین پارے پڑھتے تھے نیز ہمارے ایک اور استاذ تہجد میں دس پاروں کی تلاوت فرماتے تھے۔

تراویح کی نماز کو غنیمت سمجھنا: یہ اصل میں حفاظ کرام کے لئے بہترین میدان ہے، کیوں کہ محراب میں پڑھنے میں حفظ پختہ ہوتا ہے اور پائیدار رہتا ہے، روزانہ آپ ایک پارہ ۹ دفعہ بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن پہلی دفعہ سنانے والوں کو احقر کا مشورہ ہے کہ تراویح سے قبل کم از کم پانچ دفعہ پڑھ لیں۔

نوافل اور سنن موکدہ: اکثر لوگ عموما ان نمازوں میں چھوٹی سورتیں پڑھتے ہیں، جب کہ عموما دن میں تقریباً ''سولہ رکعت'' سنتوں کی پڑھی جاتی ہیں، اگر ہر رکعت میں آدھا صفحہ بھی پڑھ لیں تو روزانہ نصف کا دور ہوسکتا ہے۔

آٹھویں صورت: کیسٹس کی سماعت

جید قراء کرام کی کیسٹس اپنے ساتھ رکھئے، کار میں بیٹھے بیٹھے کام کے لئے جاتے وقت، واپسی پر یا سونے سے قبل سننے کا اہتمام کیجئے، البتہ اس صورت میں، حدر والی قرأت' کے سننے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔

نویں صورت: از سرِ نو حفظ

بعض لوگوں کے لئے از سرِ نو حفظ ضروری ہوجاتا ہے اور خاص طور پر اخیر کی اور حم کی سورتوں کا، اس لئے کہ وقت کے گذرنے کے ساتھ ساتھ انسان بھولنے لگتا ہے جیسے پہلے کچھ یاد ہی نہ کیا ہو، یہ طریقہ مفید ہے اور اس میں ''نفسیاتی محرک'' بہت اہم ہے، جب آپ کسی سورۃ کو پکا کرنا چاہیں تو اس پر ایسے توجہ دیجئے جیسے آپ پہلی دفعہ حفظ کرنا چاہتے ہوں، انشاء اللہ آپ بہت جلد آسانی سے حفظ کر پائیں گے۔

دورکنی آموختہ

آموختہ کی یہ صورت دوسرے شخص کی موجودگی میں انجام پاتی ہے، بہتر ہے کہ دوسرا شخص وہی جید استاد ہو جس کے پاس آپ حفظ کررہے ہیں، اگر ان کے پاس وقت نہ مل سکے تو پھر کسی مخلص دوست کا تعاون حاصل کیا جاسکتا ہے، ہم یہاں اس کی بعض صورتوں کی طرف اشارہ کررہے ہیں:

پہلی صورت: اسباق کا آموختہ

مبتدی کو چاہئے کہ نیا سبق سنانے کے بعد آموختہ کے طور پر گذشتہ اسباق بھی سنایئے۔

مقدار کی تعیین استاذ کے مشورہ کے ساتھ طئے ہوسکتی ہے اور حفظ پکا ہو تو اگلے سبق کی طرف منتقل ہونے کی اجازت دے ورنہ اعادہ کا حکم کرے، استاذ کو چاہیے کہ آموختہ میں کسی غلطی یا اٹکی کو ہرگز قبول نہ کرے اور پکے حفظ کا مطالبہ کرے۔

دوسری صورت: ہم سبق کے ساتھ آموختہ

اپنے ساتھی کو پہلے دن کوئی سورۃ سنائیں، اگلے روز وہی سورۃ دوبارہ سنائیں البتہ پہلا صفحہ چھوڑ دیں اور اس کے بدلہ اگلی سورۃ کا نیا صفحہ ملالیں، اس طرح جب بھی ایک نئے صفحہ کا اضافہ کریں تو گذشتہ سارے اسباق کا، ایک صفحہ کے علاوہ، اعادہ ہوجائے گا، اس صورت میں آپ ایک صفحہ کو کئی کئی دفعہ سنا سکیں گے جو حفظ کی تقویت کا باعث ہوگا۔

تیسری صورت: معارضۂ جبرئیلیہ

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاطمہ نے بیان فرمایا کہ: "ولا أراه الا حضر أجلي "رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے چپکے سے بیان کیا: جبرئیل میرے ساتھ ہر سال قرآن کا دور کرتے ہیں اور انھوں نے اس سال میرے ساتھ دو دفعہ دور کیا، میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ میرا وقت آ چکا ہے"۔(۱)

اس کی روشنی میں ہم کہتے ہیں: یہ صورت حفاظ کے لئے زیادہ مناسب ہے جو ختم کر چکے ہوں۔

اگر آپ پر حق تعالیٰ نے یہ انعام فرمایا ہے تو مندرجۂ ذیل طریقہ پر ضرور عمل کیجئے۔

۱) اپنے کسی دینی بھائی کے ساتھ، موسمی ماہانہ، ہفتہ واری، یا یومیہ، باہمی دور، طئے کر لیجئے۔

ویسے یومیہ میرے نزدیک بہتر ہے، مثلا سورۂ بقرہ سے بسم اللہ کرتے ہوئے پہلا شخص ایک رکوع پڑھے اور دوسرا قرآن میں دیکھتا رہے، پھر دوسرا اگلا رکوع اور پہلا شخص قرآن میں دیکھتا رہے اس طرح پارہ ختم ہونے تک کریں۔

۲) اس کے بعد مسئلہ کو الٹ دیں، دوسرا شخص پہلا رکوع پڑھے اور پہلا شخص دوسرا رکوع پڑھے اور دونوں میں سے ہر ایک فریق ثانی کے پڑھنے کے دوران قرآن میں دیکھتا رہے۔

۳) مجلس کے اختتام پر ایک دوسرے سے سوالات کریں، بہتر ہے کہ صفحہ کے آخری حصہ سے سوالات کئے جائیں اور ہر پانچ صفحات میں صرف ایک سوال ہو۔

۴) اگر دونوں اس طریقہ کی پابندی کریں گے تو ان شاء اللہ قرآن بہت پختہ یاد ہو جائے گا۔

پہلی صورت ہے جسے ہم نے باہمی دور کا نام دیا ہے، تجربہ سے ثابت ہے کہ یہ طریقہ بہت کامیاب اور مختلف صورتوں سے اس کی تطبیق ہو سکتی ہے۔

---

(۱) بخاری

ایک صورت یہ ہے کہ استاذ اپنے حلقہ یا جماعت کے محنتی طلبہ سے کہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہمی دور کریں، اور ہر ایک اپنے ساتھی کے پاروں کے نام اور غلطیوں کی تعداد وغیرہ درج رجسٹر کرے۔

ایک صورت یہ بھی ہے کہ استاذ خود طلبہ کے ساتھ یہ کام کرے یا تو اجتماعی شکل میں، مثلا ایک شخص ایک ربع پڑھے اور دوسرا اس سے آگے ربع پڑھے، یا پھر ہر طالب علم کو اور خاص طور پر جو ختم کر چکے ہوں انہیں خاص وقت دیں۔

اس میں بے حد فائدے ہیں، جو غور کرنے سے سمجھ میں آسکتے ہیں:۔

آموختہ اور دور کے سلسلہ میں اہم نوٹ

بہت سے طلبہ سمجھتے ہیں کہ آموختہ اور دور کا کام ختم قرآن کے بعد شروع ہوتا ہے، جب کہ یہ سراسر غلط ہے اس لئے کہ آموختہ اس وقت شروع ہوتا ہے جب آپ پہلا سبق یاد کرنے کے بعد دوسرے سبق کی طرف منتقل ہوں، نیز بہر صورت آموختہ کی مقدار حفظ کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہونی چاہیے، اور حفظ کے آغاز ہی میں طالب علم کے سامنے اس کی اہمیت واضح طور پر بیان کی جانی چاہیے، طالب علم کا شعار یہ ہو: تھوڑا سا اور پکا حفظ، زیادہ اور کچے حفظ سے بہتر ہے۔

یہاں آموختہ اور دور کی بعض عجیب وغریب صورتیں قارئین کی خدمت میں پیش کی جارہی ہیں، یاد رہے کہ یہ صرف علم واطلاع کی خاطر ہے نہ کہ برائے اعتماد۔

مغربی طریقہ: مغرب عربی (مراقش وغیرہ کے علاقے) کے ایک شیخ نے مجھ سے یہ بیان کیا اور کہا کہ بعض علاقوں میں طریقہ رائج ہے کہ قاری تین سورتوں کا بیک وقت آموختہ کرتا ہے اور ہر سورہ کی ایک آیت پڑھتا ہے چنانچہ آیتوں کو اس طرح خلط ملط کرتا ہے۔ (جس کی شریعت میں ہرگز اجازت نہیں)

"عم یتسائلون، والنازعات غرقا، عبس وتولیٰ، عن النباء العظیم، والناشطات نشطا، ان جاءہ الاعمیٰ"

بلا شبہ اس کے لئے عجب قوت استحضار کی ضرورت ہے لیکن ظاہر ہے کہ یہ شرعاً ممنوع ہے اور اس پر سکوت جائز نہیں۔

اجتماعی مراجعہ : صومالیہ کے بعض مشائخ نے مجھ سے بیان کیا کہ آج تک بھی ان کے ہاں رواج ہے کہ حفاظ کا ایک گروپ دائرہ کی شکل میں جمع ہوتا ہے، پہلا شخص کسی سورۃ کی آیت زبانی پڑھتا ہے اور دوسرا اگلی آیت پڑھ کر خاموش ہوجاتا ہے، تیسرا اس سے آگے پڑھتا ہے......اس طرح ہر شخص ایک آیت کی تلاوت کرتا ہے۔

یہ طریقہ مفید ہے، البتہ بعض چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱) سب لوگ شروع ہی سے خاموشی سے پڑھتے رہیں البتہ جب کسی کی باری آئے تو وہ زور سے پڑھ دے تاکہ قرأت میں انقطاع واقع نہ ہو۔

۲) اس میں فائدہ یہ ہے کہ سب کو سورۃ مستحضر ہوجاتی ہے اور وہ اپنے حصہ کی آیت پڑھنے کے لئے مستعد رہتے ہیں، میں نے ''بوسینیا'' اور 'ہرسک' کے اندر قرآنی حلقوں میں یہ طریقہ رائج پایا۔

قیدیوں کا ایک دلچسپ واقعہ

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ قیدیوں کی ایک جماعت سے متعلق ہے جن کے ساتھ قرآن مجید نہ تھا، ہر شخص کو جتنا یاد ہے دوسرے کو سکھاتا، اس طرح انہوں نے سورۂ انفال کے علاوہ سارا قرآن مجید یاد کرلیا، اس لئے کہ ان کے درمیان کسی شخص کو سورۂ انفال یاد نہ تھی، انہیں بے حد فکر ہوئی، یہاں تک کہ تفتیش کے لئے ایک کی باری آئی، جب وہ انتظار کے لئے عدالت کے ہال میں پہنچا، اس کے نزدیک سب سے اہم کام یہ تھا کہ کسی ایسے شخص کو ڈھونڈ نکالے جسے سورۂ انفال یاد ہو، بالآخر اسے مطلوب مل ہی گیا، چپکے سے اسے یاد کرلیا اور اپنے دوستوں کے پاس یہ قیمتی تحفہ لے کر واپس گیا، انہوں نے اس کے نام کا نعرہ لگایا، جب اس نے انہیں اس سورۃ کی تلقین کی تو قیدیوں نے پہلی دفعہ میں اسے یاد کرلیا۔

بیک وقت ایک سے زائد طالب علم کا سننا

بسا اوقات استاد صاحب دو چار طلبہ کو سنانے کے لئے کہتے ہیں، ہر شخص ایک ایک سورۃ سناتا ہے ان کی آواز متوسط ہوتی ہے، استاد سب کا آموختہ سنتے ہیں اور بغیر کسی خلط ملط کے سب کی غلطیاں درست کرتے ہیں، اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ استاذ کا حفظ بہت پکا ہوتا ہے نیز وہ ان دشوار مقامات سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں جہاں طلبہ سے عموماً غلطی ہوسکتی ہے میں نے یہ طریقہ بعض پاکستانی حلقوں میں دیکھا ہے۔

آموختہ کے لئے یہ طریقہ اگر چہ ٹھیک ہے، لیکن 'اجازت' اور 'روایت' کے حصول کے لئے پڑھے جانے والے ختم میں اس کو درست قرار نہیں دیا جاسکتا، اس لئے کہ اس میں کسی حرف یا کلمہ کے فوت ہونے کا خطرہ لگا رہتا ہے۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ اجازت والا ختم، حرف بحرف تجوید اور ترتیل کے ساتھ اچھی طرح استاذ کے سامنے سنایا جانا چاہیے۔(۱)

---

(۱) آپ قرآن مجید کیسے حفظ کریں؟: ۶۲۔۱۱۹، مکتبۃ الابرار، حیدر آباد

حفظ قرآن کے فضائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

★ "إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" (۱) بے شک ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔قرآن حکیم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے؛ مگر عالم اسباب میں اس کی حفاظت کا من جملہ دوسرے طریقوں کے ایک طریقہ یہ ہے کہ کروڑہا انسانوں کے سینوں میں قرآن کو محفوظ کردیا، ان حضرات کو حافظ کہا جاتا ہے، فی الواقع یہ بہت بڑا لقب ہے: کیوں کہ درحقیقت حافظ اللہ تعالیٰ ہے، اسکے ذمہ اس کی حفاظت ہے؛ مگر عالم ظاہر میں چونکہ یہ لوگ حفاظت قرآن میں اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں، اس لئے یہ الفاظ ان پر بھی مستعمل ہیں۔(۲)

دنیا میں اللہ تعالی نے حفاظت قرآن کے دو ہی ذریعے رکھے ہیں، ایک مصاحف، دوسرے: قلوب حفاظ........مصاحف واوراق میں قیامت اور بعد قیامت قرآن کو بقاء نہیں، احادیث میں مروی ہے کہ قیامت کے قریب قرآن کے حروف اوراق سے اٹھا لئے جائیں گے "إن هذا القرآن الذی بین أظهرکم یوشک أن ینزع منکم" (۳) دوسرے پھر یہ ذریعہ ختم ہوجائے گا مگر قلوب حفاظ بعد قیامت بھی حفظ قرآن کے ساتھ بدستور

---

(۱) الحجر:۹

(۲) فضائل حفظ القرآن: ۷-۴، مولانا امداداللہ انور، دارالمعارف، پاکستان

(۳) مصنف ابن ابی شیبہ:

باقی رہیں گے حتی کے جنت میں بھی قرآن مجید حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہوجائے گا اور حفاظ کرام کو حکم دیا جائے گا۔قرآن مجید کو پڑھتے جاؤ اور چڑھتے جاؤ جہاں تلاوت قرآن ختم ہو وہی تمہارا مقام وہی تمہاری جنت ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ حفاظت قرآن کا افضل ترین ذریعہ حفاظ کرام کے دل ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کے حکم اور فضل سے دوسرے حفاظت قرآن کے ذرائع سے افضل ترین ذریعہ حفاظ ہیں اور یہ حفاظ کرام کے لئے بڑا اعزاز ہے۔

★ ''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ'' (۱)

اور ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے، پس کوئی ہے حفظ کرنے والا؟

یعنی ہم نے قرآن کو حفظ کرنے کے لئے آسان کردیا ہے جو حفظ کا ارادہ کرے ہم اس کا تعاون کریں گے، پس کوئی اس کے حفظ کا طالب ہے کہ اس کا تعاون کیا جائے؟ مشہور تابعی اور مفسر قرآن سعید بن جبیرؒ فرماتے ہیں کہ اللہ کی کتابوں میں قرآن کے علاوہ کوئی کتاب ایسی نہیں ہے، جسے حفظ سے تلاوت کیا گیا ہو، اور ایک مفسر کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت یوشع بن نون علیہ السلام اور حضرت عزیر علیہ السلام تورات کے حافظ تھے، ان کے علاوہ بنی اسرائیل کے تمام لوگ اسے دیکھ کر پڑھتے تھے، اسی وجہ سے بنی اسرائیل تورات جل جانے کے بعد حضرت عزیز علیہ السلام کے محتاج ہوئے تھے تو انہوں نے ان کے لئے اپنی یاد سے تورات لکھ دی تھی؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امت پر قرآن کے حفظ کرنے کو آسان کردیا ہے؛ تاکہ قرآن ان کے دل ودماغ میں محفوظ ہو اور ان کے اعضاء پر سلطنت کرے۔ (۲)

★ ''بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ''

---

(۱) القمر: ۱۷=۳۲=۴۰

(۲) تفسیر القرطبی: ۱۷/۱۳۴

بلکہ یہ (قرآن) آیات ہیں ان لوگوں کے سینوں میں جن کو علم دیا گیا ہے۔

فائدہ: حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ حفظ کرنا اس امت کی خصوصیت ہے؛ ورنہ اس سے پہلے لوگ اپنی کتاب کو بن دیکھے نہیں پڑھ سکتے تھے، ان کے انبیاء علیہم السلام ہی اپنی کتابوں کے حافظ ہوتے تھے، اس آیت میں حضور ﷺ اور صحابہ اور اس امت کے مومنین مراد ہیں جو قرآن کریم کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور اسے یاد بھی کرتے ہیں (۱) شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی اس آیت پر لکھتے ہیں یعنی پیغمبر نے کسی سے لکھا پڑھا نہیں؛ بلکہ یہ وحی جوان پر آئی، ہمیشہ کو بن دیکھے سینہ بسینہ جاری رہے گی، اللہ کے فضل سے علماء اور حفاظ وقراء کے سینے اس کے الفاظ ومعانی کی حفاظت کریں گے اور آسمانی کتابیں حفظ نہ ہوتی تھیں، یہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے، لکھنا اس پر افزود ہے۔ (۲)

★ "ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ" (۳)

پھر ہم نے ان لوگوں کو کتاب کا وارث ٹھہرایا جن کو اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا۔ تو کچھ ان میں سے اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں اور کچھ میانہ رو ہیں اور کچھ اللہ کے حکم سے نیکیوں میں آگے نکل جانے والے ہیں یہی بڑا فضل ہے۔

امام قرطبی فرماتے ہیں کہ یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے، اور اس کے وارث

---

(۱) تفسیر القرطبی: ۱۳ / ۳۵۴

(۲) تفسیر عثمانی: ۵۲۲

(۳) فاطر: ۳۲

حضور ﷺ کے امتی ہیں جن کے تین درجات ہیں:

۱) ظالم جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے؛ لیکن اس پر عمل نہیں کرتا۔

۲) متوسط جو اس کی تلاوت بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی۔

۳) سابق جو قرآن کی تلاوت بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اس کا عالم بھی ہے۔(۱)

اس سے حفاظ قرآن بھی مراد ہیں، امام ہذلی نے کتاب الکامل مخطوط صفحہ: ۱۲ میں اس آیت سے قراء اور حفاظ کی فضیلت پر استدلال کیا ہے۔

پہلے علماء دینی علوم اور حدیث کے طلباء کے لئے حفظ کو لازم قرار دیتے تھے

ولید بن مسلم کہتے ہیں جب ہم اوزاعی کی مجلس میں تعلیم میں بیٹھتے اور آپ کسی نوعمر نئے طالب علم کو دیکھتے تو اس سے پوچھتے ارے بچے! آپ نے قرآن پڑھا ہے، اگر وہ ہاں کہتا تو اس سے امتحانا فرماتے اچھا "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ" والی آیتیں سناؤ اور اگر وہ نفی میں جواب دیتا تو فرماتے: جاؤ! علم کی تحصیل سے پہلے قرآن سیکھو" "تعلم القرآن قبل أن تطلب العلم"(۲)

حفظ قرآن امت پر فرض کفایہ ہے

علماء کہتے ہیں کہ حفظ قرآن یہ فرض کفایہ ہے، اگر بعض لوگ حفظ کر لیتے ہیں تو باقی امت سے گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔

حفظ قرآن یہ نبی کریم ﷺ کا اسوہ ہے

اللہ عزوجل نے نبی کریم ﷺ کو تمام امور میں اسوہ اور نمونہ بنایا ہے، حفظ قرآن میں دراصل نبی کریم ﷺ کے اسوہ کی پیروی ہے، نبی کریم ﷺ حافظ قرآن تھے، اس کی تلاوت فرماتے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ اس کا دور فرماتے۔

---

(۱) تفسیر القرطبی، ۱۴، ۷-۳۴۸،۳۴

(۲) الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع للخطیب البغدادی: ۱/۴۲، کیف تحفظ القرآن الکریم: ۲۵

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ہر سال جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے، جس سال آپ ﷺ کا وصال ہوا اس میں نبی ﷺ نے دو مرتبہ دور فرمایا "فلما کان العام الذی قبض فیہ عرضہ علیہ مرتین" (۱)

حفظ قرآن میں اسلاف کا معمول

اس طرح حفظ قرآن کا معمول سلف کا بھی تھا، "تذکرۃ السامع والمتکلم فی أدب العالم والمتعلم" میں مذکور ہے کہ

"وأن یبتدئ بکتاب اللہ العزیز، فیتقنہ حفظا، ویجتہد فی إتقان تفسیرہ وسائر علومہ، فإنہ أصل العلوم وأمہا وأھمہا"

"اللہ کی کتاب سے علم کی شروعات کرے، اس کو اچھی طرح حفظ کرے، اور اس کی تفسیر وتوضیح اور تمام علوم کے متعلق محنت وجد وجہد کرے؛ چونکہ قرآن ہی دراصل تمام علوم کی اصل اور ان کی بنیاد ہے"

علامہ نووی "المجموع" میں فرماتے ہیں: "کان السلف لا یعلمون الحدیث والفقہ إلا لمن یحفظ القرآن" سلف صالحین حدیث اور فقہ کی تعلیم انہیں کو دیتے تھے جو حافظ قرآن ہوتے تھے۔

حفظ قرآن اس امت کا امتیاز ہے

صحیح مسلم کی روایت میں عیاض مجاشعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ اپنے خطبہ میں فرمایا: "اور بے شک اللہ تعالی نے زمین والوں کی طرف نظر فرمائی اور عرب وعجم سے نفرت فرمائی سوائے اہل کتاب میں سے کچھ باقی لوگوں کے اور اللہ تعالی نے فرمایا میں نے تمہیں اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں تم کو آزماؤں اور ان کو بھی آزماؤں کہ جن کے پاس آپ (ﷺ) کو بھیجا ہے اور میں نے آپ (ﷺ) پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے کہ جسے پانی نہیں دھو سکے گا اور تم اس کتاب کو سونے اور بیداری کی حالت میں بھی پڑھو گے"

---

(۱) مسند احمد: مسند عبد اللہ بن العباس، حدیث: ۲۴۹۴

"لا یغسله الماء تقرؤه نائما ویقظان"(۱) مطلب یہ ہے کہ قرآن کو صرف صحیفے کی شکل میں باوضو پڑھنا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس کو سوتے جاگتے ہر حالت میں پڑھا جاسکتا ہے، اسی لئے امت محمدیہ کے تعلق سے فرمایا گیا: "أنا جیلهم فی صدورهم" (ان کے اناجیل ان کے سینوں میں محفوظ ہوں گے) یا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ حفظ قرآن کی اس امت کی خصوصیت ہونے کی وجہ سے صحیفوں کو ختم کرنے سے قرآن ختم نہیں ہوجائے گا، یہ تو امت محمدیہ کے سینوں میں محفوظ ہے۔

حفظ قرآن ہر ایک کے لئے ممکن ہے

علامہ قرطبی فرماتے ہیں: "وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ" یعنی ہم نے قرآن کو حفظ کے لئے آسان کردیا ہے، اور جو حفظ قرآن کا ارادہ کرے اس کے لئے حفظ قرآن سہل وآسان کردیں گے۔

حافظ قرآن اللہ کے خواص ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کچھ لوگ اللہ والے ہیں۔ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! وہ کون ہیں؟ فرمایا وہ قرآن والے ہیں اہل اللہ اور اللہ (عز وجل) کے خاص تعلق والے۔ "هم أهل القرآن أهل الله وخاصته" (۲) یعنی حفاظ قرآن یہ اللہ کے ولی اور اسکے دوست ہیں۔

حفاظ عاملین قرآن کو اللہ تعالی نے بطور اکرام اپنا اہل فرمایا جیسا کہ بیت اللہ کو اپنا گھر فرمایا، بڑا عظیم اعزاز واکرام ہے کہ آدمی بذریعہ حفظ قرآن اللہ کا خاص اور اہل بن جائے۔

چونکہ حافظ قرآن زیادہ تلاوت کرنے والے ہوتے ہیں؛ اس لئے وہ اس حدیث کے اولین مصداق ہیں۔

---

(۱) مسلم: باب الصفات التی یعرف بها فی الدنیا، حدیث: ۹۸۶۵

(۲) سنن ابن ماجہ: باب فضل من تعلم القرآن وعلمه، حدیث: ۲۱۵

اور ایک جگہ فرمایا: ''حضرت ابوامامہ باہلی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ: قرآن مجید پڑھا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کے لئے سفارشی بن کر آئے گا ''یأتی یوم القیامة شفیعا لأصحابه'' اور دو روشن سورتوں کو پڑھا کرو سورت البقرہ اور سورت آل عمران کیونکہ یہ قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے کہ دو بادل ہوں یا دو سائبان ہوں یا دو اڑتے ہوئے پرندوں کی قطاریں ہوں اور وہ اپنے پڑھنے والوں کے بارے میں جھگڑا کریں گی، سورت البقرہ پڑھا کرو کیونکہ اس کا پڑھنا باعث برکت ہے اور اس کا چھوڑنا باعث حسرت ہے اور جادوگر اس کو حاصل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔'' (۱)

حفظ قرآن یہ بلند درجات کا سبب ہے

حفظ قرآن کو بلندی درجات کا سبب بتایا گیا ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی قیامت کے دن صاحب قرآن سے فرمائے گا پڑھتا جا اور چڑھتا جا ٹھہر ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا تھا کیونکہ تیرا مقام وہ ہے جہاں تو آخری آیت پڑھے گا

''اقراء ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا ؛ فإن منزلک عند آخر آیة تقرؤها'' (۲)

ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جنت کے درجات کا شمار قرآن کی آیات کے شمار کے برابر ہے تو جو قرآن پڑھنے والا جنت میں داخل ہوگا اس سے اوپر کسی (امتی) کا درجہ نہیں ہوگا ''فمن دخل الجنة ممن قرأ القرآن لم یکن فوقه أحد'' (۳)

---

(۱) مسلم: باب فضل قراءة القرآن وسورة البقرة، حدیث: ۸۰۴

(۲) سنن ابوداؤد: باب استحباب الترتیل فی القراءة، حدیث: ۱۴۶۶

(۳) تلاوة القرآن المجید: ۴۷

حافظ قرآن کی عذاب قبر سے حفاظت

ابن مندہ نے عمرو بن مرہ سے یہ روایت کی ہے جب انسان قبر میں داخل ہوگا تو ایک فرشتہ اس کی بائیں جانب آئے گا اور قرآن بھی آئے گا اور فرشتے کو عذاب سے منع کرے گا، فرشتہ کہے گا: تو مجھے کیوں روکتا ہے، اللہ! یہ تجھ پر عمل نہیں کرتا تھا، قرآن کہے گا کہ کیا میں اس کے سینے میں نہیں تھا "فیقول القرآن: أو لیس کنت فی جوفه، فلا یزال حتی ینجی صاحبه" اس طرح وہ اس کی برابر سفارش کرتا رہے گا یہاں تک کہ اپنے خادم کو نجات دلا دے گا۔

حفظ قرآن جہنم سے نجات کا ذریعہ

حفظ قرآن کو جہنم سے بچاؤ اور نجات کا ذریعہ احادیث میں بتایا گیا ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں روایت ہے:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر قرآن کو کسی کھال وغیرہ میں رکھ کر اسے بفرض محال آگ میں ڈال دیا جائے تو اس پر آگ اثر انداز نہیں ہوگی۔ "ثم ألقی فی النار ما احترق"(۱)

حافظ قرآن کاتب فرشتوں کے ساتھ

حافظ قرآن کی فضیلت کو بتاتے ہوئے فرمایا کہ وہ لکھنے والے بزرگ ونیکوکار فرشتوں کے ساتھ ہوگا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا راویہ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ماہر قرآن ان فرشتوں کے ساتھ ہے جو لکھنے والے اور بزرگ ونیکوکار ہیں "الماهر بالقرآن مع السفرة الکرام البررة" اور وہ شخص کہ جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اور قرآن پڑھنا اس کے لیے مشکل ہوتا ہے تو اس کے لیے دو ثواب ہیں۔(۲)

---

(۱) سنن الدارمی، باب فضل من قرأ القرآن، حدیث: ۳۳۱۰

(۲) بخاری: سورۃ عبس، حدیث: ۴۶۵۳

حافظ قرآن عزت کا مستحق

حافظ قرآن کو احادیث کریمہ میں اعزاز واکرام کا مستحق گردانا گیا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں مروی ہے:

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بوڑھے مسلمان کی عزت وتوقیر کرنا، حامل قرآن یعنی حافظ ومفسر اور قرآن خوان کا احترام کرنا جبکہ وہ قرآن میں زیادتی کرنے والا اور اس سے ہٹ جانے والا نہ ہو ”وحامل القرآن غير الغالي فيه ولا الجافي عنه“ اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرنی منجملہ اللہ و نبی کی تعظیم کرنا ہے۔(۱)

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم حفاظ قرآن کا ادب واحترام بجالاؤ، جس نے ان کی تعظیم کی اس نے یقینا میری تعظیم کی اور جس نے میری تعظیم کی اس نے بیشک اللہ تبارک تعالی کی تعظیم کی، خبردار! حفاظ قرآن کے حقوق کی ادائیگی میں ذرا کمی نہ کرنا، کیوں کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس مقام اور مرتبہ پر فائز ہیں کہ قریب تھا کہ حفاظ قرآن، انبیاء ہوتے مگر یہ کہ ان کی طرف وحی نہیں کی جاتی (یعنی حفاظ کی تنقیص شان نہ کرو؛ کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ یہ انبیاء ہوتے اگر ان کی طرف وحی بھی آتی ہوتی ”كاد حملة القرآن أن يكونوا انبياء إلا أنهم لا يوحى إليهم“(۲)

حفظ قرآن رشک کا باعث ہے

حافظ قرآن کو حقیقت میں رشک جائز ہے، حدیث شریف میں آیا ہے:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی شخص پر حسد (رشک) کرنا سوائے دو شخصوں کے جائز نہیں، ایک وہ شخص جسے اللہ نے کتاب دی اور وہ اٹھ کر اسے رات کو پڑھتا ہے ”رجل آتاه الله

---

(۱) ابوداؤد: باب فی تنزل الناس منازلهم، حدیث: ۴۸۴۵

(۲) سنن الدار قطني، فضائل حفظ القرآن: ۵۳

الکتاب وقام بہ آناء اللیل" اور ایک وہ شخص جسے اللہ تعالی نے مال دیا اور وہ دن رات اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے۔(۱)

حفظ قرآن دنیا کا بہترین سامان

حفظ قرآن اور علم قرآن کو دنیا کا بہترین سامان قرار دیا گیا ہے، حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ باہر تشریف لائے۔تو ہم صفہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز بطحان یا عقیق کی طرف جائے اور وہاں سے دو اونٹنیاں بڑے کوہان والی بغیر کسی گناہ کے اور بغیر انقطاع صلہ رحمی کے لائے؟ ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم سب پسند کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر سن لو کہ تم میں سے جو شخص مسجد میں جاتا ہے اور وہاں کتاب اللہ کی دو آیتیں کسی کو سکھاتا ہے یا خود پڑھتا ہے تو وہ اس کے لیے دو اونٹنیوں سے بہتر ہے تین آیتیں اس کے لیے تین اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چار آیتیں اس کے لیے چار اونٹنیوں سے بہتر ہیں۔حاصل یہ کہ آیتوں کی تعداد اونٹنیوں کی تعداد سے بہتر ہے (یعنی پانچ آیتیں پانچ اونٹنیوں سے بہتر ہیں اور چھ آیتیں چھ اونٹنیوں سے بہتر ہیں" خیر لہ من ناقتین و ثلاث خیر لہ من ثلاث و أربع خیر لہ من أربع" اسی طرح آگے تک قیاس کیا جائے۔(۲)

حافظ قرآن امامت کا زیادہ مستحق ہے

حافظ قرآن اور عالم قرآن کو امامت کا زیادہ مستحق قرار دیا گیا ہے، حدیث شریف میں ہے، حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے وہ شخص قوم کی امامت کرے جو قرآن پاک کا اچھا اور پرانا قاری ہو" یؤم القوم أقرؤھم لکتاب اللہ" (۳)

---

(۱) بخاری: باب اغتباط صاحب القرآن، حدیث: ۷۳۷۴

(۲) مسلم: باب فضل قراءۃ القرآن فی الصلاۃ، حدیث: ۸۰۳

(۳) مسلم: باب من أحق بالإمامۃ، حدیث: ۶۷۳

حافظ قرآن کو دنیا میں رفعت و بلندی

احادیث مبارکہ میں حافظ قرآن کو دنیا میں بھی رفعت و بلندی حاصل ہونا بتلایا گیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو بلند کرتا ہے اور اسی کتاب کے ذریعہ لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔ ''أن اللہ یرفع بھذا الکتاب أقواما و یضع بہ آخرین'' (۱)

نبی کریم اللہ ﷺ نے بھی احد کے شہداء کے دفن میں حافظ قرآن کو مقدم کیا:

''کان یجمع بین الرجلین من قتلی أحد، ثم یقول: أیھم أکثر أخذا للقرآن، فإن أشیر إلی أحدھما، قدمّہ فی اللحد'' (۲)

حافظ قرآن کے والدین کو اعزاز

حضرت معاذ جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیم پر عمل کیا تو اس کے ماں باپ کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بڑھ کر ہوگی ''ألبس والدہ تاجا یوم القیامۃ ضوؤہ أحسن من ضوء الشمس'' (۳) پھر اس شخص کے مرتبہ کا کیا ٹھکانا ہوگا جس نے خود قرآن پر عمل کیا ہوگا۔

حضرت بریدہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں نبی کریم (ﷺ) کی مجلس میں شریک تھا میں نے نبی کریم (ﷺ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سورت بقرہ کو سیکھو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے اور غلط کار لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے پھر تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا سورت بقرہ اور آل عمران دونوں کو سیکھو کیونکہ یہ دونوں روشن

---

(۱) سنن ابن ماجۃ: باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ، حدیث: ۲۱۸، امام ترمذی نے اس روایت حدیث غریب ہا ہے، کہ یہ حدیث اسی طریق سے منقول ہے، اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

(۲) بخاری: باب الصلاۃ علي الشھید، حدیث: ۱۳۴۳

(۳) ابوداؤد: باب فی ثواب قراءۃ القرآن، حدیث: ۱۴۵۵

سورتیں اپنے پڑھنے والوں پر قیامت کے دن بادلوں سائبانوں یا پرندوں کی دوٹولیوں کی صورت میں سایہ کریں گی اور قیامت کے دن جب انسان کی قبر شق ہوگی تو قرآن اپنے پڑھنے والے سے " جو لاغر آدمی کی طرح ہوگا ملے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ وہ کہے گا کہ میں تمہیں نہیں پہچانتا، قرآن کہے گا کہ میں تمہارا وہی ساتھی قرآن ہوں جس نے تمہیں سخت گرم دوپہروں میں پیاسا رکھا اور راتوں کو جگایا ہر تاجر اپنی تجارت کے پیچھے ہوتا ہے آج بھی اپنی تجارت کے پیچھے ہوگا چنانچہ اس کے دائیں ہاتھ میں حکومت اور بائیں ہاتھ میں دوام دے دیا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا اور اس کے والدین کو ایسے جوڑے پہنائے جائیں گے جن کی قیمت ساری دنیا کے لوگ مل کر بھی ادا نہ کر سکیں گے اس کے والدین پوچھیں گے کہ ہمیں یہ لباس کس بنا پر پہنایا جا رہا ہے؟ تو جواب دیا جائے گا کہ تمہارے بچے کے قرآن حاصل کرنے کی برکت سے پھر اس سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھنا اور جنت کے درجات اور بالاخانوں پر چڑھنا شروع کر دو چنانچہ جب تک وہ پڑھتا رہے گا چڑھتا رہے گا خواہ تیزی کے ساتھ پڑھے یا ٹھہر ٹھہر کر۔ "ثم يقال له اقرأ واصعد فی درجة الجنة وغرفها فهو صعود ما دام يقرأ هذا كان أو ترتيلا" (۱)

عبید اللہ بن عمرو بن العاص فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے قرآن کو حفظ کیا، اس نے بہت بڑی ذمہ داری اٹھائی، اس نے گویا نبوت کو اپنے دونوں شانوں کے بیچ لے لیا، لیکن اس کی جانب وحی نہیں کی جاتی، حافظ قرآن کے لئے یہ درست نہیں کہ وہ کسی سے نوک جھونک کرے اور نہ کسی بیوقوف سے بیوقوفی کرے؛ کیوں کہ قرآن اس کے سینے میں ہے:

"فلا ينبغی لحامل القرآن أن يحد مع من يحد ولا يجهل فی من يجهل؛ لأن القرآن فی جوفه" (۲)

---

(۱) مسند احمد، حدیث بریدالاسلمی، حدیث: ۲۳۰۰۰

(۲) شعب الایمان، فصل فی التکثر بالقرآن والفرح به، حدیث: ۲۵۹۱

خدا تعالی سے ہم کلامی کا شرف

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "إذا أحب أحدكم أن يحدث ربه فليقرأ القرآن" (۱)

جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے مناجات اور گفتگو کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ تلاوت قرآن کرے۔

حفاظ چونکہ اکثر و بیشتر قرآن کی تلاوت کرتے رہتے ہیں، اس لئے وہ بھی اللہ سے ہمکلامی سے مشرف ہوتے رہتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ:

"حملة القرآن أولياء الله فمن عاداهم فقد عادي الله ومن والاهم فقد والى الله" (۲) امام حافظ ابن حجر نے اس روایت خیر اور منکر کہا ہے (۳) حفاظ قرآن اللہ کے اولیاء (دوست) ہیں پس جس نے ان سے عداوت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے عداوت کی اور جس نے ان سے دوستی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دوستی کی۔

بہت بڑا اعزاز ہے کہ حافظ اور عامل قرآن سے دوستی اور دشمنی اللہ سے دوستی اور دشمنی ہو اور حفاظ خود اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں اور یہ دوستی بدستور قائم رکھنی حائے ہیئے قرآن کو بھلا کر یا بے عمل بن کر اس مرتبہ سے محروم نہیں ہونا چاہیئے۔

اللہ عزوجل حفاظ سے قرآن سنتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إن الله ليُنْصتُ للقرآن ويسمعه من أهله" (۴) بے شک اللہ عزوجل قرآن کریم کے لئے خاموشی اختیار کرتے ہیں اور اس کی تلاوت اس کے اہل (حفاظ وعلماء) سے سنتے ہیں۔

(۱) کنز العمال: فی فضائل تلاوۃ القرآن، حدیث: ۲۵۲۲

(۲) فيض القدير، حرف الهاء، حديث: ۶۴۸۹، المكتبة التجارية الكبري مصر

(۳) الفوائد المجموعة، باب فضائل القرآن، حديث: ۳۸

(۴) مسند الفردوس للدارمی، باب فی فضل یس:، حديث: ۳۷۳۶

حافظ کو اس کی پیدائش سے پہلے فرشتوں کی مبارکباد

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ: بے شک اللہ عزوجل نے مخلوق کو پیدا کرنے سے ایک ہزار سال پہلے سورہ "طٰہٰ" اور سورہ "یس" پڑھی جب فرشتوں نے قرآن (کی ان سورتوں) کو سنا تو کہنے لگے: خوش خبری اور مبارک ہو اس امت کے لئے جن پر یہ نازل ہوگا، مبارک ہو ان پیٹوں (دلوں) کے لے جو اسکو اٹھائیں "طوبی لأجواف تحمل هذا" (۱) اور مبارک ہو ان زبانوں کے لئے جو اس کے ساتھ کلام کریں گی اور تلاوت کریں گی۔

قرآن سے خالی دل ویران گھر ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:

"إن الذی لیس فی جوفه شیء من القرآن كالبیت الخرب" (۲) وہ شخص جس کے دل میں قرآن مجید کا تھوڑا سا حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی مانند ہے۔

یعنی جس دل میں قرآن کا کچھ حصہ موجود ہے وہ آباد گھر کی مانند ہے اور جس کے دل میں مکمل قرآن محفوظ ہے اس کی آبادی اور عظمت کی کیا مثال پیش کی جاسکتی ہے۔

قرآن سب سے بڑا اسفارشی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف کی تعلیم دلائی اس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہوجاتے ہیں، اور جس شخص نے حفظا قرآن شریف کی تعلیم دلائی اس کو قیامت کے دن چودھویں رات کے چاند جیسی صورت پر اٹھایا جائے گا، اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھنا شروع کرو جب وہ پڑھے گا تو ہر آیت کے بدلے میں اللہ عزوجل اس کے باپ کا ایک درجہ بلند فرماتے رہیں گے حتی کہ حافظ اس حصہ قرآن کے آخر تک پہنچ جائے جو

---

(۱) المعجم الاوسط، من اسمہ، عبدوس، حدیث: ۴۸۷۶۔ علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس میں ابراہیم بن مہاجر بن مسمار ہیں جن کی بخاری نے تضعیف کی ہے اور ابن معین نے توثیق کی ہے۔

(۲) ترمذی، باب فضل القرآن، حدیث: ۲۹۱۳، امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح کہا ہے۔

اس کو یاد تھا ”بعثه اللّٰہ تعالی یوم القیامة علی صورة القمر لیلة البدر“ (۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا اور پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام سمجھا تو حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن پر ان کے گناہوں کی وجہ سے دوزخ کا عذاب واجب ہو چکا ہوگا ”وشفّعه فی عشرة من أهل بیته کلهم قد وجبت له النار“ (۲)

حافظ کی ہر عذاب سے نجات

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا یعذّب اللّٰہ عبدا وعی القرآن“ (۳) اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب نہیں دیں گے جس نے قرآن کو (دل میں) محفوظ رکھا۔

حافظ قرآن بہترین آداب واخلاق کا حامل ہو

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد روایت کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن شریف پڑھ لیا، اس نے علوم نبوت کو اپنی دو پسلیوں کے درمیان (دل میں) لے لیا، فرق یہ ہے کہ اس کی طرف وحی نہیں کی جاتی، حاملِ قرآن کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ غصہ کرنے والوں کے ساتھ غصہ کرے یا جاہلوں کے ساتھ جہالت والا برتاؤ کرے، جب کہ اس کے پیٹ (دل) میں اللہ کا کلام (محفوظ) ہے (یعنی قرآن کریم کے حافظ کے لئے یہ

---

(۱) رواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط: من اسمہ احمد، حدیث ۱۹۳۵، علامہ ہیثمی فرماتے ہیں: اس میں ایک شخص ہے جس کو میں نہیں جانتا۔

(۲) ترمذی: باب ماجاء فی فضل قارئ القرآن، حدیث: ۲۹۰۵، امام ترمذی نے اس روایت کے بارے میں کہا ہے یہ حدیث غریب ہے، صرف اسی طریق سے منقول ہے، اور اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

(۳) مسند الفردوس: باب فضل من قرأ القرآن، حدیث: ۳۶۳۹

مناسب نہیں ہے کہ غصہ کر کے گالی گلوچ کر دے یا فسق وفجور اور گناہوں میں مبتلا ہو کر عملی جہالت کا ثبوت دے؛ بلکہ اس پر لازم ہے کہ عمدہ اخلاق واعمال سے آراستہ ہو کر کامل ہونے کا ثبوت دے؛ کیوں کہ سینے میں کلام الٰہی ہے۔(۱)

حفاظ کرام کو نصیحتیں

حفاظ کرام کو چاہئے کہ قرآن کریم کی قدر دانی کریں، اس کی حفاظت اور اس کی نگہداشت اور اس کی تلاوت کی فکر کریں

جس کے مندرجہ ذیل احادیث اور بزرگوں کے اقوال کو حرز جان بنائیں:

☆ عبید بن ملیکی نے حضور اقدس ﷺ سے نقل کیا ہے کہ اے قرآن والو! قرآن کو تکیہ بنائے سوئے نہ پڑے رہو، اور اس کو رات دن کی گھڑیوں میں اس طرح پڑھو جس طرح اس کے پڑھنے کا حق ہے (یعنی کثرت سے اس کے آداب کی رعایت کرتے ہوئے پڑھو) اور اسے پھیلاؤ، اور اس کو اچھی آواز سے پڑھو (یا اس کے ذریعے بے نیاز بن کر رہو) اور اس کے احکام ومضامین پر غور وتدبر کرو؛ تاکہ تم کامیاب رہو، اور اس کا بدلہ جلدی (دنیا میں) طلب نہ کرو، کیوں کہ (آخرت میں) اس کے لئے بڑا اجر ومعاوضہ ہے (یعنی یہ سوچو کہ حاملِ قرآن کے لئے اجر اور عظیم ثواب وصلہ آخرت ہی میں ملے گا) "ولا تعجّلوا ثوابه فإن له ثوابا" (۲)

حافظ قرآن رات میں لمبا قیام کرے

اے حافظ قرآن! قرآن (کے عمل) کے ذریعہ آراستہ ہو، اللہ تعالیٰ تجھے (آخرت میں) آراستہ فرماویں گے اور قرآن کو لوگوں کے لئے نمائش نہ بنا ورنہ تجھے اللہ تعالیٰ (آخرت میں) معیوب (اور کھوٹا) بنا دیں گے اور قرآن کے حافظ کے لئے لائق ہے کہ سب

---

(۱) رواه الحاکم وقال صحیح الاسناد، تلاوۃ القرآن المجید مع التعلق: ۶۸

(۲) شعب الإیمان، فصل فی إدمان تلاوۃ القرآن، حدیث: ۱۸۵۲، اس کو طبرانی روایت کیا ہے، اس میں ابوبکر بن ابی مریم ضعیف ہے۔

لوگوں سے زیادہ آخرت کی لمبی فکر کرے جب کہ لوگ خوش ہو رہے ہوں۔(۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حفاظ کو نصیحت

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایاس بن عامر سے فرمایا کہ اگر تم زندہ رہے تو دیکھو گے کہ قرآن کریم تین طریقوں سے پڑھا جائے گا، بعض لوگ خالص اللہ کے لئے پڑھیں گے، بعض دنیا کے لئے اور بعض جھگڑے کیلئے پڑھیں گے، الغرض قاری جو مقصد بھی قرآن کے ذریعے طلب کرے گا اسی کو پالے گا "فمتی طلب بہ أدرک"(۲)

اخلاق واوصاف اہلِ قرآن

جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی دولت عطا فرما کر اوروں پر فضیلت دی ہے اور وہ شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ والا اور خاصان خدا میں سے بن جائے جن کے متعلق اللہ عزوجل کا ارشاد گرامی ہے: "یتلونہ حق تلاوتہ" وہ قرین کی ایسی تلاوت کرتے ہیں جیسے اس کا حق ہے اور بقول بعض مفسرین اس کے معنی یہ ہیں کہ کما حقہ قرآن پر عمل کرتے ہیں، اور جن کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مقدس ہے: "الذی یقرأ القرآن وھو ماھر بہ مع الکرام السفرۃ" جو قرآن پڑھتا ہے اور اسکا ماہر ہے وہ معزز میر منشی فرشتوں کے ساتھ ہوگا ایسے شخص کو درج ذیل اخلاق وصفات کا حامل ہونا چاہئے۔(۳)

۱۔ قرآن کو اپنے دل کی بہار بنالے جس کے ذریعہ اپنے دل کے ویران وتباہ شدہ حصہ کو آباد کرے، قرآنی آداب واخلاق شریفہ کے ساتھ تخلق اختیار کرے، جن کے ذریعے وہ ان دوسرے سب لوگوں سے ممتاز اور نمایاں نظر آئے جو قرآن نہیں پڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔

۲۔ سب سے اول اور اہم چیز یہ ہے کہ اپنے کھانے پینے لباس اور مکان میں ورع

---

(۱) الدیلمی عن ابن مسعود، کنز العمال:۳۹۵

(۲) أخرجہ الدارمی فی کتاب فضائل القرآن، اخلاق حملۃ القرآن:۱۴۸

(۳) اخلاق:۱۳

وپرہیزگاری اختیار کر کے ظاہر وپوشیدہ دونوں طرح تقوی وخوفِ الٰہی اختیار کرے۔

۳۔ اپنی زبان کی حفاظت کرے، غلط اور صحیح کلام میں امتیاز کرے جہاں بولنا صحیح ہو وہیں خوب سوچ کر بولے اور جہاں خاموش رہنا صحیح ہو وہاں خوب ہمت کر کے خاموش ہی رہے، ہرگز زبان کو بے موقع نہ کھولے، جس قدر وہ دشمن سے ڈرتا ہے اس سے بھی زیادہ اپنی زبان کی برائی اور بدانجامی سے ڈرے۔(۱)

۴۔ جس بات سے لوگ خوب کھلکھلا کر ہنستے ہیں اس سے اول تو۔۔۔تبسم ہی کرے اگر ہنسے بھی، بشرطیکہ وہ بات خوشی کی ہو اور واقع کے بھی موافق ہو، تو بہت کم درجے میں ہنسے۔

۵۔ لہو ولعب والی خوش طبعی سے پرہیز کرے، البتہ شرعی خوش طبعی جو حق اور واقع کے مطابق ہو اس کی اجازت ہے۔

۶۔ ہنس مکھ ہو، نرم گفتار ہو۔

۷۔ جو باتیں اپنے اندر پائی جاتی ہو ان پر بھی اپنی تعریف نہ کرے، چہ جائے کہ وہ باتیں جو اس کے اندر موجود ہو ہی نہ ہوں۔

۸۔ نفسانی خواہش کے غالب آجانے سے اپنے نفس کو بچائے، تاکہ مولی کی ناراضگی میں گرفتار نہ ہو جائے۔

۹۔ کسی کی غیبت نہ کرے، کسی کو حقیر نہ سمجھے، کسی کو گالی نہ دے، کسی کی مصیبت پر بغلیں نہ بجائے، کسی پر ظلم وزیادتی نہ کرے، کسی سے حسد نہ کرے، کسی پر بدگمانی نہ کرے۔(۲)

۱۰۔ قرآن وحدیث اور فقہ کو ہر اچھے اخلاق کی طرف رہبر بنائے۔

۱۱۔ اپنے ظاہری اعضاء کو تمام منہیات سے محفوظ رکھے۔

۱۲۔ پوری کوشش کرے کہ لوگ اس کے ہاتھ اور اس کی زبان کی اذیت رسانی سے محفوظ رہیں۔

---

(۱) اخلاق:۱۴۰

(۲) اخلاق:۱۴۱

۱۳۔ کسی پر جہالت کا ثبوت نہ دے، اگر کوئی اس پر جہالت کرے تو بردباری سے کام لے۔

۱۴۔ کسی پر ظلم نہ کرے، اگر کوئی اس پر ظلم کرے تو معاف کردے۔

۱۵۔ کسی پر زیادتی نہ کرے، اگر کوئی اس پر زیادتی کرے تو صبر کرے۔

۱۶۔ اپنے غصہ کو ضبط کرے، تاکہ اس کے ذریعے اپنے رب کو راضی کرے اور اپنے دشمن کو غضبناک کرے۔

۱۷۔ اپنے آپ کو متواضع وعاجز سمجھے کہ جب بھی کوئی چھوٹا یا بڑا اس کے سامنے حق بات بیان کرے تو اس کے قبول کرنے میں عار نہ محسوس کرے۔

۱۸۔ رفعت وبلندی کو مخلوق سے نہیں، بلکہ ذاتِ خداوندی سے طلب کرے۔

۱۹۔ تکبر اور بڑائی سے دلی نفرت وبغض رکھے اور اپنی ذات پر ہر وقت تعلیٰ اور بڑائی سے ڈرتا رہے۔

۲۰۔ قرآن کے ذریعے کھائے نہیں، اور اپنی ضروریات کو قرآن کے ذریعے پورا کرنے کو ناپسند رکھے، قرآن کے ذریعے ملوک وسلاطین تک رسائی کی فکر وکوشش میں نہ لگا رہے، قرآن کو امراء کی ہم نشینی کا ذریعہ نہ بنائے، کہ وہ اس کی وجہ سے اس کی عزت وتکریم کریں۔

۲۱۔ اگر لوگ اندھا دھند دنیا کمانے میں مصروف ہوں تو وہ صرف بقدر ضرورت معاش پر اکتفا کرے اور یہ جان لے کہ اگر لوگ اونچی کوالٹی کا فاخرانہ لباس زیب تن کرتے ہیں تو مجھے صرف ضروری پردہ اور ستر عورت ہی کی حد تک معمولی اور حلال لباس ہی استعمال کرنا ہے۔(۱)

۲۲۔ اگر اس پر رزق کی وسعت ہے تو خرچ میں وسعت کرے اور اگر تنگی ہو تو قناعت کرے۔

---

(۱) اخلاق:۱۴۲

۲۳۔ اپنے والدین کی تابعداری اور حسن سلوک کو اپنے نفس پر لازم کرلے، ان کے سامنے اپنے بازو کو جھکائے رکھے، یہ ان کی آواز کے سامنے اپنی آواز کو دبا کر رکھے، ان کے لئے اپنا مال خرچ کرے، ان کی طرف عزت وشفقت کی آنکھ سے دیکھے، تا دیر ان کے سلامت اور با کرامت رہنے کی دعا کرے، بڑھاپے میں ان کے سامنے جذبات تشکر کا اظہار کرے، ان کی وجہ سے گھٹن اور اکتاہٹ نہ محسوس کرے، ان کو حقیر اور ذلیل نہ سمجھے، اگر کسی طاعت اور نیک کام پر تعاون چاہیں تو تعاون کرے، اگر کسی معصیت اور گناہ کے کام پر اعانت طلب کریں تو اعانت تو ہر گز نہ کرے؛ مگر سختی بھی ہر گز نہ کرے؛ بلکہ احسن طریقہ اور حسن ادب سے ان کی بات کو ٹال دے تا کہ جس ناشائستہ کام کا وہ اراہ کر رہے ہیں، اس اچھے رویہ کی بدولت وہ اس سے باز رہیں۔

۲۴۔ رشتہ داروں سے جوڑے رکھے، بائیکاٹ سے نفرت رکھے، کوئی رشتہ دار اس سے بائیکاٹ کرے تو یہ نہ کرے، کوئی رشتہ دار اس کے بارے میں اللہ کی نافرمانی کرے تو یہ اس کے بارے میں اللہ کی اطاعت بجالائے۔

۲۵۔ جو حضرات اس کی صحبت میں بیٹھتے ہوں ان کو علمی فائدہ پہنچائے اور ان کے ساتھ اچھا سلوک اور رویہ برتے۔

۲۶۔ اگر اوروں کو قرآن کی تعلیم دے تو نرم روی سے دے، کوئی شاگرد غلطی کرے تو نہ اس پر سختی کرے اور نہ شرمسار کرے؛ بلکہ اپنے تمام معاملات میں رفق ونرمی اختیار کرے، خیر کی تعلیم دینے میں صبر کا دامن تھامے رکھے، تا کہ طالب اس کے ساتھ مانوس رہے اور اس کی صحبت میں بیٹھنے والا خوب شاداں وفرحاں رہے۔

۲۷۔ جب قرآن کا درس دے تو فہم وعقل کو خوب حاضر کر کے دے، بد دلی سے درس نہ دے۔

۲۸۔ جن اوامر کی پیروی اور جن نواہی سے باز رہنے کو اللہ تعالیٰ نے اس پر فرض قرار دیا

ہے، تلاوت کے وقت اس کا مقصد انہیں چیزوں کی سمجھ کو ذہن نشیں کرنا ہو تو یہ مقصد نہ ہو کہ کب یہ سورت ختم کروں گا؟

۲۹۔ تلاوت کا مقصد یہ ہو کہ میں کب ماسوی اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی ذات کے ذریعہ استغناء و بے نیازی حاصل کروں گا، میں کب متقیوں میں سے بنوں گا؟ میں کب محسنین (نیکوکاروں) میں سے بنوں گا؟ میں کب صادقین (سچے لوگوں) میں سے بنوں گا، میں کب خائفین (ڈرنے والوں) میں سے بنوں گا، میں کب راجین (امیدواروں) میں سے بنوں گا، میں کب دنیا سے زیادہ زہد و بے رغبتی حاصل کروں گا؟ میں کب آخرت میں رغبت کروں گا؟ میں کب گناہوں سے توبہ کروں؟ میں کب آخرت میں رغبت کروں؟ میں کب مسلسل نعمتوں کی قدر بجالاؤں، میں کب ان پر اللہ کا شکر بجالاؤں وغیرہ۔

۳۰۔ حافظ قرآن کی تمام حرکات وسکنات کا دارومدار قرآن وحدیث کے علم پر ہونا چاہئے، اگر چلے تو علم کے مطابق، اگر بیٹھے تو علم کے مطابق، کھائے تو علم کے مطابق، پیئے تو علم کے مطابق، پہنے تو علم کے مطابق، سوئے تو علم کے مطابق، بیوی سے ہم بستری کرے تو علم کے مطابق، بھائیوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے تو علم کے مطابق، ان کی زیارت کرے تو علم کے مطابق غرضیکہ زندگی کا ہر لمحہ کی علم کی روشنی میں قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنی میں ہو۔

حفاظ کے روحانی امراض

یعنی جو قراء وحفاظ قرآن کے ذریعے اللہ عزوجل کی خوشنودی کے بجائے اہل دنیا کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں:

۱۔ قاری قرآن، حروف قرآن کا تو حافظ ہو؛ لیکن حدود قرآن کا ضائع کرنے والا ہو۔

۲۔ اپنی ذات کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہو۔

۳۔ قرآن کو پونجی بنا رکھا ہو اور اس کے ذریعہ اغنیاء کا مال کھاتا ہو اور اپنی ضرورتوں کو پورا کرتا ہو۔

۴۔ دنیاداروں کی تعظیم اور فقراء کی تذلیل کرتا ہو۔

۵۔ اگر کسی مالدار کو تعلیم دے تو اس کی دنیا کی لالچ کی وجہ سے اس کے ساتھ نرمی برتتا ہو؛ لیکن اگر کسی فقیر کو تعلیم دے تو اس کی وجہ سے اس کے پاس دنیا نہیں ہے جس میں وہ لالچ کر سکے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کرتا ہو اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آتا ہو۔

۶۔ قرآن کے ذریعے فقراء سے خدمت لیتا ہو اور اغنیاء کا مال لینے کے لئے ان کی دکانوں اور گھروں کا چکر لگاتا ہو۔

۷۔ اگر خوش الحان ہو تو اس بات کا خواہش مند رہتا ہو کہ اغنیاء وسلاطین کے سامنے قراءت کرے اور ان کو نمازیں پڑھائے، ان کی دنیا میں طمع کی بناء پر، اور اس کے برعکس اگر فقراء اس سے نماز پڑھانے کی فرمائش کریں تو محض اس بناء پر ان کے پاس دنیا کم ہے، اس کو یہ فرمائش گراں گذرتی ہو، بس اس کا اصل مقصود دنیا ہے، جہاں بھی وہ اس کو ملتی ہو وہیں دوڑ کر پہنچ جاتا ہے۔

۸۔ قرآن کے سہارے لوگوں کے ساتھ فخر سے پیش آتا ہو، اور قراءات سبعہ یا عشرہ کے علم وفضل کے ذریعہ اپنے سے کم درجہ کے حفاظ پر اپنی باتوں کا سکہ جماتا ہو۔

۹۔ جس کسی کو اس جیسا ضبط نہیں ہے، اس کو خوامخواہ شرمسار وذلیل کرتا ہو اور جو اسی جیسا ضبط والا ہو اس کے عیوب تلاش کرتا رہتا ہو۔(۱)

۱۰۔ اس کا بیٹھنا متکبرانہ ہو اوروں کو تعلیم اپنی بڑائی جتانے کے لئے دیتا ہو، اس کے دل میں خشوع کی کوئی جگہ نہ ہو لایعنی باتوں کا خوب مشغلہ رکھتا ہو اور خوب ہنستا ہو۔

۱۱۔ قرآن کریم سنتے وقت نہ اس پر خشوع طاری ہوتا ہو، نہ روتا ہو، نہ غمگین ہوتا ہو، نہ غور وفکر کرتا ہو۔

۱۲۔ اگر کوئی اس کے حقوق میں کوتاہی کرے تو اس کو یہ کہتا ہو کہ ”اہل قرآن کے حقوق میں کوتاہی نہیں کیا کرے اور اہل قرآن کی حاجتیں پوری کیا کرتے ہیں“۔

---

(۱) اخلاق: ۱۵۰

۱۳۔ لوگوں سے اپنی ذاتی حقوق کی ادائیگی کا طالب ہو مگر خود اس پر جو حقوق اللہ واجب ہیں، ان کی ادائیگی کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔

۱۴۔ اوروں پر تو اپنے گمان کے مطابق لوجہ ناراض ہوتا؛ مگر خود اپنے نفس پر، اللہ کی خاطر کبھی بھی قطعا ناراض نہ ہوتا ہو۔

۱۵۔ اس کی منزل مقصود صرف ''الفاظ کا حفظ'' ہو کہ اگر تلاوت میں ایک بھی غلطی آجائے تو اس کو ناگوار ہو اور اس کی وجہ سے اس پر رنج کا غلبہ ہو جائے محض اس بناء پر کہ اس طرح لوگوں میں عزت و وجاہت کم ہوگئی اور اب لوگ اس کو اتنا بڑا قاری حافظ نہیں سمجھیں گے جتنا کہ پہلے سمجھتے تھے، ؛لیکن اس کے بالمقابل قرآن کے اوامر و نواہی کے متعلق اس نے جو اپنے اور اللہ کے مابین کئی حقوق ضائع کر رکھے ہو ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔(۱)

۱۶۔ دینی علوم کے تحصیل اور ضروری دینی احکام و مسائل اور حلال و حرام امور و معاملات کی واقفیت سے اس کو کوئی رغبت و دل چسپی نہ ہو بس قرآن پاک کے حفظ پر قناعت کئے ہوئے، اس کے ذریعہ اہل دنیا کے سامنے بناوٹ سجاوٹ کر لیتا ہو اور اس کے ذریعہ دنیا کما کر عیش و لطف اٹھانے میں مشغول ہو۔

۱۷۔ قرآن پڑھنے یا پڑھانے کے وقت اس کے اعضاء بدن پر کسی قسم کے خشوع کے آثار ظاہر نہ ہوتے ہوں، بس اس کا مقصود صرف یہ ہو کہ کب قراءت ختم ہو؟ یہ مقصد نہ ہو کہ وہ کب قرآن کو سمجھے گا؟ تلاوت کے وقت قرآن کی امثال میں غور نہ کرتا ہو، وعد اور وعید سے کوئی اثر نہ لیتا ہو۔

۱۹۸۔ اس کا نفس مخلوق کی رضامندی کا طالب ہو، رب العالمین کی ناراضگی کی ذرا بھی پرواہ نہ کرتا ہو۔

۱۹۔ اس کو یہ بات پسند ہو کہ لوگوں میں بہت پڑھنے پڑھانے کے ساتھ مشہور ہو، اپنے

(۱) اخلاق:۱۵۱

قرآن کے ختموں کی نمائش ومشہوری کرتا ہوں کہ لوگوں میں اس کی عزت ووجاہت زیادہ ہوجائے۔

۲۰۔ جاہلوں کی جھوٹی اور خلافِ واقعہ تعریف نے اس کو فتنہ اور دھوکے میں ڈال رکھا ہو باوجودیکہ کہ اس کے افعال جاہلوں کے سے ہوں۔

۲۱۔ اس کے نفس میں جو خواہش بھی آتی ہو قرآنی حکم سے قطع نظر اس کی پیروی کرتا ہو۔

۲۲۔ اگر اس کا کوئی شاگرد کسی دوسرے استاذ سے پڑھتا ہو تو اس پر ناراض ہوتا ہو۔

۲۳۔ اگر اس کے سامنے اہل قرآن میں سے کسی کی قابلیت یا نیکی کا تذکرہ ہو تو اس کو یہ بات ناگوار گذرتی ہو، اگر اس کی کسی پریشانی کا ذکر ہو تو اس سے اس کو خوشی ہوتی ہو۔

۲۴۔ اپنے سے کم مرتبہ کے ساتھ ٹھٹھا مذاق کرتا ہو اور اپنے سے زیادہ مرتبہ لوگوں کے ساتھ طعن وتشنیع کا معاملہ کرتا ہو۔

۲۵۔ اہل قرآن کے عیوب تلاش کرتا ہو، تاکہ ان کے درجہ کو گھٹائے اور اپنی تعلّی ثابت کرے۔

۲۶۔ اس بات کا آرزومند ہو کہ دوسرے لوگوں سے غلطیاں سرزد ہوں اور خود اس کی ہر بات درستی پر مبنی ہو۔(۱)

۲۷۔ ظاہر میں تو قرآن کی تلاوت کے ذریعے اپنے اوپر صلحاء کی علامات ظاہر کرتا ہو؛ مگر باطن میں اللہ تعالیٰ کے کئی ضروری احکام کو ضائع کر رکھا ہو اور جن چیزوں سے مولی نے منع کر رکھا ہے ان کا ارتکاب کر رہا ہو، اور اس تمامتر کاروائی کا منشاء محض حب جاہ ومنصب اور حب دنیا ہو۔

۲۸۔ حفظ قرآن کی وجہ سے عجب وخودپسندی اور لوگوں کی انگشت نمائی نم اس کو فتنہ اور غرور میں ڈال رکھا ہو۔

۲۹۔ اگر کوئی دنیادار یا بادشاہ بیمار ہوجائے اور اس سے ختم قرآن کا مطالبہ کیا جائے تو فورا

---

(۱) اخلاق:۱۵۲

قبول کر لیتا ہو اور خوب خوش ہوتا ہو، لیکن اگر کوئی فقیر و مفلس یا گمنام آدمی بیمار ہوجائے اور اس سے ختم قرآن کا مطالبہ کیا جائے تو یہ بات اس پر بھاری اور باعثِ ناگواری ہوتی ہو، پس جس حافظ وقاری کے یہ اخلاق ہوں وہ اوروں کے لئے فتنہ اور گمراہی کا موجب ہوگا؛ کیوں کہ جب وہ ایسے قبیح اور کمینے اخلاق کا ارتکاب کرے گا تو جہلاء اس کی اقتداء کریں گے، اور جب کوئی اس جاہل پر اعتراض کرے گا تو وہ صاف کہہ دے گا کہ جب فلاں حافظِ قرآن ایسے کام کرتا ہے تو ہم کیوں نہ کریں، لہٰذا ایسے اہل قرآن اس قسم کے اخلاق رذیلہ سے توبہ کر کے اخلاق شریفہ کے ساتھ تخلق اختیار کریں۔(۱)

---

(۱) فضائل حفاظ قرآن: ۳۹۶-۴۰۱

حفظ قرآن کی اہمیت وفضیلت کے عنوان پر جتنا بولا اور لکھا جاتا ہے شاید اس اس زمانے میں اسے زیادہ قرآن کے بھولنے کی مذمت واصلاح پر ترغیب دلانے کی ضرورت ہے، مدارس سے حفظ کر کے فارغ ہونے والے طلبہ کے لئے سال بھر مخصوص مستقل شعبہ ان کے حفظ کو باقی رکھنے کے لئے قائم کرنے کی ضرورت ہے، حافظ بننا کسی قدر آسان ہے، حافظ بن کر مرنا اور اس نعمت کو سنبھالنا مشکل ترین ذمہ داری ہے، حفظ کے بعد وہ حافظِ قرآن چاہے عالمیت میں ہو یا تدریس میں، تجارت وملازمت میں ہو یا امامت ومکتب میں ہر ایک کو اس کی طرف متوجہ کرنے کی ضررت ہے، اس سلسلہ میں ''البلاغ'' میں مطبوعہ ایک مضمون من وعن پیش خدمت ہے۔

نسیان قرآن

قرآن مجید کا حفظ کرنا بہت بڑی سعادت ہے، اس سعادت کا حقیقی صلہ تو اللہ جل شانہ آخرت میں عنایت فرمائیں گے؛ مگر اس دنیا میں بھی بڑی بڑی نعمتیں حافظ قرآن کو عطا ہوتی ہیں "بقدر ما یجوز به الصلاة" یعنی اتنا قرآن مجید یاد کرنا کہ جس سے نماز ادا ہوجائے (تین چھوٹی آیات یا ایک بڑی آیت) ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور پورا قرآن مجید حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی فضائل قرآن: ۱۱ میں تحریر فرماتے ہیں:

> "اگر کوئی بھی العیاذ باللہ حافظ نہ رہے تو تمام مسلمان گناہ گار رہیں زرکشی رحمہ اللہ سے ملا علی قاری نے نقل کیا ہے کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک پڑھنے والا نہ ہو تو سب گناہ گار ہوں گے"۔

الحمد للہ آج کل لوگوں میں حفظ قرآن کا بہت رجحان ہے، تقریبا ہر گھر میں ایک حافظ موجود ہے یا کوشش کی جاری ہے؛ بلکہ بعض گھروں میں متعدد حافظ موجود ہیں، اب اتنے حافظ ہوگئے ہیں کہ مسجدیں تراویح کے لئے کم پڑ گئی ہیں، بعض مساجد ومکاتب اور مدارس میں بیسیوں حفاظ بیک وقت قرآن مجید تراویح میں سنا رہے ہوتے ہیں، محلے کے کئی گھر میں قرآن مجید سنایا جارہا ہے۔

حفظ قرآن کا یہ جذبہ قابل قدر ہے، مگر اس کا دوسرا پہلو نہایت ہی خطرناک ہے اور وہ ہے قرآن مجید حفظ کر کے بھلا دینا، آج کل والدین جوش میں آکر بچوں کو حفظ کرانے کا

فیصلہ کرتو لیتے ہیں ؛ مگر اس کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے ، حفظ قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ دوران تعلیم حفظ کو پختہ کیا جائے اور حفظ کی تکمیل کے بعد کم از کم ایک سال یا چھ ماہ اس کی گردان کی جائے ، اور اس کے بعد بھی پوری زندگی بلا ناغہ اس کی تلاوت (حفظ) کی جائے ؛ تا کہ جو نعمت اور اعزاز اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے اسکی نا قدری نہ ہو۔(۱)

حفاظ کی ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ وہ سال بھر پڑھتے نہیں ، پھر فخر کرتے ہیں کہ ہم نے سال بھر تک کھول کر بھی نہیں دیکھا ؛ باوجود اس کے ہم نے رمضان میں سنا دیا ، اس ناواقفی کی بھی کوئی حد ہے؟ کہ جو بات عیب کی تھی اس کو ہنر سمجھ کر اس پر فخر کیا جاتا ہے ، ان صاحبوں کو سمجھنا چاہئے کہ مقصود پڑھنے سے یہ تھا کہ ہمیشہ اس کی تلاوت سے برکات حاصل کی جائیں ، جب یہ نہ ہوا تو پڑھا نہ پڑھا برابر ہو گیا ، پھر تجربہ سے معلوم ہوا ہے ، اور ایک حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ قرآن مجید نہ پڑھنے سے اس سے ایسی بے مناسبتی ہو جاتی ہے کہ پھر دیکھ کر بھی نہیں چلتا ، یہ تو ناظرہ خواں کے بھولنے کی حد ہے ، اور حافظ قرآن کے بھولنے کی حد یہ ہے کہ حفظ نہ پڑھ سکے ، اور نسیان قرآن پر حدیثوں میں وعید شدید آئیں ہیں ، پھر یہ کہ اتنے دنوں کی کرائی محنت جو کہ پڑھنے میں برداشت کی تھی ، اس کے ضائع کر دینے کے لئے دل کیسے گوارہ کرتا ہے؟ دوام تلاوت میں بعض لوگ کم فرصتی کا عذر کرتے ہیں ؛ لیکن سچ یہ ہے کہ جس چیز کا انسان ارادہ کر لیتا ہے ، کسی نہ کسی صورت میں اس کو کر ہی لیتا ہے ، خاص کر جب کہ کام بھی آسان ہو ، کیا یہ بھی کوئی مشکل کام ہے؟ کہ ۲۴ گھنٹے میں سے آدھا گھنٹہ کہ مجموعہ روز وشب کے ساتھ ۱/۴۸ کی نسبت رکھتا ہے نکال کر اس میں اگر ناظرہ خواں ہے تو ایک پارہ اور اگر حافظ ہے تو ایک یا ڈیڑھ پارہ بے تکلف پڑھ لیا کرے اور اتفاقاً ناغہ ہو جانا دوسری بات ہے اس سے زیادہ وقت تو فضولیات وخرافات میں صرف ہو جاتا ہے جس میں نہ نفع دین نہ نفع دنیا۔

توبہ توبہ کیا قرآن مجید کی ان فضولیات کے برابر بھی وقعت نہیں ہے کہ فضولیات کے

(۱) نسیان القرآن ، قاری حبیب الرحمن صاحب : البلاغ : ۷/۴ ، محرم الحرام : ۱۴۳۶

لئے تو فرصت ہوجایا کرے اور قرآن مجید کے لئے نہیں ہوتی؟ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے سو میں نے ان میں کوئی گناہ اس سے بڑھ کر نہیں دیکھا کہ کسی شخص کو قرآن کی کوئی سورت یا آیت عطا کی گئی ہو، پھر اس نے اس کو بھلا دیا ہو "فلم أر ذنبا أعظم من سورة من القرآن أو آية أوتيها رجل ثم نسيها" (۲)

اسی وجہ سے استاذ الحفاظ والقراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمہ اللہ آداب تلاوت: ۴۰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن مجید یاد ہوجانے کے بعد اس کا یاد رکھنا فرض ہوجاتا ہے، روزانہ منزل پڑھنی چاہئے، اگر خدانخواستہ بچہ اسکول کی نذر ہوگیا تو یہ اس کے لئے سم قاتل ہے، اس صورت میں اس کا حفظ تو حفظ اس کی نماز وغیرہ سب دینی باتیں ختم ہوجائیں گی، پس اس سے اجتناب از حد ضروری ہے؛ بلکہ میرا مشورہ یہ ہے کہ جس بچہ کے متعلق یہ گمان ہو کہ وہ حفظ سے فارغ ہوکر فوراً اسکول میں جائے گا اور حفظ بھلا دے گا تو اس کو حفظ کرایا نہ جائے (تاکہ قیامت والے دن پکڑ سے بچ جائے)؛ بلکہ ناظرہ پڑھایا جائے اور نماز اور دینی باتوں کا خوگر بنادیا جائے"۔

احقر (صاحب مضمون قاری حبیب الرحمن صاحب) عرض کرتا ہے کہ قاری صاحب نے سچ فرمایا کہ ایسے بچوں کو حفظ نہ کرایا جائے جن کے متعلق قرائن سے یہ معلوم ہوجائے کہ بعد میں بھول جائیں؛ بلکہ ان بچوں کو اس کام کے لئے چنا جائے جو اس کے اہل ہوں، آخر دنیا کے کاموں میں بھی تو چناؤ ہوتا ہے، تو پھر آخرت کے یا دین کے کاموں میں چناؤ کیوں نہ کیا جائے، پولیس یا فوج میں شمولیت کے لئے چناؤ ہوتا ہے کہ تندرست ہو،

---

(۱) اصلاح انقلاب امت: ۴۰، مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، ادارۃ المعارف، کراچی

(۲) سنن ابوداؤد: باب في كنس المسجد، حدیث: ۴۶۱

معذور نہ ہو، ذہین ہو، کند ذہن نہ ہو، چاق وچوبند ہو، کاہل وسست نہ ہو وغیرہ؛ بلکہ فضائیہ میں شمولیت کیلئے تو اور زیادہ کڑی شرائط رکھی جاتی ہیں، لہٰذا اگر دین کا کام سنبھالنے والوں کے لئے کڑی شرائط رکھی جائیں تو بے جا نہ ہوگا اور حفظ قرآن از امور دین ہے نہ کہ دنیا۔

قرآن بھلانے کی سزا آخرت میں تو ہوگی ہی دنیا میں بھی اس کی سزا ملتی ہے، دنیا میں لوگوں کی نظروں سے گرجاتا ہے، بلکہ اس کی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے، گذران مکدر اور تنگ ہوجاتی ہے، بعض علماء نے قرآن کے بھلانے کو سورہ طہ کی آیت نمبر ۱۲۴ کا مصداق قرار دیا ہے، جس میں اللہ تعالی کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى (۱)

اور جو میری نصیحت سے منہ موڑے گا تو اس کو بڑی تنگ زندگی ملے گی،
اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے، جیسے اللہ تعالی شانہ ہمارے محتاج نہیں؛ بلکہ ہم ان کے محتاج ہیں، اسی طرح اللہ کا کلام بھی ہمارا محتاج نہیں ہم اس کے محتاج ہیں، اگر خدانخواستہ ہم نے اسے چھوڑا تو یہ بھی ہمیں چھوڑ دے گا، اسی وجہ سے سرور کونین ﷺ کے ارشادات گرامی ہیں:

۱- "تعاهدوا القرآن فوالذی نفسی بیده لهو أشد تفصّیا من الإبل فی عقلها" (۲) قرآن کی خبر لیا کرو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اونٹ اپنی رسی سے اتنی جلدی نہیں نکلتا جتنی جلدی قرآن سینے سے نکل جاتا ہے۔

۲- اور ایک جگہ ارشاد فرمایا: "إنما مثل صاحب القرآن کمثل صاحب الإبل المعلقة إن عاهد علیها أمسکها وإن أطلقها ذهبت" (۳)

---

(۱) طہ:۱۲۴

(۲) صحیح مسلم: باب الأمر بتعهد القرآن وکراهة قول، حدیث:۷۹۱

(۳) مسلم: باب الأمر بتعهد القرآن، حدیث:۷۹۱

’’قرآن والے (قاری) کی مثال اس اونٹ والے کی ہے جس کے اونٹ کو رسی سے باندھا گیا ہے، اگر اس کی خبر گیری رکھتا ہے تو وہ بندھا رہتا ہے، اگر اس کو چھوڑ دیتا ہے تو جاتا رہتا ہے‘‘۔

ان احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے حافظ اور قرآن کو اونٹ والے اور اونٹ سے مثال دے کر فرمایا کہ جس طرح اونٹ والا اونٹ کی رسی کو پکڑے رہے، تھامے رہے اس کو باندھے رہے تو وہ اس کے پاس رہتا ہے، اور اس کے قبضہ میں رہتا ہے، اور اگر اونٹ والا اونٹ کی دیکھ بھال نہ کرے یا اس کی رسی کو چھوڑ دے تو وہ جدھر چاہتا ہے چلا جاتا ہے، اسی طرح اگر حافظ قرآن کی تلاوت کرتا رہے تو قرآن اس کے سینہ میں محفوظ رہے گا، ورنہ اونٹ کی طرح چلا جائے گا اور کتاب الحیوان میں ہے کہ اونٹ میں یہ صفت ہے کہ جب یہ چلتا ہے تو پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتا بنسبت دوسرے جانوروں کے جب وہ چلتے ہیں تو پیچھے بھی مڑ کر دیکھتے ہیں۔

شیخ عبدالحمید یوسف منصور اس مضمون کو نہایت بہترین انداز میں یوں تحریر فرماتے ہیں:

’’من ترک القرآن یوما ترکه القرآن اسبوعا، ومن ترکه اسبوعا ترکه شهرا، ومن ترکه شهرا ترکه سنة، ومن ترکه سنة ترکه الدهر کله‘‘(۱)، یعنی جو قرآن کو ایک دن کے لئے چھوڑتا ہے قرآن اس کو ایک ہفتہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور جو قرآن کو ایک ہفتہ کے لئے چھوڑے قرآن اس کو ایک ماہ کے لئے چھوڑتا ہے، اور جو قرآن کو ایک ماہ کے لئے چھوڑ دے قرآن اس کو ایک سال کے لئے چھوڑ دیتا ہے اور جو قرآن کو ایک سال کے لئے چھوڑ دے تو قرآن اس کو زندگی بھر کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔

نیز وہ لکھتے ہیں:

’’القرآن أخف من الحمامة وأثقل من الجبل‘‘ یعنی قرآن پابندی سے پڑھنے والے کے لئے کبوتر سے زیادہ ہلکا اور نہ پڑھنے اور چھوڑ دینے والے کے لئے پہاڑ سے بھی زیادہ بھاری ہے۔

(۱) فتح المرید فی علم التجوید: ۵۲

نیز ارشاد نبوی ہے: "تعاهدوا القرآن، اقروا القرآن واستذكروا القرآن" میں صحابہ کو تاکید فرمائی جارہی ہے کہ قرآن کی خبر گیری کرو (کثرت سے تلاوت کرو) یاد کرتے رہا کرو؛ حالانکہ ان کے حافظے بہت زیادہ قوی تھے اس کے باوجود بھی تاکید فرمائی ہمارے زمانے کے حافظے نہایت ہی کمزور ہیں ؛ اس لئے ہمیں تو بہت زیادہ کثرت سے تلاوت کا اہتمام کرنا چاہئے اور کثرت سے تلاوت کرنے کا انعام ملے گا کہ روز قیامت قرآن یاد ہوگا بھولے گا نہیں ؛ کیوں کہ جب حافظ کو حکم ہوگا "اقرا وارتق ورتل" (قرآن پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا" تو ملا علی قاری سے نقل کردہ حدیث کے مطابق اگر دنیا میں بکثرت تلاوت کرتا رہا تو اس وقت بھی یاد ہوگا ورنہ بھول جائے گا۔

احادیث کے الفاظ "القرآن يحاجّ العباد، القرآن حجة لك أو عليك، ومن جعله خلفه ساقه إلى النار" صاف صاف بتلارہے ہے کہ قرآن ان لوگوں کے خلاف جھگڑا کرے گا اور انہیں جہنم میں گرائے گا جنہوں نے اس کے حقوق کو تلف کیا اور اسے پس پشت ڈال دیا۔(۱)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: "ما من امرء يقرأ القرآن ثم ينساه إلا لقى الله يوم القيامة أجذم" (۲)

یعنی کوئی شخص ایسا نہیں جو قرآن کو پڑھتا ہو پھر اس کو بھول جائے مگر وہ قیامت کے دن کٹے ہوئے ہاتھ سے اللہ سے ملاقات کرے گا۔

قرآن مجید اگر بھول جائے تو یوں اس کو نہ بیان کیا جائے کہ "میں قرآن بھول گیا ہوں" بلکہ یوں کہا جائے کہ "میں بھلا دیا گیا ہوں" کیوں کہ قرآن بھولنا قرآن کی عظمت کے خلاف ہے، اس لئے اس کو یوں کہے کہ میری کم نصیبی اور کوتاہی ہے کہ میں نے اس نعمتِ عظمی کی قدر نہیں کی، اسی کا رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا:

(۱) مصنف عبد الرزاق، باب تعليم القرآن وفضله، حديث: ٦٠١٠

(۲) ابوداؤد: باب التشديد فيمن حفظ القرآن، حديث: ١٤٧٦

"بئس ما لأحدهم أن يقول نسيت آية كيت و كيت بل نُسّی "(۱) کسی شخص کے لئے یہ بات بری ہے کہ وہ یوں کہے کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا ہوں بلکہ وہ اس طرح کہے کہ بھلا یا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انتہائی بڑا گناہ جس کی میری امت کو قیامت کے دن پوری پوری سزا ملے گی یہ ہے کہ امت میں سے کسی کو کتاب اللہ کی کوئی سورت یاد ہو اور پھر وہ اس کو بھول گیا ہو۔(۲)

عکرمہ اور مجاہد دونوں کا قول ہے کہ جب کوئی شخص قرآن سیکھے اور پھر اس کو بھلا دے قیامت کے دن قرآن پاک آئے گا اور اس سے کہے گا اگر تو مجھے یاد رکھتا تو آج میں تجھے اونچے درجے پر پہنچا دیتا؛ لیکن تو نے غفلت و کوتاہی برتی؛ لہٰذا میں بھی تیری اس خدمت سے قاصر ہوں۔(۳)

قرآن مجید کا بھولنا بعض اوقات کسی بیماری یا حادثے کی وجہ سے ہوتا ہے اور بعض دفعہ اپنی سستی، کاہلی کی وجہ سے اور بعض دفعہ گناہوں کی وجہ سے، گناہوں کا نسیان میں بڑا دخل ہے۔

گناہوں کی کثرت کے علاوہ ہموم وغموم دنیوی کی زیادتی، بہت سے کاموں اور تعلقات کو بڑھانا، ہرا دھنیا کھانا، کھٹا سیب کھانا، سولی پر لٹکے ہوئے کو دیکھنا، قبروں کے کتبوں کو پڑھنا، اونٹوں کے درمیان میں چلنا، زندہ جوؤں کو بغیر مارے پھینک دینا، گدی پر پچھنے لگوانا یہ سب چیزیں حافظہ کو کمزور کرتی ہیں۔(۴)

نسیان قرآن سے بچنے کے لئے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کیا جائے تو بہتر ہوگا:

---

(۱) بخاری: باب استذکار القرآن و تعاهده، حدیث: ۴۷۴۴

(۲) محمد بن نصر المزوری فی قیام اللیل: ۱۷۸

(۳) محمد بن نصر المزوری، قیام اللیل: ۱۷۸

(۴) تعلیم المتعلم طریق التعلیم: ۸۱

۱- حفظ کی تکمیل کے بعد گردان یعنی دور کے لئے کم از کم ایک سال چھ ماہ ضرور لگانے چاہئیں۔
۲- روزانہ کم از کم ایک پارہ حفظ پڑھنا چاہئے یا کسی کو سنا دینا چاہئے۔
۳- ہر سال تراویح میں قرآن مجید سنانا چاہئے۔
۴- احکامات قرآنی پر عمل کرنا چاہئے۔
۵- گناہوں سے اور دیگر چیزوں سے بچنا جو حافظہ کو کمزور کرتی ہیں۔
۶- استاذ القراء قاری رحیم بخش پانی پتی کی تجویز کے مطابق تہجد کی آٹھ رکعتوں میں تین پارے پڑھ لیا کریں کہ اس عمل سے ان شاء اللہ قرآن مجید خوب پختہ ہو جائے گا، نیز سورہ بقرہ کی ابتداء سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی سے خالدون تک اور آخری رکوع بقرہ کا روزانہ بعد از عشاء پڑھ لیا کریں کہ ان آیات کے پڑھنے والے کو قرآن مجید یاد رہتا ہے۔(۱)(۲)

معیار نسیان کیا ہے؟

بعض علماء کہتے ہیں کہ اتنا بھول جائے کہ ناظرہ بھی تلاوت نہ کر سکے، ہمارے مشائخ کا رجحان اسی طرف ہے کہ سابقہ معیار کے لحاظ سے حفظ میں فرق اور کمی آجائے، احقر (محمد طاہر رحیمی مدنی) کا خیال ہے کہ تراویح میں سنانے کے قابل نہ رہے اور اگر سنا تو عام تاثرات عرف میں یہ ہو کہ یہ شخص قرآن مجید بھول چکا ہے، اس کی تو اس قدر غلطیاں ہیں کہ الأمان والحفیظ۔

(۱) آداب تلاوت: ۴۸
(۲) البلاغ: نسیان القرآن: قاری حبیب الرحمن صاحب، قرآن کو بھول جانا: ۴۳، محرم الحرام: ۱۴۳۶ھ

قوت حافظہ کے لئے بعض مجرب معمولات

۱- یہ دعاء بھی مسنون ہے:

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: مَنْ خَشِيَ الْقُرْآنَ فَلْيَقُلْ: "اَللّٰهُمَّ نَوِّرْ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ، وَأَطْلِقْ بِهٖ لِسَانِيْ، وَاشْرَحْ بِهٖ صَدْرِيْ، واستَعْمِلْ بِهٖ جَسَدِيْ بِحَوْلِكَ وَقُوَّتِكَ، فَإِنَّهٗ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ" (۱)

۲- حفظ قرآن کی دعا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے سینے سے قرآن نکلتا جا رہا ہے۔ میں اس کے حفظ پر قادر نہیں آپ نے فرمایا ابوحسن میں تمہیں ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ تمہیں بھی فائدہ پہنچائیں گے۔ اور جسے بتاؤ گے اس کے لئے بھی فائدہ مند ہوں گے اور جو کچھ تم سیکھو گے وہ تمہارے سینے میں رہے گا، عرض کیا: جی ہاں ضرور سکھائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کی شب کو اگر تم رات کے آخری حصے میں اٹھ سکو تو یہ گھڑی ایسی ہے کہ فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اور دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، چنانچہ میرے بھائی یعقوب علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹوں کو یہی کہا تھا کہ میں عنقریب

(۱) نہایۃ القول المفید: ۳۱۳، البلاغ: نسیان القرآن: قاری حبیب الرحمن صاحب، قرآن کو بھول جانا: ۴۳، محرم الحرام: ۱۴۳۶ھ

جمعہ کی رات تم لوگوں کے لئے مغفرت کی دعا کروں گا۔لیکن اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکو تو رات کے پہلے تہائی حصے میں اٹھ جا اور اگر اس وقت بھی نہ اٹھ سکو تو رات کے دوسرے تہائی حصہ میں چار رکعت نماز پڑھو۔پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ یاسین، دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان، تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد حم سجدہ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھو۔پھر جب (قعدہ اخیر میں) التحیات سے فارغ ہونے کے بعد خوب اچھے طریقے سے اللہ کی حمد وثنا بیان کرو۔پھر اسی طرح مجھ پر اور تمام انبیا پر درود بھیجو۔پھر تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لئے مغفرت مانگو، پھر ان بھائیوں کے لئے بھی جو تم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں۔اور اس کے بعد یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِیْ أَبَدًا مَا اَبْقَیْتَنِیْ، وَارْحَمْنِیْ أَنْ أَتَكَلَّفَ مَا لَا یَعْنِینِیْ، وَارْزُقْنِیْ حُسْنَ النَّظْرِ فِیْمَا یُرْضِیْكَ عَنِّیْ، اَللّٰھُمَّ بَدِیْعَ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالإِکْرَامِ وَالْعِزَّۃِ الَّتِیْ لَا تُرَام، أَسْأَلُكَ یَا اَللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْھِكَ اَنْ تُلْزِمَ قَلْبِیْ حِفْظَ کِتَابِكَ کَمَا عَلَّمْتَنِیْ وَارْزُقْنِیْ أَنْ أَتْلُوْہُ عَلَی النَّحْوِ الَّذِیْ یُرْضِیْكَ عَنِّیِ اَللّٰھُمَّ بَدِیْعُ السَّمٰوَاتِ وَالأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ والإِکْرَامِ وَالعِزَّۃِ الَّتِی لَا تُرَامُ اَسْأَلُكَ یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ بِجَلَالِكَ وَنُوْرِ وَجْھِكَ أَنْ تُنَوِّرَ بِکِتَابِكَ بَصَرِیْ، وَأَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِیْ وأَنْ تُفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِیْ وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِیْ، وَاَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِیْ فَإِنَّهُ لَا یُعِیْنُنِی عَلَی الْحَقِّ غَیْرُكَ وَلَا یُوتِیْهِ إِلاَّ أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ إِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیمِ"

یعنی اے اللہ! مجھ پر جب تک میں زندہ ہوں اس طرح اپنا رحم فرما کہ میں ہمیشہ کے لئے گناہ چھوڑ دوں اور لایعنی باتوں سے پرہیز کروں مجھے اپنے پسندیدہ امور کے متعلق خوب غور وفکر کرنا عطا فرما۔اے اللہ!

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے ! اے عظمت و بزرگی والے! اور اے ایسی عزت والے کہ جس کی کوئی اور خواہش نہ کر سکے، اے اللہ! اے رحمن! میں تجھ سے تیرے جلال اور تیرے چہرے کے نور کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ میرے دل پر اپنی کتاب (قرآن مجید) کا حفظ اس طرح لازم کر دے جس طرح تو نے مجھے یہ کتاب سکھائی ہے۔ اور مجھے توفیق دے کہ میں اس کی اسی طرح تلاوت کروں جس طرح تو پسند کرتا ہے۔ اے آسمانوں اور زمین کے خالق، اے ذوالجلال والاکرام اور اے ایسی عزت والے جس کی کوئی خواہش بھی نہیں کر سکتا۔ اے اللہ! اے رحمن! تیری عظمت اور تیرے چہرہ کے نور کے وسیلے سے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میری نظر کو اپنی کتاب سے پر نور کر دے۔ اسے میری زبان پر جاری کر دے۔ اس سے میرا دل اور سینہ کھول دے اور اس سے میرا بدن دھو دے اس لئے کہ حق پر میری تیرے علاوہ کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ صرف تو ہی ہے جو میری مدد کر سکتا ہے۔ کسی گناہ سے بچنے کی طاقت یا نیکی کرنے کی قوت بھی صرف تیری ہی طرف سے جو بہت بلند اور عظیم ہے۔

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوحسن تم اسے تین پانچ یا سات جمعہ تک پڑھو، اللہ کے حکم سے تمہاری دعا قبول کی جائے گی۔ اور اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے! اسے پڑھنے والا کوئی مومن کبھی محروم نہیں رہ سکتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پانچ یا سات جمعے گذرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ویسی ہی مجلس میں دوبارہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں پہلے چار آیتیں یاد کرتا تو جب پڑھنے لگا بھول جاتا اور اب چالیس آیتیں یاد کرنے کے بعد بھی پڑھنے لگتا ہوں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قرآن مجید میرے سامنے ہے۔ اسی طرح جب میں کوئی حدیث سنتا تھا تو جب پڑھنے لگتا

تو وہ دل سے نکل جاتی ہے اور اب احادیث سنتا ہوں تو بیان کرتے وقت اس میں سے ایک حرف بھی نہیں چھوٹتا۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! ابوحسن مومن ہے "مؤمن ورب الکعبۃ یا أبا الحسن"(۱)

۳-قرآن یادرکھنے کا عمل

دارمی نے اپنے مسند میں شعبی سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص رات کو سورہ بقرہ کی یہ دس آیتیں پڑھا کرے وہ کبھی قرآن نہیں بھولے گا، چار الم سے مفلحون تک (یہ کوفی شمار کے لحاظ سے ہیں جس میں الم مستقل آیت نہیں) اور آیۃ الکرسی اور اس کے بعد دو آیتیں "خالدون" اور بقرہ کی آخری تین آیتیں "للہ ما فی السماوات والأرض" سے ختم سورۃ تک۔(۲)

۴-قوت حافظہ کے لئے مجرب عمل

ایک صاحب نے حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب کاندھلوی سے حافظہ کی شکایت کی کہ قرآن کریم پڑھتا ہوں بھول جاتا ہوں، فرمایا: گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ اور نگاہ کی حفاظت کرو، بدنظری سے حافظہ پر اثر پڑتا ہے، رات کو سونے سے پہلے "الم" سے "مفلحون" تک اور آیت الکرسی آخری رکوع تک اور "آمن الرسول" سے سورت کے ختم تک پڑھ کر سوئیں، انشاء اللہ حافظہ قوی ہوگا، لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔(۳)

۵-قوت حافظہ کے لئے خاص عمل

ایک صاحب نے اپنے صاحبزادے کے بارے میں کند ذہن ہونے کی شکایت کی

---

(۱) ترمذی: باب فی دعاء الحفظ، حدیث: ۳۵۷۰، امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ روایت غریب ہے، یہ صرف ولید بن مسلم کے طریق سے منقول ہے۔

(۲) مسند دارمی، تحفظ حفاظ: ۱۴۰، افادات حضرت مولانا زکریا، قاری طیب صاحب، مولانا ابوالحسن ندوی، فرید بک ڈپو۔

(۳) ابوعثمان محمد شعبان بستوی، ارشادات افتخار الاولیاء: ۱۴۳، مدرسہ اسلامیہ سلیمانیہ، عیدگاہ، کاندھلہ، ضلع شاملی

یہ بچہ حفظ کرتا ہے؛ مگر یاداشت بہت کمزور ہے، حضرت والا نے ان صاحبزادے سے ارشاد فرمایا کہ نظر کی حفاظت کرو، بدنظری سے حافظہ پر اثر پڑتا ہے، حدیث پاک میں ارشادگرامی ہے:

"النظرة سهم مسموم من سهام ابليس من تركها من مخافتي أبدلته إيمانا يجد حلاوته في قلبه" (۱)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے کہ نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، جو شخص اس سے اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے بچا رہے حق تعالیٰ شانہ اس کو ایسا نورِ ایمانی نصیب فرماتے ہیں کہ جس کی حلاوت اور لذت قلب میں محسوس کرتا ہے۔

۶۔قرآن کریم کے لئے مجربات واعمال

الف: علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ ہشام بن القاضی بن الحارث ، ابن عباس رضی اللہ عنہ کی زبانی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میں تجھ کو وہ بات بتلاؤں جو جبرئیل نے مجھے بطور ہدیہ دی ہے جس سے حافظہ بڑھتا ہے اور نسیان دور ہوتا ہے، ابن عباس نے کہا یا رسول اللہ! ضرور بتلائے، آپ نے فرمایا کہ کسی تھال یا کٹورے میں زعفران وگلاب کے عرق سے سورہ الفاتحہ وسورۃ الحشر وسورۃ الواقعہ لکھو، پھر آب زمزم آب بارش یا کسی صاف پانی سے دھو کر صبح کے وقت تین مثقال یعنی ایک تولہ سے زیادہ شکر ملا کر پی جاؤ اور اس کے بعد دو رکعت پڑھو ہر ایک رکعت میں پچاس دفعہ "قل هو الله أحد" اور پچاس ہی دفعہ سورۃ الفاتحہ پڑھو، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اسلام کے بعد جیسا کہ میں اس روز خوش ہوا کبھی نہیں ہوا تھا؛ کیوں کہ اس کا نفع چالیس روز کے بعد ہی شروع ہوا، ابن شہاب زہری اس کو لکھ کر اپنی اولاد کو پلایا کرتے تھے، عاصم کا قول

(۱) المعجم الكبير للطبرانی: باب، حدیث: ۱۰۳۶۲۔

ہے کہ: میں نے پچپن سال کی عمر میں اس کا استعمال شروع کیا، پس ہر ایک مہینہ میں میرا حافظہ وفہم بڑھتا گیا۔

ب: امام محمد بن سیرین سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس آکر شکایت کی، آپ نے فرمایا کہ ہر روز دو مثقال شکرتری اور ایک مثقال لوبان ملا کر کھایا کرو اور اس کے بعد اپنی بائیں ہتھیلی پر زعفران کے ساتھ آیت الکرسی لکھ کر زبان سے چاٹ لیا کرو، اس نے ایسا ہی کیا، چند ہی روز کے بعد محمد بن سیرین کو اس سے ملنے کا اتفاق ہوا، پوچھا کہ اب تیرا کیا حال ہے؟ کہا کہ میں نے دس ہزار احادیث زبانی یاد کرلی ہیں، محمد بن سیرین نے فرمایا کہ: یہی عمل کئے جاؤ، چند روز بعد دوبارہ ملاقات کا اتفاق ہوا، پوچھا کہ: اب کیا حال ہے؟ کہا: اب تو جو بات سنتا ہوں یاد ہوجاتی ہے۔

ج: ہدہد کا دل بھون کر شہد کے ساتھ کھانا بھی قوت حافظہ بڑھاتا ہے۔(۱)

چند مفید اور مقوی غذائیں

اختصار کے پیش نظر، حفظ میں معاون غذاؤں کے بارے میں، صرف بعض اہل علم کی آراء یہاں بیان کی جائیں گی۔

امام زہری فرماتے ہیں: شہد کا استعمال پابندی سے کرو، اس لئے کہ یہ حفظ کے لئے مفید ہے، شہد میں شفا کا ہونا نص قرآنی سے ثابت ہے، حق تعالیٰ نے فرمایا:

يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ (۲)

اس کے پیٹ میں سے پینے کی چیز نکلتی ہے جس کی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔

---

(۱) کتاب الرحمۃ فی الطب والحکمۃ للسیوطی، تحفہ حفاظ: ۱۵۲ افادات حضرت مولانا زکریا، وقاری طیب صاحب، ومولانا ابوالحسن ندوی رحمہم اللہ، فرید بک ڈپو دہلی۔

(۲) النحل:۶۹

ٹھنڈے گرم مشروبات جیسے ڈکاشن وغیرہ میں شکر کی جگہ شہد کا استعمال بھی کر سکتے ہیں، جب آپ عادی ہو جائیں گے تو بہت مزہ آئے گا۔

بعض حکماء حفظ کے لئے یہ نسخہ (Formola) تجویز کرتے ہیں: پتی کے بجائے 'پودینہ، ابالئے، کلونجی کے تیل کے کچھ قطرے اس میں ٹپکایئے، اصلی شہد ایک بڑے چمچہ کی مقدار میں اضافہ کیجئے اور صبح میں نوش فرما کر دن بھر صحت مند حافظہ اور چست چالاک بدن کا لطف اٹھایئے، اس طرح آپ کے بدن میں شکر (شوگر) کا بھی اضافہ نہیں ہوگا۔

شہد کے بعض ماہرین نے مجھے بتایا کہ شہد کے ساتھ کلونجی کا تیل ملانا، بشرطیکہ معقول مقدار میں ہو، آواز کی خوبصورتی اور بلغم کی کمی کے لئے بے حد مفید ہے۔

ہاشمیؒ کہتے ہیں کہ جو شخص حدیث شریف یاد کرنا چاہے، اسے چاہیے کہ کشمش کھائے۔

ہمارے استاد شیخ نایف عباسؒ ہر روز اکیس صاف ستھرے کشمش کے دانے کھاتے تھے اور میرے والدؒ مجھ سے کہتے تھے: نہار منہ کشمش (خاص طور پر بھورے رنگ والا) کھانا حافظہ کے لئے بے حد مفید تقویت بخش ہے۔

ایک شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نسیان کی شکایت کی، انہو ں نے فرمایا: ' گائے کا دودھ پی، یہ دل میں حوصلہ پیدا کرتا ہے اور، بھول، کو دور کرتا ہے۔

حافظہ کے لئے قوت بخش چیزیں

حکماء فرماتے ہیں کہ ان چیزوں کو زیادہ سے زیادہ استعمال کرو، حافظہ مضبوط ہوگا۔

بکری کا گوشت، کلیجی، دودھ، مکھن، مرغ کا شوربہ، چنے کا شوربہ، پالک، کدو، لوکی، تورائی، گاجر، شلجم، آم، میٹھے سیب، بادام، شہد، نہار منہ کشمش کھانا۔(۱)

حفظ کی نیت سے آب زمزم پینا بھی بہت مفید ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) کامیاب طالب علم: ۱۷۷

"ماء زمزم لما شرب له"۔ زمزم کا پانی اس (مقصد) کے لئے مفید ہے جس کے لئے پیا جائے۔

بہت سے سلفِ صالحین نے مختلف نیتوں کے ساتھ زمزم کا پانی پیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مراد پوری کی۔

منقول ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے آبِ زمزم اس نیت سے پیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں علم حدیث میں امام ذہبیؒ جیسا بنادیں، ان کے بعد امام سیوطیؒ آئے اور انہوں نے زمزم اس نیت سے نوش کیا کہ وہ فقہ میں سراج الدین بلقینیؒ اور حدیث میں حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کے مرتبہ تک پہونچیں۔

حافظ سخاریؒ نے ابن الجزریؒ کے تذکرہ میں فرمایا، ان کے والد کو چالیس برس تک کوئی اولاد نہ ہوئی، انہوں نے حج کیا اور آبِ زمزم اس نیت سے پیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک عالم لڑکا عطا کرے، چنانچہ نمازِ تراویح کے بعد محمد الجزریؒ پیدا ہوئے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ محمد بن الجزری آبِ زمزم نوش کرنے کے نو ماہ بعد پیدا ہوئے۔

اس لئے کہ زمزم پینے کا واقعہ حج میں پیش آیا، جب کہ ولادت رمضان میں ہوئی، حفظ قرآن علوم دینیہ اور خصوصاً علم قرأت میں ابن الجزریؒ کا اپنا مخصوص مقام ہے۔

دوست! اگر آپ کو حفظ کے سلسلے میں دشواری پیش آرہی ہو تو سچی نیت سے اس دوا کو آزمایئے کہ بہت سوں نے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کی مرادوں کو پورا کیا۔

مچھلی بھی اس سلسلے میں مفید ہے، مجھ سے ڈاکٹر احسان شمسی باشا نے بتایا کہ مچھلی میں دماغ کو تقویت بخشنے والے وٹامنس ہیں، نیز یہ بھی ذکر کیا کہ انہوں نے اس سلسلے میں ایک سائنٹفک مقالہ بھی دیکھا ہے۔

عموماً کھانے پینے کی کثرت اور بدہضمی حافظہ کو کمزور کردیتی ہے نیز اس سے قوتِ تفکیر ڈھیلی پڑجاتی ہے، ہمارے اساتذہ کہتے تھے:

"البطنة تذهب الفطنة" پیٹ بھرا رہنا ذہانت کو ختم کردیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

”ما ملا ابن آدم وعاء شراً من بطن، حسب ابن آدم اکلات یقمن صلبه، فان کان لا محالة فثلثا طعاماً وثلثا شراباً وثلثا لنفسه“(۱)

آدم زاد نے پیٹ سے بری کوئی چیز نہیں بھری، آدم کے بچے کے لئے چند لقمے کافی ہیں جس سے پیٹھ صحیح رہے، اگر کھانا ہی ہے تو ایک تہائی حصہ کھانے کے لئے، ایک تہائی پینے کے لئے، اور ایک تہائی سانس کے لئے۔

اس لئے کہ اگر معدہ بھرا ہو تو آپ اچھی طرح یاد نہیں کر سکتے، خطیب بغدادیؒ کہتے ہیں:

حفظ کے لئے بھوک کے اوقات، شکم سیری کے اوقات سے بہتر ہیں، حفظ کرنے والے کو چاہیے کہ بھوک کے سلسلے میں اپنی کیفیت کا پتہ لگائے، بعض حضرات شدید بھوک کی حالت میں یاد نہیں کر پاتے، اس لئے اس آگ کو ہلکی پھلکی چیز جیسے انار کے ذریعہ بجھائے اور زیادہ نہ کھائے۔

”ابن جماعہؒ“ کہتے ہیں: ”زیادہ کھانے سے زیادہ پینا ضروری ہو جاتا ہے، زیادہ پینا کثرتِ نوم، بے وقوفی، کند ذہنی، حواس میں فتور، اور جسم میں سستی کا باعث بنتا ہے، نیز اس میں شرعاً کراہت بھی ہے۔

---

(۱) سنن ابن ماجة: باب الاقتصاد فی الأکل وکراهیة الشبع، حدیث: ۳۳۴۹

حفظ قرآن تلاوت قرآن اور اکابر کا معمول

حضرت نانوتویؒ کے حفظ قرآن کا واقعہ

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ (بانی دارالعلوم دیوبند) نے جب پہلا حج کیا تو کراچی کے راستے سے کیا تھا۔اس زمانے میں اسٹمر نہیں تھی۔ بادبانی جہاز تھے۔ ہوا موافق ہے تو کشتی چل رہی ہے۔ ہوا جب مخالف چلی تو لنگر ڈال دئے جس سے کشتی کھڑی ہو جاتی تھی۔ پانچ پانچ چھ چھ مہینے میں جدہ پہنچتے تھے۔تو حضرت بھی بادبانی جہاز میں سوار ہوئے اور رمضان شریف آ گیا۔گویا شعبان میں چلے تھے کشتی کے اندر رمضان آ گیا اور اتفاق سے کوئی حافظ نہیں۔تراویح الم ترکیف سے ہوئی۔تو حضرت کو بڑی غیرت آئی۔ ڈھائی تین سو آدمی جہاز میں موجود اور تراویح میں قرآن کریم نہ سنایا جائے۔ایک بھی حافظ نہیں۔بس الم ترکیف سے سورتیں یاد ہیں۔اسی دن قرآن یاد کرنے بیٹھے۔روز ایک پارہ حفظ کرتے رات کو تراویح میں سنا دیتے۔

حضرت مدنیؒ کے حفظ قرآن کا واقعہ

حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنیؒ کو انگریزوں نے ۱۳۶۲ھ میں گرفتار کیا تو جیل میں کوئی اور مشغلہ نہیں تھا قرآن کریم یاد کرنا شروع کر دیا اور تقریباً دو ثلث یاد کیا اور روز اسے تراویح میں پڑھا کرتے تو مولانا کی عمر ۷۰، ۷۵ سال کی تھی۔اور اس عمر میں یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔مگر یہ بھی قرآن کا اعجاز ہے کہ جو اس کی طرف متوجہ ہو تو وہ خود اس کے قلب کے اندر آ جاتا ہے، خود بے اعتنائی کرے تو وہ ایک طرف ہو جاتا

ہے۔(۱)

امام شافعیؒ نے ایک ماہ میں قرآن حفظ کیا اور ہر روز ایک ختم کرتے تھے۔ نیز رات کو تراویح میں پورا قرآن پڑھا کرتے تھے۔(۲)

(۱) از خطبات حکیم الاسلامؒ

(۲) ظفر المحصلین باحوال المحصلین، ص:۴۸۵

کمسن حفاظ کے حالات

سات سال کی عمر میں ساتوں قرائتوں کا حافظ ہوجانا

خواجہ حذیفتہ المرعشی جو مشائخ چشت کے ایک درخشاں اورتا بندہ ماہتاب ہیں سات برس کی عمر میں ہفت قراءت کے حافظ ہو چکے تھےاور خواجہ مودود چشتی سات سال کی عمر میں پورے قرآن شریف کے حافظ ہو گئے تھے۔

نوسال کی عمر میں حافظ ہونا

جب ابن حجر پانچ سال کی عمر میں مکتب میں بٹھائے گئےتو سورۂ مریم ایک دن میں حفظ کر کے لوگوں کو متحیر کر دیا۔صرف نوسال کی عمر میں حافظ قرآن ہو گئے ۷۸۴ھ میں گیارہ سال کی عمر میں مسجد حرام میں تراویح میں پورا کلام مجید سنایا۔خود فرماتے ہیں کہ ’’میں نے اسی سال لوگوں کو تراویح پڑھائی۔(۱)

امام محمدؒ نے ایک ہفتہ میں پورا قرآن حفظ کرلیا

جب امام محمد بن الحسن الشیبانی (جو امام ابوحنیفہ کے مایہ ناز شاگرداور امام مجتہد ہیں) سن تمیز کو پہنچے تو قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی اور اسکا جتنا حصہ ممکن ہوا حفظ کرلیا اورحد یث اورادب کے اسباق میں حاضر ہونے لگے پس جب امام محمد چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں حاضر ہوئے تا کہ ان سے ایک مسئلہ کے متعلق دریافت کریں جوان کو پیش آیا۔پس انہوں نے امام صاحب سے اس طرح سوال فرمایا آپ اس

(۱) ظفرالمحصلین ص ۱۷۷ تا ۱۷۱

لڑکے کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد اس رات بالغ ہوا کیا وہ عشاء کی نماز لوٹائے؟ فرمایا ہاں! پس امام محمد اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے جوتے اٹھائے اور مسجد کے ایک کونہ میں عشاء کی نماز لوٹائی (اور یہ سب سے پہلا مسئلہ تھا جو انہوں نے امام ابوحنیفہؒ سے سیکھا۔) جب امام ابوحنیفہؒ نے ان کو نماز لوٹاتے دیکھا تو اس پر تعجب کا اظہار کیا اور فرمایا کہ اگر خدا نے چاہا تو یہ لڑکا ضرور کامیاب ہوگا اور ایسے ہی ہوا جیسا انہوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے امام محمد کے دل میں اپنے دین کی فقہ کی محبت ڈال دی جب سے انہوں نے مجلس فقہ کا جلال ملاحظہ فرمایا تھا۔ پھر امام محمد فقہ حاصل کرنے کے ارادے سے امام ابوحنیفہؒ کی مجلس میں تشریف لائے تو امام ابوحنیفہؒ نے ارشاد فرمایا قرآن کریم ازبر یاد ہے یا نہیں۔ امام محمد نے عرض کیا نہیں، پھر کچھ دن غائب رہے پھر اپنے والد ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے اور فرمایا کہ میں نے پورا قرآن ازبر یاد کرلیا ہے۔ (آپ نے امتحاناً متعدد مقامات سے سن کر حفظ قرآن کی تسلی فرمائی اور امام محمد کو اپنے درس فقہ میں داخل فرمالیا) اس کے بعد سے امام صاحب کی مستقل طور پر صحبت اختیار کی اور اسلام میں عظیم مجتہد بنے۔(۱)

مادرزاد حافظہ لڑکی

حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک واقعہ میرا خود دیکھا ہوا ہے جس زمانہ میں میرا قیام مدرسہ راندیر یہ رنگون میں تھا تو ہندوستان سے ایک شخص رنگون آیا اس کے ساتھ اس کی لڑکی بھی تھی جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں تھی اس نے کہا یہ لڑکی حافظ قرآن ہے اور بغیر پڑھے پڑھائے پیدائشی حافظ ہے آپ جہاں سے چاہیں ایک آیت اس کے سامنے پڑھ دیں یہ اس سے آگے دس بارہ آیتیں پڑھ دے گی چنانچہ رنگون میں بہت مقامات پر اس کا امتحان لیا گیا تو جیسا کہا تھا ویسا ہی دیکھا گیا رنگون کے لوگوں نے اس لڑکی کو بہت سا انعام دیا اس کے باپ کی آمدنی اسی لڑکی کے اس کمال ہی سے تھی میں نے اس سے کہا اس کو آمدنی کا ذریعہ مت بناؤ مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لڑکی زیادہ نہ جئے گی چنانچہ

(۱) بلوغ الامانی فی سیرۃ الامام محمد بن الحسن الشیبانی: ۵

میرا خیال صحیح نکلا۔ اگلے سال میں نے سن لیا کہ اس بچی کا انتقال ہو گیا۔(۱)

قاری فتح محمد صاحب رحمہ اللہ کا بچپن میں قاری محی الاسلام کو لقمہ دینا شیخ الوقت حضرت مولانا قاری فتح محمد پانی پتی ثم مدنیؒ کو بچپن ہی میں قرآن مجید اتنا پختہ یاد ہو گیا تھا کہ کسی بھی سورت یا رکوع کی آیتیں آخر سے اول کی طرف بھی بے تکلف سنا سکتے تھے۔ ماہ رمضان المبارک میں آپ پانی پت کے مایہ ناز سید القراء ماہر قرات سبعہ حضرت مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی رحمہ اللہ کے یہاں بھی تراویح میں قرآن پاک سننے کے لیے جایا کرتے تھے اور بعض جگہ لقمہ دیا کرتے۔ بعد از فراغت حضرت بڑے قاری صاحب موصوفؒ دریافت فرماتے کہ لقمہ کس بچے نے دیا تھا؟ تو لوگ آپ کو حضرتؒ کے سامنے پیش کر دیا کرتے تھے۔ آپ دیکھ کر فرماتے اللہ نے اس بچے کو بہت اونچے مقام پر پہنچانا ہے۔ اور اس سے قرآن کریم کی بہت زیادہ خدمت لینی ہے حتی کہ آپ کشاں بغرض تحصیل قرآت سبعہ حضرت بڑے قاری صاحبؒ کی خدمت میں پہنچ گئے۔ روزانہ بلا ناغہ وقت مقررہ پر آپ کے یہاں حاضر ہو کر قرآت کی تعلیم حاصل کیا کرتے۔

دشمنانِ اسلام کی گواہی

ایک مرتبہ ایک انگریز حاکم شہر سہارن پور (انڈیا) کے ایک مدرسہ میں پہنچا۔ اور بچوں کو تعلیم قرآن اور اس کے حفظ کرنے میں مشغول دیکھا حاکم نے استاد سے سوال کیا کہ یہ کونسی کتاب ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ قرآن مجید ہے پھر حاکم نے سوال کیا، کیا ان میں سے کسی نے پورا قرآن حفظ کیا ہے استاد نے کہا ہاں! اور چند لڑکوں کی طرف اشارہ کیا اس نے جب سنا تو اسے بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا ان میں سے ایک لڑکے کو بلاؤ۔ اور قرآن میرے ہاتھ میں دے دو میں امتحان لوں گا استاد نے کہا آپ خود جس کو چاہیں بلا لیجئے۔ چنانچہ اس نے خود ایک لڑکے کو بلایا۔ جس کی عمر تیرہ یا چودہ سال کی تھی۔ اور چند مقامات میں اس کا امتحان لیا۔ جب اسے کامل یقین ہو گیا کہ یہ پورے قرآن کا حافظ ہے تو متعجب اور حیران ہوا

(۱) بحوالہ سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر جلد ۳ ص ۴۲۸

اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ جس طرح قرآن کے لیے تواتر (اور حفاظت) ثابت ہے۔ کسی بھی کتاب کو ایسا تواتر میسر نہیں ہے۔ محض ایک بچے کے سینے سے پورے قرآن کا صحت الفاظ ضبط اعراب کے ساتھ لکھا جانا ممکن ہے۔(۱)

حضرت قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی رحمہ اللہ نے پانچ سال کی عمر میں حفظ قرآن شروع کر دیا تھا آپ ۱۲۲۷ھ میں بوقت صبح صادق اپنے نانا پیر شاہ محمد ماہ (جو آپ کی والدہ حبیب النساء کے پدر بزرگوار تھے) کے دولت خانہ پر پیدا ہوئے۔ خوارگی کا زمانہ حضرت نانا صاحب کے ہاں گذرا۔ پانچ سال کی عمر ہوئی تو خود فرماتے ہیں ''میں رہٹ چکل میں کھیلتا تھا کہ والد محترم (حضرت قاری مولانا شاہ محمد انساری) یکا یک تشریف لائے اور میرا شانہ پکڑ کر فرمایا ''چلو'' میں نے عرض کیا ''کہاں''؟ فرمایا'' جس کام کے لیے پیدا ہوئے ہو'' اس کے بعد مجھے حضرت والدہ صاحبہ کے پاس لے گئے انہوں نے نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا دئے، پھر والد صاحب نے بسم اللہ کرائی اور خود تعلیم دینی شروع کی'' حضرت فرمایا کرتے تھے کہ'' وہ دن اور آج کا دن اللہ کے فضل سے اس کام میں لگا ہوا ہوں جس کی طرف حضرت صاحبؒ نے اشارہ فرمایا تھا''۔

امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کی عادت

سلف کی عادت ختم قرآن میں مختلف رہی ہیں۔ بعض حضرات ایک ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ امام ابوحنیفہؒ نیز امام شافعیؒ کا معمول رمضان کے علاوہ یہی تھا۔ اور بعض دو ختم روزانہ کرتے تھے جیسا کہ ان دونوں ائمہ کا معمول رمضان المبارک میں تھا اور یہی معمول اسود وصالح بن کیسان بن جبیر اور ایک جماعت کا تھا۔

صالح بن کیسان کا عمل

صالح بن کیسان جب حج کو گئے تو راستہ میں اونٹ پر کجاوہ کی دونوں طرفوں کے درمیان سوار ہونے کی حالت میں بسا اوقات ایک رات میں دو قرآن مجید کا ختم فرمالیتے تھے۔

(۱) بائبل سے قرآن تک از: حضرت مولانا کیرانویؒ

سُلیم بن عتر کا عمل

سُلیم بن عتر جو بڑے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ حضرت عمر کے زمانہ میں فتح مصر میں شریک تھے۔ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں مصر کے قاضی تھے ان کا معمول تھا کہ ہر رات کو تین ختم قرآن شریف کے کرتے تھے، بلکہ منقول ہے کہ بعض اوقات ایک ہی رات میں چار مرتبہ بھی قرآن مجید ختم فرمالیا کرتے تھے۔ (اس کو ابو عمر کندی نے اپنی کتاب قضاۃ المصر میں ذکر کیا ہے)۔

ابن الکاتب کا عمل

ابو عبدالرحمٰن سلمی نے ابو عثمان مغربی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ ابن الکاتب چار قرآن دن کو اور چار رات کو پڑھتے تھے۔ (نووی کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم کو پہنچی ہے وہ یہی ہے)۔

حضرت مجاہد کا عمل

امام ابوداؤد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت مجاہدؒ بعض اوقات مغرب اور عشاء کے درمیان ایک قرآن پاک پورا پڑھ لیا کرتے تھے۔

رمضان شریف میں اکابر کا قرآنی معمول

رمضان المبارک میں حضور پاک ﷺ جبرئیل امین علیہ السلام کے ساتھ

قرآن کا دور فرماتے اور وفات کے سال دو مرتبہ دور فرمایا رمضان المبارک کو نزول قرآن کی سالگرہ ہونے کا شرف حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ ہر رمضان میں نبی کریم ﷺ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ نازل شدہ حصہ قرآن کا دور و تکرار فرماتے تھے اور وفات کے سال دو مرتبہ دور فرمایا۔ اور آنحضرت ﷺ کے بعد امت کے بڑے بڑے بزرگان دین کا معمول بھی آج تک یہی رہا ہے کہ اس ماہ میں تلاوت قرآن کی کثرت رکھتے تھے۔

امام بخاریؒ امام شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ کا رمضان میں عمل

امام بخاریؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد در شاگرد ہیں ماہ رمضان میں ایک دن رات میں قرآن کے دو ختم کرتے تھے۔ ایک قرآن رات کو تراویح میں اور ایک دن میں ختم کرتے تھے، حافظ ابن حجرؒ نے ''توالی التاسیس'' میں حضرت امام شافعیؒ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ حضرت امام شافعیؒ ہر مہینہ میں تیس قرآن ختم کرتے تھے۔ اور رمضان المبارک میں ۶۰ ساٹھ ختم کرتے تھے اور یہ تلاوت اس قرات کے علاوہ تھی جو نماز (پنجگانہ وتراویح) میں ہوتی تھی۔(۱)

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کا معمول عام دنوں میں ایک دن رات میں ختم قرآن کا تھا اور رمضان المبارک میں (عیدالفطر کی رات اور دن کو

---

(۱) توالی التاسیس: ۹۸

شامل کر کے) باسٹھ ختم کرتے تھے (۱) (اور ایک مستقل قرآن پاک پورا مہینہ نماز تراویح میں ان باسٹھ کے علاوہ ختم فرماتے تھے)۔

حضرت مولانا محمد یحییٰ کا عمل

حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ والد گرامی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ کا قرآن شریف سے بڑا شغف تھا۔ مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی تذکرۃ الخلیل میں لکھتے ہیں ''ایک مرتبہ میری درخواست پر آپ رمضان میں قرآن شریف سنانے کے لیے میرٹھ تشریف لائے تو دیکھا۔ دن بھر میں چلتے پھرتے پورا قرآن مجید ختم فرما لیتے تھے اور افطار کا وقت ہوتا تو ان کی زبان پر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ہوتی تھی۔ ریل سے اترے تو عشاء کا وقت ہو گیا تھا ہمیشہ باوضو رہنے کی عادت تھی، اس لیے مسجد میں قدم رکھتے ہی مصلے پر آ گئے اور تین گھنٹے میں دس پارے ایسے صاف اور رواں پڑھے کہ کہیں لکنت تھی نہ متشابہ۔ گویا قرآن شریف سامنے کھلا رکھا ہے اور بااطمینان پڑھ رہے ہیں۔ تیسرا دن ختم فرما کر روانہ ہو گئے کہ دور کی ضرورت تھی نہ سامع کی حاجت۔'' (۲)

امام ابوبکر شعبہ رحمہ اللہ

امام ابوبکر شعبہ بن عیاشؒ خود فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا تیس سال سے ہر روز ایک قرآن ختم کیا۔ حضرت ابن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے زیادہ سنت پر عمل کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ اعمش کہتے ہیں کہ آپ سے بہتر نماز پڑھنے والا کوئی نہیں دیکھا، ستر سال عبادت میں مصروف رہے ان میں سے چالیس سال اور ایک اور قول پچاس سال تک آپ کے لیے بستر نہیں بچھایا گیا اور اس عرصہ میں رات کے وقت زمین سے پیٹھ نہیں لگائی۔ (۳)

---

(۱) عقود الجمان: ۲۱۳

(۲) سوانح حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی ۴۷،۴۷

(۳) تذکرہ قاریان ہند جلد اول: ۲۳، ۲۴

حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی

بخاری نے حضرت عفان رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خَيْرُ كُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَه" تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن مجید سیکھتے اور سکھاتے ہیں۔طبرانی نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ "خَيْرُ كُمْ مَّنْ قَرَءَ الْقُرْاٰنَ اَقْرَاَه" تم میں بہترین اشخاص وہ ہیں جو قرآن پڑھتے اور پڑھاتے رہتے ہیں۔ چنانچہ رئیس القراء حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی کوفی پہلی حدیث کو روایت کرکے فرماتے تھے کے مجھے اسی حدیث نے یہاں لا بٹھایا ہے۔حضرت بڑے کثیر العلم جلیل القدر تابعی تھے لوگ آپ سے مختلف علم حاصل کرنے کی تمنا کرتے تھے۔مگر آپ چالیس سال سے زیادہ عرصے تک کوفہ کی جامع مسجد میں صرف قرآن کی تعلیم دیتے رہے اور جب کوئی پوچھتا تو وہی حدیث اول سنایا کرتے۔امام عاصم کوفی آپ ہی کے شاگردوں میں سے ہیں۔(۱)

نیز حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی آپ ہی سے قرآن پڑھا ہے۔(۲)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ

شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ تراویح کے بعد صبح تک نوافل میں مشغول رہتے تھے اور یکے بعد دیگرے متعدد حفاظ سے قرآن مجید سنتے رہتے تھے۔حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری قدس سرہٗ کے ہاں تو رمضان المبارک کا مہینہ تو دن رات تلاوت ہی کا ہوتا تھا۔ ڈاک بھی بند اور ملاقات بھی گوارا نہیں ہوتی تھی۔(۳)

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمہ اللہ

مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی حالات مشائخ کاندھلہ میں لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کا معمول تھا کہ رمضان المبارک میں

---

(۱) تذکرہ قاریان ہند جلد اول: ۲۳، ۲۴

(۲) نشر کبیر

(۳) ماہنامہ بینات رمضان ۱۴۰۹ھ

اپنی والدہ صاحبہ اور نانی صاحبہ کو قرآن شریف سنانے کے لیے کا
ندھلہ تشریف لاتے اور ہمیشہ تین شب میں پورا قرآن شریف سنا کروا
پس تشریف لے جاتے جس سال ذی قعدہ میں آپ کا وصال ہوا اس
میں ایک ہی شب میں پورا قرآن مجید سنایا تھا اور اگلے ہی دن واپس
تشریف لے گئے‘‘(۱)

دیگر مشائخ واکابر

شیخ الحدیث قطب العالم برکت العصر حضرت اقدس مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی قدس سرہٗ کا معمول مبارک آدھی صدی سے زیادہ عرصہ تک رمضان المبارک میں یومیہ ایک قرآن ختم کرنے کا رہا۔ حضرت شیخ المشائخ مولانا قاری ابو محمد محی الاسلام عثمانی پانی پتیؒ اور آپ کے تلمیذ حضرت شیخ حضرت مولانا قاری فتح محمد صاحب پانی پتیؒ پوری رات ماہ رمضان میں سحری کے وقت تک تلاوت قرآن پاک فرماتے رہتے تھے۔ ہمارے شیخ مجدد القرآت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی یومیہ دو ثلث (تقریباً بیس بائیس پارے) تلاوت فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی زیادہ سے زیادہ تلاوت کی توفیق عطاف فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ یحییٰ یزیدیؒ نے ابو عمرو بصریؒ کو ایک ہی مجلس میں کھڑے کھڑے پورا قرآن پاک سنا دیا۔

سیدنا ورش مصری

سیدنا ورشؒ نے مصر سے ۱۵۵ھ میں (بعمر ۴۵ سال) امام نافعؒ بن ابی نعیم سے پڑھنے کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کیا اور آپ کو قرآن متعدد ختم سنائے: خود فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ پہنچا تو دیکھا کہ طلباء کی کثرت کی وجہ سے کوئی شخص امام نافعؒ سے پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اگر کسی خوش نصیب کو موقع ملتا بھی ہے تو اسے بھی تیس آیتوں سے زیادہ پڑھنے کا وقت نہیں ملتا ! میں کچھ بزرگوں کو سفارش کے لیے آپ کی خدمت میں لے گیا،

(۱) سوانح یوسفی

انہوں نے عرض کیا کہ یہ مصر سے صرف آپ کی وجہ سے آیا ہے۔ حاجی اور تاجر نہیں ہے۔ حضرت امام نافعؒ نے فرمایا کہ آپ دیکھ تو رہے ہیں کہ مہاجرین وانصار کی اولاد کی تعلیم کی وجہ سے میں کتنا عدیم الفرصت ہوں۔ جب زیادہ اصرار کیا گیا تو رات کو مسجد نبوی میں رہنے کا حکم دیا: تہجد کے وقت جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ وہ مصری کہاں ہے۔ میں حاضر تھا ہی پس آپ نے مجھے پڑھنے کا حکم دیا۔ میں حسن الصوت کے ساتھ ساتھ قوی الصوت بھی تھا۔ میں نے پڑھنا شروع کیا تو میری آواز سے پوری مسجد نبوی شریف گونج اٹھی۔ جب میں تیس آیات پڑھ چکا تو خاموش ہو جانے کا اشارہ فرمایا۔ طلباء کے حلقہ میں سے ایک نوجوان نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ اے معلم خیر شیخ! ہم آپ کے ساتھ مدینہ منورہ ہی میں رہتے ہیں۔ اور یہ مصری ترک وطن کر کے حضرت کی خدمت میں آیا ہے؛ اس لیے میں اپنے وقت میں سے دس آیات کی مقدار اس کو ہبہ کرتا ہوں۔ پھر ایک اور شخص نے دس آیات کا ہبہ کیا، کسی حضرت نے مجھے بیس آیات اور پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ غرض میں نے پچاس آیات روزانہ پڑھیں اور اس طرح تمام قرآن مجید کئی مرتبہ آپ کو سنایا۔ اس طرح بعد میں بھی کئی لوگ اپنے اسباق کے اوقات آپ کو ہبہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ روزانہ قرآن کا ساتواں حصہ پڑھتے تھے۔ اور اس طرح سات دنوں میں پورا قرآن اور مہینہ میں چار قرآن ختم کر کے فراغت حاصل کر لی: پھر مصر واپس چلے گئے۔ وہاں بالاتفاق ''رئیس القراء'' اور عربیت ونحو کے امام تھے۔ اور آپ نے بھی ایک مستقل قراءت اختیار کی تھی۔ جس میں کئی اختلاف نافعؒ کی قرائت کے سوا دوسری قراءتوں سے لیے تھے۔

قاضی مقری حمید الدین

مولانا بدر الدین غزنوی۔ خواجہ بختیار کاکی اور قاضی مقری حمید الدین ناگوری موصوف میں دوستانہ مراسم تھے۔ ایک دفعہ یہ تینوں بزرگ جامع مسجد دہلی میں معتکف تھے۔ طے یہ ہوا کہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن مجید ختم کریں۔ آپ کو امام بنایا گیا باقی دو دوست مقتدی ہوئے۔ آپ نے پہلی رکعت میں پورا قرآن شریف ختم کر کے دوسری

رکعت میں مزید چار سپارے سنائے۔ پھر تینوں نے حصول رضائے الٰہی کے لیے دعا کی۔ معمولاً آپ شب وروز میں دو دفعہ قرآن مجید ختم کرتے تھے۔ مولانا مناظر احسن صاحب گیلانیؒ نے اپنی تصنیف ''ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت'' میں لکھا ہے کے آپ کا سلوک بالقرآن تھا۔ جملہ مدارج علویہ سے حاصل فرمائے تھے۔ ۶۴۴ھ میں وفات پائی قطب صاحب دہلی میں مزار ہے۔(۱)

ایک روز میں ختم کرنے والے بارہ ہزار آدمی

قرآن مجید سے والہانہ لگاؤ کے عجیب عجیب نونمونے ملتے ہیں۔ بلبنی عہد میں ایک امیر فخر الدین تھے۔ جن کے یہاں بارہ ہزار وظیفہ خوار قرآن پاک پڑھنے کے لیے مقرر تھے، ہر روز ایک ہزار بار قرآن شریف ختم کرتے۔ یہ امیر ہر سال ایک ہزار غریب لڑکیوں کے جہیز کا سامان بھی فراہم کرتے۔(۲)

پچاس دن میں پورا قرآن مجید پڑھنا

جب ورشؒ نافعؒ کے پاس پڑھنے کے لئے آئے اور آپ سے پڑھنے کی اجازت چاہی تو نافعؒ نے فرمایا: فِي الْمَسْجِدِ (رات کو مسجد نبوی میں ٹھہرو) سو جب تہجد کے وقت آپ کے سب تلامذہ جمع ہو گئے تو آپ نے ورشؒ سے پوچھا "أبتّ في المسجد" (کیا تم نے رات مسجد میں گزاری ہے) انہوں نے جواب دیا جی ہاں اس پر فرمایا: "أنت أولى بالقراءة" (تم پڑھنے کے زیادہ حقدار ہو پڑھو) سو ورشؒ نے آپ سے پچاس دن میں تقریباً ایک سو پچیس آیتیں روزانہ کے حساب سے پورا قرآن مجید پڑھا پھر بعض اہل قراء کی عادت اس کے مطابق چل پڑی۔

پانچ اور سات دن میں قراءت مکمل

حضرت ابن الجزریؒ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حلب سے ایک شخص دمشق میں آیا

(۱) تذکرہ قاریان ہند ج ۲ صفحہ ۶۹، ۷۰

(۲) تذکرہ قاریان ہند

تو اس نے مجھ سے پورا قرآن مجید قراءت ابن کثیر کے مطابق صرف پانچ دن میں اور قراءت کسائی کے مطابق صرف سات دن میں پڑھ لیا اور یہ دن پے در پے تھے۔

محقق ابن الجزریؒ

حضرت محققؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے جب شیخ علامہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن کی طرف مصر کا سفر کیا۔ اوران سے شاطبیہ وعنوان وتیسیر کے طرق موافق قرآت سبعہ کی جمع الجموع پڑھنی شروع کی اوراسی اثنا میں مجھے دوسرے سفر کی نوبت آئی۔ اور میں سورۂ حجر کے آخر قرآن تک پہنچ چکا تھا۔ تو میں نے بقیہ حصہ قرآن (یعنی سورۂ نحل سے آخر قرآن تک کے پونے سترہ پاروں) کو شب جمعہ سے پنجشنبہ تک صرف ایک ہفتہ میں پورا کر لیا۔ اور قراءت کی سب سے آخر قرآنی مجلس سورۂ واقعہ کے شروع سے اخیر قرآن عظیم تک تھی۔ جس کو ایک ہی رات میں پورا کرلیا۔ واللہ الموفق۔

قاری عبدالعلیم انصاریؒ

مولانا قاری حکیم عبدالعلیم انصاریؒ مہاجر ومدفون مدنی صاحبزادہ خورد حضرت مولانا محدث پانی پتیؒ کو حدر وروانی کے ساتھ قرآن پڑھنے میں کمال حاصل تھا۔ شبینوں میں بے تکلف اصول تجوید کی پابندی کے ساتھ دس پندرہ پارے ایک گھنٹے میں چار پارے کی رفتار سے پڑھ دیتے تھے۔ دس سال کی عمر میں قرآن مجید مع تجوید حفظ کرلیا تھا۔ آپ کا شباب ہی تھا کہ پینتیس سال کی عمر میں مدینہ منورہ ہجرت فرما گئے۔ ۱۳۳۷ھ میں جب شریف حسین والیء مکہ نے ترکوں سے بغاوت کی تو حرمین شریفین کے متبرک علاقوں میں بھی لوگوں کو امن نہ ملا اور وقت آیا کہ ساکنین بلد امین کو بھی خارج البلد ہونا پڑا۔ آپ پہاڑوں اور جنگلوں میں نکل گئے اوراسی غریب الوطنی اور دشت نوری کے زمانے میں ینبوع البحر اور رابغ کے متصل کسی گاؤں میں یکا یک انتقال فرمایا۔

حافظ قاری اللہ دیا صاحبؒ

حافظ صاحب موصوف ابتداء جلد پڑھنے والوں اور غلط خوانوں میں مشہور تھے۔

جوانی میں صحیح کرنے اور تجوید سیکھنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ حضرت قاری عبدالرحمٰن اعمٰی سے مشق کی اور ممدوح کو پے در پے سنایا۔ اور پھر حضرت شیخ الشیوخ مولانا مُحَدِّث کو تمام قرآن سنایا اور بہترین مشاق بن گئے۔ آواز پست تھی۔ حدر کے ساتھ قرآن پڑھنے میں اس قدر کمال تھا کہ جب تک جسم میں قوت رہی تمام قرآن دو رکعتوں بر عایت اصول تجوید پڑھ لیتے تھے۔ کمزوری اور امراض کے زمانہ میں بھی ایک دو منزلیں پڑھنے سے باک نہ تھا۔

قاری عبداللہ بن قاری محمدی انصاریؒ

آپ قاری حضرت عبدالرحمٰن محدثؒ کے بڑے بھائی ہیں۔ قرآن مجید کی یادداشت کا یہ عالم تھا کہ ایک روز سوتے سوتے تلاوت میں متشابہ لگا تو حضرت محدث نے بتایا اسی وقت جاگے اور پوچھا۔ افوہ! میں تو سو رہا تھا۔ حضرت محدث نے فرمایا۔ میں نے تو جاگتے ہوئے آپ کے کئی سپارے سنے۔

پختگیٔ حفظ کی عجیب مثال

بسا اوقات یہ عجیب چیز خارق عادت دیکھنے میں آئی کہ حضرت والا نوافل میں کھڑے ہوکر با آواز بلند قرآن کریم کی مسلسل تلاوت فرمارہے ہیں اور اس دوران غلبہء نیند کی وجہ سے کافی حد تک اونگھ آگئی۔ دیر تک کھڑے کھڑے سر جھکائے اونگھتے رہے اور پھر بیدار ہونے کے بعد جس لفظ پر تلاوت کو چھوڑا ہوا تھا اسی سے شروع فرمادیتے۔ کبھی بھی اس کے خلاف نہیں دیکھا گیا پھر تعجب بالائے تعجب یہ ہے کہ اس دوران پاؤں مبارک بھی ذرا نہ لڑکھڑاتے بلکہ زمین پر خوب حالت بیداری و ہوشیاری ہی کی طرح جمے رہتے۔ اس کو سوائے کرامت وخرق عادت کے کیا کہا جاسکتا ہے۔

حضرت قاری رحیم بخش قدس سرہ کے دادا

مجدد القرآت حضرت مولانا قاری رحیم بخش صاحب قدس سرہٗ کے دادا کا ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ وہ اپنے کنوئیں پر سویا کرتے تھے۔ اور رات کو سوتے سوتے قرآن پاک کی تلاوت فرماتے رہتے تھے۔ کئی بار چور بیل وغیرہ چوری کرنے کے لیے آئے مگر

جب حافظ جی کو تلاوت قرآن کرتے سنتے تو لوٹ جاتے۔ کہ حافظ صاحبؒ تو جاگ رہے ہیں، کئی دن ایسے گزر گئے تو ایک روز چور دن کے وقت حافظ جیؒ کے پاس آئے اور کہا۔ حافظ جیؒ! آپ ساری رات قرآن پڑھتے رہتے ہیں۔ سوتے نہیں ہیں۔ آخر آپ کس وقت سوتے ہیں؟ حافظ جی نے پوچھا بات کیا ہے۔ کہنے لگے ہم کئی دفعہ چوری کرنے آئے مگر آپ کو بیدار پا کر باز رہتے رہے۔ حافظ رحیم علیؒ صاحب فرمانے لگے کہ بھائی اب تک تو میں سویا کرتا تھا اور سونے کی حالت میں تلاوت کیا کرتا تھا البتہ اب اصل واقعہ معلوم ہو جانے کے بعد نہیں سویا کروں گا۔ اور جاگتا رہا کروں گا۔

رمضان میں حضرت قاری فتح محمد رحمہ اللہ کے معمولات تلاوت

ہمارے حضرت والا کو قرآن مجید سے بہت عشق تھا، پاکستان کے قیام میں بھی جب کہ آپ کی عمر بڑھاپے کی طرف جا رہی تھی تراویح کے بعد سے لے کر صبح صادق تک ۱۰ پارے پڑھنے کا عموما آپ کا معمول تھا خوب تجوید تحقیق کے ساتھ تلاوت فرماتے لیکن، جس وقت آخری عشرہ آتا اس وقت شبینوں میں آپ کو محبین پنجاب دعوت دیتے تو اکثر و بیشتر آپ حضرت قاری رحیم بخش کے ہمراہ شکار پور، سکھر، ملتان، گوجرنوالا، اوکاڑہ، راول پنڈی، کوہ مری، ان سب جگہوں میں پڑھتے اسی طرح حضرت والا دوسرے تمام پڑھنے والوں کا کھڑے ہو کر سنتے، اور شبینوں میں آپ چند چیزوں کی رعایت فرماتے ایک تو یہ کہ تجوید کے ساتھ پڑھا جائے دوسرے سب ادب سے سنے تیسرے نوافل کی جماعت میں تین سے زیادہ مقتدی نہ ہوں یا پھر شبینہ نماز تراویح میں پڑھا جائے، غرض یہ کہ آپ کے شبینوں میں ایک سرور و کیف ہوتا تھا۔

حافظ گل محمد قصاب

حافظ گل محمد قصاب کا معمول تھا کہ سال کے ۱۲ مہینے کے تیسوں دن ایک قرآن کریم روزانہ ختم کیا کرتے، اپنے بیل لے کر کھیت کی طرف جاتے اور گھر ہی سے قرآن پڑھنا شروع کرتے اور سارا دن کام کرتے ہوئے قرآن کریم کی تلاوت جاری رکھتے آخر قرآن

کریم ختم کرکے ہی کسی سے بات کرتے اس سے پہلے کسی سے بات نہ کرتے۔

حافظ مشیت اللہ صاحبؒ

حافظ مشیت اللہ پانی پتی چل پھر کر جوتی کا کاروبار کرتے اور روزانہ ختم قرآن کرکے شہر میں داخل ہوتے ورنہ فصیل پر بیٹھ کر پورا کرتے تھے۔

شیخ الوقت مولانا فتح محمد صاحبؒ کے قرآنی عشق کی ایک جھلک

حضرت موصوف روزانہ قرآن مجید کی تلاوت فرماتے؛ بلکہ ایک قرآن مجید تہجد میں شروع فرماتے روزانہ کچھ پارے پڑھتے۔ ایک قرآن مجید نمازوں میں روزانہ تھوڑا تھوڑا پڑھتے۔ ایک دن بھر میں بطور منزل شروع رکھتے تمام دن ویسے بھی قرآن مجید کا مشغلہ رہتا، کسی کا سن رہے ہیں اور کسی کا امتحان لے رہے ہیں، اسی طرح اپنے اصلاحی تعلق رکھنے والوں کو بھی روزانہ تلاوت قرآن کا حکم فرماتے۔ الغرض آپ کو تلاوت قرآن مجید سے بہت عشق تھا۔ صحت میں جس وقت کوئی قرآن مجید سننے کی خواہش کا اظہار کرتا آپ فوراً شروع فرما دیتے۔ اسی طرح اگر کوئی اپنا سنانے کے لئے عرض کرتا تو آپ فوراً سننے کے لئے آمادہ ہوجاتے، غرض یہ کہ آپ کی زندگی کا اہم مشغلہ قرآن مجید کا سننا اور سنانا تھا۔

قبر میں تلاوت قرآن

روایت ہے ابوالنصر نیشاپوری سے جو بڑے متقی اور پرہیزگار تھے اور قبر کھودا کرتے تھے کہ میں نے ایک بار قبر کھودی اتفاقاً ایک قبر نکل آئی میں نے دیکھا کہ اس میں ایک نوجوان عمدہ لباس پہنے بیٹھا ہے اور اس سے نہایت اچھی خوشبو آتی ہے اس کے ہاتھ میں قرآن شریف ہے اور سبز حرفوں سے یہ قرآن لکھا ہے کل حروف نہایت خوبصورت ہیں وہ نوجوان تلاوت میں مصروف ہے۔ اس نے مجھ کو دیکھا تو پوچھا کیا قیامت آگئی میں نے کہا نہیں کہا اس سوراخ کو بند کردو۔ میں نے بند کردیا۔ اس واقعہ کو ابن نجار نے تاریخ بغداد میں بھی روایت کیا ہے۔(۱)

(۱) شرح الصدور: فصل فیہ فوائد: ۱/ ۱۹۱، دارالمعرفۃ، بیروت۔

راستے میں چلتے ہوئے قرآن مجید پڑھنا

شیخ علم الدین سخاویؒ راستہ میں بھی پڑھاتے تھے، ابن ابی داؤد نے حضرت ابوالدرداءؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ راستہ میں بھی پڑھاتے تھے۔ محقق ابن الجزری فرماتے ہیں کہ میں نے امام شمس الدین صائغ سے کئی بار راستے میں پڑھا ہے۔ کبھی تو وہ اور میں دونوں پیدل ہوتے تھے۔ اور کبھی وہ خچر پر سوار اور میں پیدل ہوتا تھا۔ اور مجھے متعدد شیوخ نے جن میں امام علامہ قاضی محب الدین بن یوسف حلبیؒ نگران افواج بھی شامل ہیں۔ یہ بتایا کہ اگر کسی جنازہ میں شیخ تقی الدین صائغ تشریف لاتے تو لوگ اس سے بہت خوش ہوتے قاضی محب الدین فرماتے ہیں کہ شیخ موصوفؒ مجھے بسا اوقات اپنی خدمت میں رکھتے تھے سو میں راستہ میں آپ سے قرآن مجید اس حالت میں پڑھتا تھا کہ میں پیدل اور آپ اپنی حمارا (سواری) پر سوار ہوتے تھے۔

عبداللہ بن یزید مقریؒ

محمد بن عاصم کا یہ بیان ہے کہ میں نے مقری موصوف کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میری عمر نوے سے سو سال کے درمیان ہے جس میں سے میں نے بصرہ میں چھتیس سال اور یہاں مکہ معظّمہ میں پینتیس برس قرآن کی تعلیم دی ہے اور اسکو پڑھایا ہے۔(۱)

---

(۱) حاشیہ اخلاق حملۃ القرآن

فن تجوید وقراءت

آداب تلاوت

تلاوت قرآن کے تعلق سے اس کے آداب کی رعایت نہایت ضروری ہے، بعض لوگ تلاوت قرآن کے وقت اس کے آداب کا لحاظ نہیں کرتے، نہایت بے دلی، بے رغبتی،، بے عظمتی سے پڑھتے ہیں، بالخصوص رمضان میں تو بعض حفاظ ایسا پڑھتے ہیں کہ قرآن کے حقوق بھی فوت ہوتے ہیں، اور مقتدیوں کے حقوق بھی!

بعض نے تلاوت میں ایک اور طریق ایجاد کیا ہوا ہے.........ایک قاری نے ایک آیت پڑھی دوسرے نے دوسری؛ بلکہ کبھی ایک نے آیت کا ایک ٹکڑا پڑھا اور دوسرے نے پورا کیا، بعض دفعہ سب مل کر گلا ملا کر پڑھتے ہیں اور اگر ایک کی سانس لینے سے دوسرا آگے بڑھ گیا تو وہ پھر درمیان کے اجزاء چھوڑ کر آگے سے شریک ہو جاتا ہے۔

یہ سب ظاہر ہے کہ ادب قرآن کا ضائع کرنا ہے اور اس میں تغنی مذموم وقطع کلمات اور اختلالِ نظم یہ مفاسد علاحدہ ہیں۔

علامہ نوویؒ نے تبیان میں آداب القرآن کا مستقل باب قائم فرما کر متعدد آداب تحریر فرمائے ہیں:

منجملہ ان کے بعض نمونے کے طور پر لکھے جاتے ہیں:

۱- ”ینبغی إذا أراد القرآن أن ینظف فاہ بالسواک“ وغیرہ۔

(مناسب یہ ہے کہ جب قراءت کا ارادہ کرے تو مسواک کر لیا کرے)

زہری فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب تم میں کوئی مسواک کر کے قرآن پڑھے تو فرشتے اس کی قرآن کو سننے لگتے ہیں، اپنا منہ اس کے منہ میں رکھ دیتے ہیں "حتی یجعل فاہ علی فیہ" اس کے منہ سے جو کوئی بھی آیت نکلتی ہے تو اس کے منہ میں فرشتہ منہ رکھتا ہے، اور اگر بغیر مسواک کے پڑھتا ہے تو فرشتہ وہاں کا چکر لگاتا ہے اور اس کے منہ پر منہ نہیں رکھتا'' (۱)

۲- یستحب أن یقرأ وھو علی طھارۃ، فإن قرأ محدثا جاز بإجماع المسلمین اور طہارت (وضو) کے ساتھ قراءت کرنا مستحب ہے اور اگر حالت حدث (بلا وضو) میں قراءت کی تو باجماع مسلمین جائز ہے۔

۳- قراءت صاف ستھرے اور پسندیدہ مکان میں ہو یہ مستحب ہے۔

۴- نماز کے علاوہ حالت میں بھی قاری کے لئے مستحب ہے کہ وہ استقبال قبلہ کرے؛ اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مجلسوں میں بہترین مجلس وہ ہے جس میں استقبال قبلہ کیا جائے اور خشوع کی حالت میں سکون اور فکر کے ساتھ اپنے سر کو جھکائے بیٹھے اور خشوع وخضوع اور حسن ادب کے ساتھ بیٹھے کہ جیسے اپنے استاذ کے سامنے بیٹھتا ہے اور یہی اکمل طریقہ ہے۔

۵- جب قراءت کرنے لگے تو حالت خشوع وتدبر کی ہونی چاہئے۔

۶- اور مناسب یہ ہے کہ قراءت ترتیل سے ہو اور علماء نے بھی ترتیل کے استحباب پر اتفاق کیا ہے۔

قال: ورتل القرآن ترتیلا، علماء کا کہنا ہے کہ ترتیلا قرآن کی تلاوت تدبر وغیرہ کی بناء پر مستحب ہے، ان کا کہنا ہے کہ ایسے عجمی کے لئے جو قرآن مجید کے معنی سمجھتے نہیں مستحب ہے کہ قراءت ترتیلا کرے اس لئے کہ ترتیلا قراءت کرنا احترام اور توقیر کے زیادہ

---

(۱) آداب حملۃ القرآن للآجری، ۱۴۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

قریب ہے اور دل پر زیادہ اثر کرتی ہے۔

۷- اور جب کسی آیتِ رحمت پر گذر ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگے، اور جب کسی آیتِ عذاب پر گذر ہو تو شر اور عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے یہ کہے کہ اے اللہ میں آپ سے عافیت طلب کرتا ہوں یا یہ دعا کرے: ”اللھم إنی أسئلک العافیة أو اسئلک المعافاة من کل مکروہ أو نحو ذلک“ اور جب کسی آیت تنزیہ پر گذر ہو تو اللہ عزوجل کی تمام عیوب ونقائص سے پاکی بیان کرے؛ لہٰذا سبحانہ وتعالی، تبارک وتعالی، یا جلت عظمتہ ربنا وغیرہ کلمات کہے۔

۸- قرآن مجید کو دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے، اس لئے کہ مصحف کو دیکھنا مستقل عبادت ہے، اس طور پر تلاوت اور نظر دو عبادتیں جمع ہو جائیں گی، اس سلسلہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے مگر علامہ نووی۔ نے اس کی یوں توجیہ فرمائی ہے کہ:

”ولم أر فیہ خلافا ولو قیل إنہ یختلف باختلاف الأشخاص فیختار القراءة فی المصحف وعن ظہر القلب یختار القراءة عن ظہر القلب لمن لم یکمل بذلک خشوعہ ویزید علی خشوعہ وتدبّرہ“

کہ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے یا یوں کہا جائے کہ اختلاف اشخاص سے یہ مختلف ہوتا ہے تو جس کو زبانی پڑھنے اور دیکھ کر پڑھنے میں یکساں خشوع حاصل ہوتا ہے تو اس کے لئے دیکھ کر پڑھنا پسندیدہ ہے اور دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ خشوع حاصل نہ ہو تو ایسے شخص کے لئے زبانی پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

☆ تلاوت میں اول صحت حروف کی رعایت ہو جو کہ امر ضروری ہے۔

☆ خوش لہجی کا مقدور بھر پاس ولحاظ ہو جو کہ امر مطلوب ومستحب ہے۔

☆ خوب مستغرق ہو کر پڑھے معانی میں غور وفکر کرے۔

☆ تلاوت میں درد وسوز پیدا کرنے کی کوشش کرے جس سے اللہ رب العزت کی یاد

اور اس کا خوف دل میں پیدا ہو سکے۔

☆ اپنے ساتھ ساتھ سامعین کے قلوب بھی متاثر ہوں اور زیادتی ایمان کا سبب بن سکے۔

☆ حضرت مجاہد سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں: "إذا تثائبت وأنت تقرأ فأمسک حتی یذهب عنک" اگر تمہیں تلاوت قرآن کے دوران جمائی آنے لگے تو جمائی کے چلے جانے تک قرآن پڑھنے سے رک جاؤ۔(۱)

☆ اگر اونگھ آ جائے تو سو جائے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إذا نعس أحدکم فلیرقد، فإن أحدکم یرید أن یستغفر فیسب نفسه" جب تم میں سے کسی کو نیند آنے لگے تو سو جائے، کیوں کہ تم میں سے کوئی یہ چاہتا ہے کہ وہ استغفار کر کے اپنے آپ کو گالیاں دے(۲)

☆ قرآن کو اچھی آواز میں پڑھنے کی کوشش کرے، قرآن میں حسن صوت مطلوب ہے، حضرت فضالہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی کریم (ﷺ) نے ارشاد فرمایا کسی گلوکارہ کا مالک جتنی توجہ سے اس گلوکارہ کا گانا سنتا ہے اللہ تعالی کہیں زیادہ توجہ کے ساتھ اس شخص کی آواز سنتا ہے جو خوبصورت آواز میں قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے:
"من صاحب القینة إلی قینته" (۳)

☆ آداب تلاوت ملحوظ خاطر ہوں۔

☆ تلاوت کے آداب واخلاص میں کوئی کمی پیدا ہو جائے تو استغفار کی کثرت کرے۔

☆ غناء قلب پیدا کرنے کی کوشش کرے (مجمع عام میں اگر اچھا پڑھ سکے اس کو من جانب اللہ تصور کر کے منعم حقیقی کا شکر گذار رہو اور حسب منشاء نہ پڑھ پائے تو اس کو اپنا عجز سمجھے)۔

---

(۱) أخلاق حملة القرآن: ۱۴۹

(۲) أخلاقة حملة القرآن: ۱۵۰، للآجری

(۳) سنن ابن ماجة، باب فی حسن الصوت بالقرآن، حدیث: ۱۳۴۰

☆ تلاوت کو کسبِ دنیا سے پاک رکھنے کی کوشش کرے اور دولت دنیا کو دولت قرآن کے مقابلہ میں کمزور سمجھے۔(١)

☆ تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ یعنی ''أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' (میں اللہ تعالی کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود کے شر سے میں حفاظت میں رہوں) کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

☆ تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ کے بعد تسمیہ یعنی ''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ'' (میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو کہ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے) کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

☆ دوران تلاوت جب ایک سورت مکمل ہوجائے تو دوسری سورت شروع کرنے سے پہلے تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ) کو نہ پڑھا جائے؛ لیکن تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) کو پڑھنا چاہیے مثلا کوئی شخص جب سورہ فاتحہ پڑھ لے اور اس کے بعد سورہ بقرہ کو پڑھنا چاہیے تو ''وَلَا الضَّآلِّیْنَ'' کے بعد تعوذ پڑھے بغیر صرف تسمیہ پڑھے اور ''الم'' سے سورہ بقرہ'' کی تلاوت شروع کردے۔

☆ اگر کوئی شخص سورہ انفال سے بھی پہلے سے تلاوت کررہا ہو پھر پارہ نمبر ۹ سے سورہ انفال کی تلاوت شروع کرے اور اس سورت کے پورا ہونے کے بعد دوران تلاوت، سورہ توبہ آجائے تو پھر سورہ توبہ کے آغاز پر رُک کر تسمیہ بھی نہ پڑھی جائے؛ بلکہ سورہ انفال کو مکمل کر کے سورہ توبہ کو پڑھنا شروع کردے۔

☆ اگر کوئی شخص تلاوت کا آغاز ہی سورہ توبہ سے کررہا ہو تو پھر اسے تلاوت سے پہلے تعوذ وتسمیہ دونوں پڑھنی چاہیے۔

☆ جب قرآن کریم کی تلاوت مکمل ہوجائے اور پڑھنے والا سورہ ناس کی تلاوت کرلے تو پھر اس آخری سورۃ کے بعد قرآن کریم دوبارہ شروع کر کے ''سورہ فاتحہ اور ''سورہ

(١) قرآن کریم اور خوش الحانی: ٣٨،٣٩،٤١،٤٢، مؤلف محمد صدیق فلاحی، مکتبۃ قراءت اکیڈمی

بقرۃ'' کی ابتدائی آیات ''واولئک ھم المفلحون'' تک تلاوت کرلینا مستحب ہے۔

☆ جتنی بھی تلاوت کرنی ہو اسے شروع کرنے کے بعد مکمل کرنے تک کے دوران اور کام میں مشغول نہ ہونا بہتر ہے۔

☆ سال میں دو مرتبہ پورے قرآن کریم کی تلاوت اس طرح کرنا کہ دونوں مرتبہ پورا ہوجائے، یہ سنت موکدہ ہے۔

☆ قرآن کریم کو پڑھ کر اس طرح بھلا دینا کہ پھر دیکھ کر بھی تلاوت نہ کرسکے یہ گناہ کبیرہ ہے۔(۱)

اَوتارِ صوتیہ اور اس کی حفاظت

اصولی طور پر یہ جاننا چاہئے ''تزئین بالقرآن'' کے لئے دو چیزیں بنیادی ہیں:

(۱) خوش گوئی (۲) ترنمی مزاج (بچوں کا ذوق اور اس کے اخذ کی صلاحیت)

انسان دو طرح کے پائے جاتے ہیں، اور وہ جن کو منجانب اللہ خوش گوئی کی نعمت میسر ہے، دوسرے وہ جن کو اس کے علاوہ اور نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔

مذکورہ آداب وہدایات قسم اول کے لئے ہیں، باقی قسم دوم کے لوگ اس سلسلہ کے علاج معالجہ سے مقسوم آواز کی صفائی کر کے اس کو مزید کراہت سے بچا سکتے ہیں۔

پھر قسم اول سے بھی مذکورہ ہدایات ان لوگوں کے لئے ہیں جن کے گلے خارجی اسباب سے جلد متاثر ہوتے ہیں یا جن کے اوتار صوتیہ کمزور ہوتے ہیں، باقی وہ لوگ جن کو خارجی اسباب سے زیادہ نقصان نہیں ہوتا (جو نسبتاً کم ہوتے ہیں) وہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔

آواز کے متعلق ہدایات

یہ تو معروف ہے کہ آواز کے لئے قدرتی طور پر گلے میں پردے یا تار ہوتے ہیں،

(۱) قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام ومسائل: ۳=۹، مفتی محمد سعید خان، ندوۃ المصنفین، الندوۃ ایجوکیشنل ٹرسٹ، اسلام آباد

جن کی حرکت سے آواز بنتی ہے اور یہ بھی عجیب بات ہے کہ وہ کاربن کو زہریلی اور مضر گیس سمجھا جاتا ہے وہی پھیپھڑوں سے خارج ہوتے ہوئے اوتار صوتیہ کو حرکت دیتی ہے اور آواز بنتی ہے۔

۱) اطباء کا خیال ہے کہ عہد طفولیت میں بچوں کا زور زور سے چلانا اور بلا وجہ دیر تک چیختے رہنا ان اوتار صوتیہ کو کمزور کر دیتا ہے، نیز بچپن میں بچوں کا بار بار روتے رہنا بھی اوتار کو متاثر کرتا ہے، جس کی وجہ سے بعض مرتبہ حلاوت صوتیہ ختم ہو جاتی ہے؛ لہٰذا والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے روشن مستقبل بچوں کی تفہیم کریں کہ اس طرح اپنی آواز کو ضائع نہ کریں۔

۲) مکاتب و مدارس نیز اسکول کے اساتذہ کرام تحمل سے زیادہ بلند آواز کے ساتھ بولنے، پڑھنے کا بچوں کو مکلف نہ کریں، اس کا لحاظ نہ کرنے سے صرف آواز کی حلاوت ہی ختم نہیں ہوتی؛ بلکہ بعض مرتبہ نفس آواز بھی عمر بھر کے لئے دب جاتی ہے۔

۳) سن بلوغ بھی آواز کے لئے ایک بڑا موڑ ہوتا ہے، عموماً یہاں پہنچ کر صغر سنی کی حلاوت صوتیہ رخصت ہو جاتی ہے، لہٰذا عمر کے اس حصہ میں احتیاط زیادہ درکار ہے، جس میں بے قاعدہ کھانے پینے بیجا چیخنے چلانے، پان، بیڑی، سگریٹ، اسباب ونزلہ وغیرہ امور سے احتیاط از حد ضروری ہے، جس سے ایک حد تک آواز اپنی اصلی صورت پر باقی رہ سکتی ہے اور بلوغ کے بعد اوتار صوتیہ میں پختگی آنے کی وجہ سے یہ خطرہ کم ہو جاتا ہے؛ تاہم مذکورہ امور میں احتیاط ضروری ہے۔

آواز کی حفاظت کا طریقہ

مذکورہ گذارشات تو وہ ہیں جن سے آواز مستقلا ودائمی طور پر متاثر ہو جاتی ہے جس کے بعد اصلاح کی توقع تقریباً ختم ہو جاتی ہے، مگر بعض مرتبہ کچھ عوارضات کی وجہ سے آواز وقتی طور پر متاثر ہوتی ہے جس کے لئے مذکورہ تدابیر مفید ثابت ہوتی ہیں۔

۱- نزلہ زکام کی وجہ سے گلے میں خراش آجاتی ہے اور پڑھتے ہوئے اوتار صوتیہ پر زور

پڑتا ہے حتی کہ بعض مرتبہ آواز دب جاتی ہے، ایسے مواقع پر سردی کے علاج کے ساتھ مقدار تلاوت وقرائت اور آواز کی جہوری کیفیت کو کم کرنا چاہئے، نیز ٹھنڈا پانی بھی اس وقت ان لوگوں کے لئے بیحد مضر ہے جب کہ یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے۔

۲- اسی طرح بعض مرتبہ دیر تک مشق کرتے رہنے سے بھی آواز متاثر ہوتی ہے، اس وقت اوتار صوتیہ کو آرام دینا ضروری ہوجاتا ہے۔

۳- اسی طرح معدے کی حدت وگرمی بھی آواز کی صفائی کے لئے مضر ہے، نیز گیس یعنی ریاحی تکلیف بھی آواز کے لئے انتہائی مضر چیز ہے، آواز اس کی وجہ سے پھٹ جاتی ہے اور ایک وقت کئی آوازیں نکلتی محسوس ہوتی ہیں، لہٰذا تلی ہوئی اور مرغن غذاؤں سے احتیاط کرنا چاہئے، نیز قبض ہوتے رہنا بھی آواز کیلئے ضرررساں ہے۔

مضر اشیاء: ہنگ، مرچ، املی، سپاری، چھالی، تیل۔

۴- نیز آواز میں نکھار اور متانت کے لئے مشق ایک اہم سبب ہے، حضرت قاری عبد الرحمن مکی فرماتے ہیں: ایک مقری کے لئے تدریس کے علاوہ یومیہ ایک گھنٹہ مشق ضروری ہے، یہی وجہ ہے کہ مشق کی کمی یا اس کے چھوٹ جانے سے آواز ولہجہ دونوں ہی متاثر ہوتے ہیں، علاوہ ازیں مشق سانس کے بڑھانے کا ایک کسبی سبب ہے۔

۵- کثرت مشق ولگن سے تلاوت میں ایک خاص کشش پیدا ہوجاتی ہے۔

ترنمی مزاج

ترنمی ذوق ومزاج بھی تحسین وتزیین تلاوت میں اہم کردار ادا کرتا ہے، لہجوں سے دلچسپی اور اس کے اخذ کی صلاحیت اور اس کی نزاکتوں سے واقفیت وغیرہ امور حسن صوت کے ساتھ مل کر تلاوت میں زبردست خوبی پیدا کردیتے ہیں، حتی کہ بعض مرتبہ خوش لہجہ قاری کی تلاوت بہ نسبت صرف خوش گو قاری سے بھی معلوم ہوتی ہے۔

اس سلسلہ میں سب سے بہتر تو آدمی کا اپنا نظری لہجہ ہے؛ مگر جن لوگوں کا کوئی فطری عمدہ لہجہ نہیں ہے یا اپنے لہجہ کے علاوہ مزید لہجات کی رغبت رکھتے ہیں تو ایسے حضرات کے

لئے مشہور قراء یا ان کی کیسٹ سے استفادہ کرنا مفید ثابت ہوا ہے۔(۱)

تجوید میں افراط وتفریط

بعضے صحت تجوید کو بھی ضروری سمجھتے ہیں؛ مگر کاوش اور بحث ہی تک پہنچ کر رہ جاتے ہیں، جیسا کہ اس وقت لوگ ض۔ ظ میں الجھنے والے دیکھے جاتے ہیں، مگر انشاء اللہ تعالی ادا کے نام خاک بھی نہیں، بعضے عمل تک پہنچنے کا ارادہ کرتے ہیں، مگر اس کی حقیقت سمجھنے میں غلطی کرتے ہیں، یعنی صرف لہجہ کا نام قراءت سمجھ کر اسی کا اہتمام کرتے ہیں اور یا تو خود کوئی طبعی لہجہ اختراع کرتے ہیں اور یا کسی مشاق کی نقل اتار لیتے ہیں اور اتار چڑھاؤ صحت وزن ذ میں اس قدر غلو کرتے ہیں کہ بعضے ضروریات یا مستحسنات قراۃ میں بھی فوت ہو جاتے ہیں، یعنی حرف گھٹا بڑھا دیتے ہیں، یا غنہ یا مد حذف کر دیتے ہیں؛ تاکہ وزن ٹھیک رہے؟

سو اس کی نسبت سرکار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”اقروا القرآن بلحون العرب وأصواتها وإياكم ولحون أهل العشق، وأهل الكتابيين“

تم قرآن شریف کو عربوں کے طریقے اور ان کے لہجے میں پڑھو عاشقوں اور اہل کتاب کے طریقوں سے بچو۔

یعنی ایسے لحن سے منع فرمایا ہے اور اس کو لحون عرب سمجھنا خطاء عظیم ہے جیسا کہ شراح حدیث نے تصریح کی ہے؛ بلکہ یہ لحن اہل عشق واہل کتاب میں داخل ہے، جس کو منع فرمایا ہے، اور اگر یہ لحن عرب ہوگا تو لحن اہل عشق کون ہوگا؟ پس خود حدیث کے الفاظ تو اس زعم کا تخطیہ کر رہے ہیں اور لہجہ کا اہتمام تجوید میں تفریط ہے اور بعضے حقیقت صحیح سمجھتے ہیں، مگر خوش لہجگی کے ایسے مخالف ہیں کہ اس کا اہتمام بلیغ کرتے ہیں کہ تحسین فوت نہ ہونے پائے اور کسی کو ذرا تحسین صوت کرتا دیکھتے ہیں تو اس پر گانے کا طعن کرتے ہیں اور یہ تجوید میں افراط ہے مثل تفریط مذکور کے یہ بھی نصوص کے خلاف ہے۔

---

(۱) حوالہ مذکور: ۴۲، ۴۶

حسن صوت اور گانے کا فرق

"زینوا القرآن بأصواتکم" (مشکوۃ) "قرآن شریف کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو) اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے اس عرض پر کہ "لو علمت أنک تسمع القرآن حبرته تحبیرا" (اگر میں جانتا کہ آپ میری قراءت سن رہے ہیں تو میں اس کو سنوارتا) آپ کا انکار نہ فرمانا حدیث تقریری اس تحسین صوت بالقصد کی مشروعیت ومطلوبیت میں نص صریح ہے، اور یہ ہی ہے وہ تغنی جس کا امر چند حدیثوں میں مروی ہے اور اس میں گانے میں فرق ظاہر ہے یعنی گانے میں تو لہجہ مقصود اور دوسرے قواعد تابع ہوتے ہیں، اگر لہجہ کے بنانے میں قواعد رہ جائیں تو پروا نہیں کی جاتی اور تحسین صوت میں قواعد مقصود اور حسن صوت تابع ہے یعنی اگر قواعد کو محفوظ رکھ کر خوش آوازی ہوسکے تو اس کی رعایت کی جاتی ہے ورنہ اسکی پروا نہیں کی جاتی.........اور بلا مقصد اگر کسی شخص کی قراءت کا کوئی جز کسی قاعدہ موسیقی پر طبیعت کے تناسب یا موزونیت کی وجہ سے منطبق ہوجائے تب بھی وہ گانے میں داخل نہیں، جیسا کہ خود قرآن مجید میں شعریت کی جابجا نفی کی گئی ہے مگر بعض عبارات یقینا اوزان شعر پر منطبق ہیں۔

فوائد

تجوید: کسی چیز کو اچھا کرنا اس کی ضد خراب کرنا ہے، **اصطلاحا:** قرآن مجید کی ادا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کے مطابق ہونا تجوید ہے۔

کما قال صاحب خلاصة البیان: التجوید أدائه کأداء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

عرف الشیخ محمد بن علی بن خلف الحسینی الشهیر بالحداد: حد التجوید تلاوة القرآن الکریم علی حسب ما أنزل الله تعالی علی نبیه صلی الله علیه وسلم بإخراج کل حر من مخرجه وإعطاء حقه من الصفات۔

اور مقصد: حروف کو ان کے مخارج اور جمیع صفات کے ساتھ ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے، لہٰذا تجوید کی تعریف یہ بھی کی جاسکتی ہے کہ ہر ہر حرف کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات کے بلا تکلف ادا کرنا۔

☆ قواعدِ تجوید کی رعایت جس سے مودی مامور بہ موافق ہوجائے (جس حرف کو ادا کیا جارہا ہے وہ احکام کے موافق ہو) کے ہوجائے ہر تلاوت کرنے والے مسلمان مرد وعورت پر فرض عین ہے۔

☆ تجوید مجوّد حاذق کی تعلیم ہی سے آتی ہے، جو نقلا بعد نقل افواہ مشائخ سے اخذ ہوتا چلا آیا ہے۔(۱)

طلبائے علوم دینیہ کو بالتجوید قرآن مجید پڑھنے کا بیان

☆ پہلا فریضہ یہ ہے کہ طالب علم دین کی اساس (قرآن مجید) کو بالتجوید پڑھنا سیکھے اور اس کے سیکھنے میں سب سے زیادہ جدوجہد کرے؛ تاکہ تلاوت قرآن مجید اور نماز کی ادائیگی مطابق سنت کرسکے ورنہ تلاوت میں تو لحن جلی کا مرتکب ہوگا اور بجائے ثواب مستحق لعنت ہوگا، اور بعض صورتوں میں نماز بھی فاسد ہوجاتی ہے، پھر اگر طالب علم امام ہو تو دوسروں کا بوجھ بھی اپنے سر لے گا، اب انصاف سے بتلا کہ تو نے خدا تعالی کی اہم ترین عبادت نماز کے لئے کیا تیاری کی؟

"قال الملا علی القاری: العلم به فرض کفایة والعمل به فرض عین" (علم تجوید فرض کفایہ اور اس پر عمل فرض عین ہے)۔

جان تو اے طالب تجوید: طریقہ نبوی ﷺ کے موافق قرآن مجید پڑھنا لحن کہلاتا ہے۔

حضور ﷺ سے خلاف تجوید قرآن مجید کا پڑھنا کسی ضعیف روایت سے بھی ثابت نہیں ہے، ترکِ تجوید سے ترکِ سنت لازم آتا ہے، جو بہت بڑی محرومی کی بات ہے؛ لہٰذا

(۱) الفوائد التجویدیہ:۱،۲ے مؤلف انیس احمد خان صاحب، مکتبہ قراءت اکیڈمی

اتباع سنت کی سعی کیجئے اور تجوید سیکھنا اپنے لئے ضروری قرار دیجئے تا کہ رضاء حق حاصل ہو۔

☆ علامہ جزری طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولیبادر بہ أوقات عمرہ إلی التسھیل ولا یستکف من أحد وجدعندہ ناقدۃ منجد المقرئین:

قرآن مجید کو تجوید سے پڑھنا سیکھنا یعنی صحیح پڑھنا سیکھنا بڑی سعادت ہے۔(۱)

تجوید بھی نصاب میں داخل کی جائے

اہل مدارس اس کا التزام رکھیں کہ جو طالب علم ان کے مدرسہ میں داخل ہونا چاہے امتحان داخلہ کا ایک جزء صحت قرآن کو بھی قرار دیں اور بغیر تجربہ صحت کے یا بعض حالات میں کم از کم تصحیح کا وعدہ تو ضرور لے لیا جائے اس کے بغیر داخل نہ کریں اور وعدہ کی صورت میں جتنے سبقوں کا وہ مستحق ہے ان میں سے ایک سبق کی جگہ اس تصحیح (تجوید) کو رکھیں اور اس مرحلہ کو طئے کرنے کے بعد پورے سبقوں کی اجازت دیں۔

نیز جن مدارس میں گنجائش ہے ان کو تجوید کا ایک مدرس مدرسہ میں پڑھانا ضروری ہے، اس طریقہ سے یہ فن عام ہوسکتا ہے۔

اسی طرح مشائخ کو چاہئے کہ اپنے مریدوں کو خصوصی خلفاء کو صحت قرآن پر مجبور کریں۔(۲)

اس وقت جو لوگ قرآن شریف پڑھنے کی طرف توجہ کرتے ہیں وہ بھی اس کی تصحیح کی طرف توجہ نہیں کرتے؛ بلکہ اکثر علماء کو بھی اس کا خیال نہیں؛ حالانکہ اس پر توجہ نہ کرنے سے بڑی غلطیاں ہوجاتی ہیں، مگر خدا کا شکر ہے کہ اب چند روز سے علماء نے اس پر توجہ کی ہے مدارس میں قراء مدرس رکھے ہیں، لیکن ضرورت اس کی ہے کہ سب ادھر متوجہ ہوں۔(۳)

تجوید وقراءت سے متعلق اہل علم کی کوتاہی

نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ اس کوتاہی میں اہل علم کا نمبر غیر اہل علم سے بڑھا

(۱) الفوائد البھیۃ: ۵، ۷ (۲) اصلاح انقلاب امت: ۴۳، بحوالہ علوم وفنون: ۵۸

(۳) دعوات عبدیت: ۶/ ۱۱۰، ۱۱۲، بحوالہ مذکورہ: ۵۸

ہوا ہے، حتی کہ ایک صاحب سورہ ناس میں من الجنۃ والناس کو اس طرح پڑھتے ہیں "من الجنّات والنّاس" اس وقت اگر پچاس مولویوں کو جمع کر کے قرآن سنا جائے تو بمشکل دو آدمی صحیح قرآن پڑھنے والے نکلیں گے، کتنے افسوس کی بات ہے کہ طلبہ منطق پڑھتے ہیں، فلسفہ پڑھتے ہیں اور ام العلوم قرآن کو نہیں پڑھتے، پھر غضب یہ ہے کہ ایسے لوگ امام ہوجاتے ہیں اس وقت اس غلطی کا اثر دوسروں تک دو طریقے سے پہنچتا ہے، ایک یہ کہ اگر کوئی مقتدی صحیح خوان (پڑھنے والا) ہوا تو ان کی نماز ان امام صاحب کے پیچھے نہیں ہوتی، اور چونکہ غلط پڑھنے والے کا حکم صحیح پڑھنے والے کی نسبت امی کا سا ہے بہ نسبت قاری کے؛ اس لئے اس خاص صورت میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ نہ امام کی نماز ہوئی نہ مقتدیوں کی پس کتنی بڑی تباہی کی بات ہے۔

دوسرے اس طور پر کہ یہ امام صاحب اگر زمرہ اہل علم کی جماعت میں سے ہوئے تو علماء کرام کی عوام میں سخت بے وقعتی ہوئی ہے جس کا اثر ایک گونہ علماء کے متبعین تک بھی سرایت کرسکتا ہے، اس میں دنیاوی خرابی یہ ہے کہ اغلاط پر عوام بھی مطلع ہوجاتے ہیں اور علماء کی بے قدری کرتے ہیں۔(۱)

ایک دوسری جگہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

بعض لوگ تصحیح قرآن کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے، نہ مخارج کی خبر نہ صفات کا اہتمام، نقص وزیادت (کمی زیادتی) سے احتراز کوئی صاحب "ض" کو "ظ" سے ادا کرتے ہیں، اور کوئی د سے، ث، س، ص میں انکے نزدیک کوئی فرق ہی نہیں، الف کے موقع پر فتحہ (زبر پڑھنا) اور فتحہ کی جگہ الف پڑھنا بعض لوگوں کی عادت ہوگئی ہے، نہ بے موقع وقف کرنے (سانس توڑنے) سے اجتناب کیا جاتا ہے؛ حالانکہ اس سے بعض مواقع پر معنی میں فساد آجاتا ہے۔

تجوید کی غلطیاں بکثرت ہوتی ہیں اور تجوید کی یہاں تک ضرورت ہے کہ بعض دفعہ اس کی مخالفت سے عربیت جاتی رہتی ہے اور جب لفظ عربیت ہی سے نکل گیا تو قرآن کہاں

(۱) اصلاح انقلاب امت: ۱۴۱، بحوالہ علوم فنون: ۵۹، مؤلف مولانا اشرف علی تھانویؒ

رہا اور جب نماز میں قرآن نہ پڑھا گیا تو نماز کیسے صحیح ہوگی۔(۱)

تجوید کا وجوب اور فرضیت

ہر چند کہ تجوید کے متعلق کلام طویل اور مقتضی تفصیل ہے مگر اتنی قدر میں کسی کو کلام نہیں کہ جس قسم کی غلطیوں کا ذکر اوپر ہوا ہے، (مخارج وصفات کی غلطی) ان کی تصحیح واجب علی العین ہے، جب تک کہ عدم قدرت وعدم مساعدت لسان وزبان کے نہ چلنے کی مجبوری) متیقن نہ ہوجائے جس کی موٹی دلیل یہ ہے کہ اس قدر تصحیح کے بغیر قرآن کی عربیت باقی نہیں رہتی اور عربیت بدلالت خصوص لوازم قرآن سے ہے، پس اس کے نہ رہنے سے قرآن نہ رہے گا جب لفظ عربیت سے نکل گیا تو قرآن ہی نہ رہا، پس اس کی ضرورت میں کیسے اشتباہ ہوسکتا ہے، میں کہتا ہوں کہ تجوید کا سیکھنا فرض ہے؛ کیوں کہ قرآن عربی زبان میں ہے جس کا عربی میں پڑھنا فرض ہے اور عربیت کے موافق صحیح تلفظ کے بغیر تجوید نہیں آسکتی تو تجوید کا سیکھنا فرض ہوا۔

تجوید وقراءت کے شعبے اور ان کا شرعی حکم

اس علم کے تین شعبے ہیں: (۱) تصحیح حروف بقدر امکان (۲) رعایت وقوف (وقف کی رعایت کرنا) بایں معنی کہ جہاں وقف کرنے سے معنی میں فساد واختلاف ہو وہاں وقف نہ کرے اور اضطرار میں عفو ہے؛ لیکن ایک دو کلمہ کا اعادہ کرلینا احوط ہے، یہ دونوں امر تو واجب علی العین ہیں اور جس شخص کو کوشش کے باوجود حاصل ہونے سے مایوسی ہوجائے وہ معذور ہے۔(۳) ایک شعبہ ادغام واظہار واخفاء وغیرہ کی رعایت کا ہے یہ مستحب ہے۔(۴) اور ایک شعبہ اختلاف قراءت کا ہے یہ مجموع (پوری) امت پر واجب علی الکفایہ ہے۔(۲)

---

(۱) حقوق القرآن مع احکام التجوید، افادات حضرت مولانا اشرف علی تھانوی: ۴۶، ادارہ افادات اشرفیہ، دوبگہ، ہردوئی روڈ، لکھنؤ۔

(۲) علوم وفنون اور نصاب تعلیم: ۶۱-۶۰

تجوید کے اصول کافی نہیں سیکھنے اور مشق کرنے کی ضرورت ہے

افسوس ہے کہ اس وقت اس امر کی طرف سے ایسی بے توجہی ہے کہ ہم لوگ اس کو بالکل ضروری نہیں سمجھتے اکثر لوگ پوری درسیات ختم کر جاتے ہیں؛ لیکن ان کو قرآن پڑھنے کا سلیقہ نہیں ہوتا۔

سمجھتے ہیں کہ صرف کتابوں میں حروف صفات اور مخارج پڑھ لئے ہیں اس سے زیادہ اور کیا کیا جائے؛ حالانکہ یہ خیال غلط ہے۔

قرآن کا پڑھنا اس وقت تک نہیں آتا جب تک کہ خاص طور سے کسی (استاذ) سے اس کو سیکھا نہ جائے، نری درسیات سے کچھ نہیں ہوتا، اصل بات یہ ہے کہ خدا کی محبت اور اسکا خوف دل سے جاتا رہا، اگر آج یہ اشتہار دے دیا جائے کہ جو شخص مخارج حروف صحیح کر کے سنادے اس کو فی حرف پانچ روپیئے ملیں گے تو آج ہی شہر کے شہر قراءت شروع کر دیں اور کچھ نہ کچھ تصحیح کر کے انعام لینے کے لئے کھڑے ہو جائیں؛ لیکن افسوس کہ خدا کی رضا کے لئے امنگ نہیں پیدا ہوتی۔(۱)

تصحیح قرآن صرف دو ہفتے میں:

کل حروف اٹھائیس ہیں، ان میں بعض بعض تو قریب قریب صحیح نکلتے ہیں، ان کو مستثنیٰ کر کے جن میں اہتمام کی حاجت ہے تقریباً ایک ربع یعنی سات ہیں، جیسے ث، ح، د، ص، ض، ط، ظ اور جیسے خ، ذ، ش، ع، غ، ف، ق اگر کسی ماہر کو تلاش کر کے ایک گھنٹہ روزانہ مشق کے لئے نکالا جائے تو روزانہ ایک حرف کی ضرور مشق ہو سکتی ہے، جس میں ایک ہفتہ اور دیہاتی کے لئے دو ہفتہ کافی ہیں، اگر احتیاطا اس سے دوگنی مدت لی جائے تو آدھا مہینہ اور ایک مہینہ صرف ہوتا ہے، تو کیا دین کی اتنی بڑی ضرورت کے لئے اپنی اتنی بڑی عمر میں سے اتنا حصہ بھی نہیں دے سکتے؟

---

(۱) علوم وفنون اور نصاب تعلیم: ۱/ ۶۴، افادات از اشرف علی تھانوی قدس سرہ، مفتی محمد زید مظاہری ندوی دامت برکاتہم

اسی طرح فتح اور الف کی مقدار کا فرق، اگر ایک پارہ میں اس کی درستگی ہوجائے تو تمام قرآن یکساں ہی تمام کے لئے کافی ہے اگر ایک رکوع روزانہ درست کرلیا جائے تو یہ کام بھی پندرہ بیس روز سے زیادہ کا نہیں ہے، پھر بقیہ قرآن بھی ہے، تھوڑا تھوڑا کر کے کسی ماہر کو سنا دینا، جو متفرق اوقات میں نہایت سہل ہے، زیادہ اطمینان اور احتیاط کی بات ہے۔

خوش آوازی کے ساتھ پڑھنے کی ضرورت اور اس کی شرعی دلیل

بعض لوگ خوش لہجگی کے ایسے مخالف ہیں کہ کسی کو ذرا تحسین صوت کرتا دیکھتے ہیں تو اس پر طعن کرتے ہیں اور یہ تجوید میں افراط ہے، یہ بھی نصوص کے خلاف ہے، ”زینوا القرآن بأصواتکم“ (قرآن شریف کو اپنی آوازوں کے ساتھ مزین کرو) اور حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کے حضور ﷺ سے اس عرض کرنے کہ ”لو علمتُ أنک تسمعُ“ الخ اگر میں جانتا کہ آپ میری قرات سن رہے ہیں تو میں آپ کے خاطر اور زیادہ سنوار کر پڑھتا، یہ حدیث قصدا تحسین صوت کی مشروعیت ومطلوبیت میں نص صریح ہے اور یہ ہی وہ تغنی ہے جس کا امر چند حدیثوں میں مروی ہے، حضرت ابوموسی اشعری کا قرآن سن کر حضور (ﷺ) نے فرمایا: ”لقد اوتیتَ مزمارا من مزامیر داؤد“ یعنی خدا تعالی نے داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی سے تم کو حصہ عطا کیا ہے۔(۱)

قرآن مجید کی آیات اور رموز اوقاف کا شرعی حکم

☆ کلام مجید کے آیات واوقاف کتاب وسنت واجماع وقیاس (یعنی) ادلہ اربعہ شرعیہ سے ثابت ہیں اور حتی الوسع اس کی رعایت کرنا ضروری ہے، بعض جگہ اس کے خلاف کرنے سے معنی بگڑ جاتے ہیں، چنانچہ سورہ براءۃ میں آیت ”واللہ لا یھدی القوم الظالمین“ پر ٹھہرنا لازمی ہے اور اگر یہاں نہ ٹھہریں اور ”الذین آمنوا وہاجروا“ کے ساتھ ملا دیں تو بالکل معنی فاسد ہوجائیں گے۔

☆ اہل زبان کو اس میں کچھ تکلف اور مشقت نہیں ہوتی اور غیر زبان والے کو دشواری

(۱) اصلاح انقلاب امت: ۴۵، بحوالہ مذکورہ: ۷۰

پڑتی ہے؛ اس لئے صحابہ کرام کو اس کی تعلیم وتعلم کی حاجت نہ تھی؛ لیکن جب قرآن شریف تمام ملکوں میں پھیلا اور ان کی زبان عربی نہ تھی، اس لئے خلط ملط کرنے لگے اور بے موقع اور غلط پڑھنے لگے ان کے لئے علماء سلف نے قرآن کے اعراب اور رموز اوقاف تجویز فرمائے اور ضبط کئے؛ تا کہ ان کو سہولت ہو اور جو قصدا اس کے خلاف کرے وہ مخالف جماعت ہے، ما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔

مصری لہجہ میں قرآن پاک پڑھنا

بعض لوگوں نے اپنا یہ شبہ بیان کیا کہ مصری لوگ قرآن شریف کو لحن اور تغنی (گانے) کے ساتھ پڑھتے ہیں اور یہ ممنوع ہے تو مصری لہجے میں قرآن شریف بھی ممنوع ہوگا۔

فرمایا: تغنی کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ قواعد موسیقی پر منطبق کرنے کا قصد کیا جائے، دوسرے یہ کہ مقصد تو صرف حروف اور تحسین صوت ہی ہو؛ مگر وہ اتفاقا کسی قاعدہ موسیقی پر منطبق ہو جائے، پہلی صورت مذموم ہے، اور دوسری صورت محمود ہے، اور اس پر کسی قسم کا اعتراض کرنا صحیح نہیں، دیکھو قرآن مجید اور حدیث شریف میں بعض جملے ایسے ہیں کہ ان میں مصراعیت کی شان موجود ہے اور بعض بالکل موزوں ہیں؛ لیکن وہ چونکہ بلا قصد ہیں، اس لئے اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ "مَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ" کے خلاف ہیں پس جس طرح شعر وہ ہے جس میں وزن کا قصد ہو، نہ کہ وہ جس میں اتفاق سے وزن ہو جائے اس طرح تغنی میں بھی تفصیل ہے۔(۱)

عربی لہجہ کی ضرورت

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض پڑھے لکھے پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ قرائت میں لہجہ کے مخالف ہیں اور اس کو فضول اور لایعنی بتلاتے ہیں، حالانکہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ہر زبان کا خاص لب ولہجہ ہوتا ہے، فارسی کا لہجہ الگ ہے، انگریزی کا جدا گانہ، بنگلہ جدا، اردو کا علاحدہ ہر زبان میں لہجہ کی قدر ہے، پھر حیرت ہے کہ عربی میں لہجہ کی قدر نہ ہو

(۱) حقوق القرآن: ۱۴۴، افادات مولانا اشرف علی تھانوی۔

اور یہاں اس کو فضول قرار دیا جائے، یہ سب باتیں قلت محبت سے پیدا شدہ ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ تصحیح الفاظ کے بعد اگر عربی لہجہ بھی حاصل کرلیا جائے تو نور علی نور ہے، چنانچہ آج کل انگریزی میں بڑا قابل وہ شمار ہوتا ہے جس کا لہجہ بھی انگریزی سے ملتا جلتا ہو اور انگریزی لب ولہجہ حاصل کرنے کی بڑی کوشش کی جاتی ہے اور یہ صرف حسن کلام اور زیادہ حمد وثناء کے لئے اس میں کوشش کی جاتی ہے، پھر دین میں اسکو فضول اور بیکار کیوں کہا جاتا ہے؟ (۱)

قرآن شریف کا رسم الخط توقیفی ہے

فرمایا: رسم الخط قرآن کا توقیفی ہے۔ (۲)

☆ صرف حروف کو صحیح کرلینا چاہئے ؛ لہجہ کی ضرورت نہیں ہے، آج کل لوگ اس کی کوشش کرتے ہیں کہ انگریزی کا لب ولہجہ آجائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عنقریب ایک قوم پیدا ہوگی جو قرآن کو اینٹھ مروڑ کر پڑھے گی ؛ مگر قرآن ان کے حلق کے نیچے بھی نہ اترے گا۔

حروف کی تصحیح تو ضروری ہے باقی غلو ہے صحابہ میں عربی، عجمی سبھی تھے۔ (۳)

مخلوق کو راضی کرنے کے لئے تجوید

بعضے تجوید پر قدرت حاصل کرلیتے ہیں، مجالس یا حالت امامت میں جب پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے اس پر عمل کرتے ہیں ؛ مگر جب خلوت میں تلاوت یا حالت انفراد میں نماز ادا کرتے ہیں، اس وقت اس کی طرف التفات بھی نہیں کرتے جس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تصحیح سے غرض مخلوق کو راضی کرنا تھا نہ خالق کو راضی کرنا، کیا کسی فعل کے ثمرہ کے ترتب کے لئے قوت واستعداد کا مرتبہ کافی ہے؟ یا صدور فعل کی بھی ضرورت ہے، کیا تجوید صرف قدرت ہونے سے تجوید کے ثمرات حاصل ہوجائیں گے؟ اس سے واجب کی ادائیگی، اجر کی زیادتی،

---

(۱) حوالہ سابق

(۲) علوم وفنون اور نصاب تعلیم: ۷۶، ۷۷، مرتب: مولانا نازید مظاہری

(۳) حسن العزیز: ۲۴/۷، بحوالہ مذکورہ: ۶۶

رضائے حق اور ادائے حق حاصل ہوسکتا ہے؟ یا اس کے عمل و اجراء کی بھی ضرورت ہے؟ (۱)

رومن خط، انگریزی میں قرآن کا حکم اور نقصانات

متن قرآن مجید عربی خط میں رکھنا چاہئے، ہندی رسم الخط میں کوئی ضرورت نہیں، بے پڑھا ہو تو ہندی میں ہونے سے بھی کوئی خط نہیں پڑھ سکے گا اور پڑھانے سے عربی حروف کا یاد کر لینا بھی کچھ مشکل نہیں اور جو اصل مقصود ترجمہ کے متعلق ہے یعنی ارتداد سے بچنا اور اسلام کی طرف لانا اس میں عربی و ہندی رسم الخط داخل نہ ہونے میں برابر ہے۔

علاوہ اس کے ہندی یا انگریزی میں بعض حروف عربیہ کی شکل ہی نہیں جیسے ق، ض، ط، ظ، ز مثلا (عربی میں ض، ظ، ز، میں فرق ہے اور انگریزی و ہندی میں ناممکن ہے) پس جب ان کو دوسری شکل میں لکھا جائے گا تو ظاہر ہے کہ اصلی حروف پڑھے بھی نہ جائیں گے تو اس میں عمدا (قصدا) تحریف کا جائز رکھنا ہے، یہ قطعی حرام ہے:

قال فی الاتقان قال أشهب سئل مالک هل یکتب المصحف علی ما أحدثهالناس من الهجاء؟ فقال: لا، إلا علی الکتبة الأولی رواه الدوانی فی المقنع ثم قال: ولا مخالف له من علماء الأمة، قال الإمام أحمد یحرم مخالفة خط مصحف عثمان فی واء ویاء أو ألف او غیر ذلک۔ (۲)

تلاوت وسماعت قرآن کے چھ ضروری آداب

☆ قاری کے لئے مستحب ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے تلاوت کرے، کیوں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: شریف ترین مجلس وہ ہے جس میں قبلہ کی طرف منہ کیا جائے، یہ طبرانی کی روایت ہے، نیز طبرانی اور ابن

---

(۱) اصلاح انقلاب امت: ۶؍۴۰، ادارۃ المعارف کراچی، حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

(۲) حقوق القرآن: ۱۲۲، افادات حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ

عدی نے ابن عمر کے ذریعہ نبی ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ معزز ترین نشست وہ ہے جس میں قبلہ کی طرف منہ کیا جائے۔(۱)

☆ قرآن کریم کی سماعت کے وقت جسم کے ساتھ دل کی حاضری وخشیت بھی ضروری ہے:

سیوطی رحمہ اللہ کی جامع کبیر میں ابی بن کعب سے یہ روایت منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک بار نماز پڑھائی اور اس میں سورت تلاوت فرمائی اور اس سورت میں ایک آیت (نسیانا) ترک فرمادی، پھر (نماز کے بعد) صحابہ سے دریافت فرمایا کہ میں نے اس سورت میں سے کوئی آیت چھوڑی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہے، اس پر آپ نے ارشادفرمایا: ان قوموں کا کیا (نامناسب) حال ہے، جن پر اللہ کی کتاب پڑھی جاتی ہے، اور انہیں یہ نہیں معلوم ہو پاتا کہ کون سا حصہ پڑھا گیا ہے اور کون سا چھوڑا گیا ہے، بنی اسرائیل کی بھی یہی حالت تھی کہ ان کے دلوں سے خوف خداوندی جاتا رہا تھا سو ان کے دل غیر حاضر اور صرف ظاہری اجسام حاضر رہتے تھے، (اور انہیں یہ بھی معلوم نہیں رہتا تھا کہ کیا پڑھا گیا اور کیا چھوڑا گیا) سن لو! بلاشبہ اللہ رب العزت کسی کا کوئی عمل اس وقت تک قبول نہیں فرماتے جب تک کہ وہ اپنے اس عمل میں جسم کے ساتھ ساتھ دل بھی حاضر ومتوجہ نہ ہو۔(۲)

☆ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا یا کم از کم رونے جیسی صورت بنانا مستحب ہے:

سعد بن مالک سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشادفرماتے ہوئے سنا کہ یہ قرآن غمنا کی اور دلی خوف وتاثر کے ساتھ اترا ہے؛ لہٰذا جب اس کو پڑھا کروتو رویا کرو، اگر تم رو نہ سکوتو رونے کی شکل ہی بنالیا کرو، اور اس کے ذریعہ بے نیازی حاصل کرو، نیز خوش آوازی سے پڑھو، کیوں کہ جس نے قرآن کے ذریعہ بے نیازی حاصل کی، اس کو خوش آوازی سے نہ پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ہے: ”فمن یتغن بالقرآن فلیس منا“ (۳)

---

(۱) طبرانی وابن عدی، بحوالہ تلاوۃ القرآن المجید: ۲۷

(۲) جامع کبری للسیوطی (۳) ابن ماجہ

☆ بعض سوالیہ آیتوں کے جواب میں چند مخصوص کلمات کہنے کی تلقین:

ابوداؤد اور ترمذی نے یہ حدیث نقل کی ہے جو شخص "وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ" پڑھے اور اس سورت کے اخر تک پہنچ جائے تو وہ یوں کہے "بَلٰى وَأَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ" (کیوں نہیں! یقینا اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہیں اور میں اس پر منجملہ گواہی دینے والوں کے ہوں) اور جو "لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ" پڑھے اور اس سورت کے آخر یعنی اس آیت تک پہنچ جائے "أَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقَادِرٍ عَلٰى أَنْ يُّحْيِيَ الْمَوْتٰى" (کیا وہ ذات اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کردے) تو وہ کہے "بلی" (کیوں نہیں! ضرور قادر ہے) اور جو "والمرسلات" والی سورت پڑھے اور اس آیت پر پہنچ جائے "فَبِأَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ" (تو وہ لوگ اس قرآن کے بعد اور کون سے کلام پر ایمان لائیں گے) تو یوں کہے "آمَنَّا بِاللهِ" (میں اللہ اور اس کی کتاب پر ایمان لے آیا) نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں کہتا ہوں "فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ" (سو تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے) کے جواب میں یوں کہے: "وَلَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِّعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ" (اور ہم اے پروردگار! آپ کی نعمتوں میں سے کسی بھی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہیں سو تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں) اس کو حاکم نے روایت کیا ہے اور "فَمَنْ يَّأْتِيْكُمْ بِمَاءٍ مَّعِيْنٍ" (تو کون ہے وہ جو تمہارے پاس رواں اور جاری پانی کو لائے گا) کے جواب میں یوں کہے: "وَاللهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ" (یعنی اللہ ہی لائیں گے جو تمام جہانوں کے پرودگار ہیں، بعض روایات میں یہ لفظ آئے ہیں: "اَللهُ يَأْتِيْنَا بِهٖ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّ الْعَالَمِيْنَ" اور سورۃ الضحی اور اس کے مابعد سورتوں کے خاتمہ پر "تکبیر" (اللہ اکبر) کہے، اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔(۱)

☆ تدبر قرآن کرے:

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے: سب سے بڑا فقیہ اور دانش ور وہ ہے جو قرآن کو چھوڑ کر دوسری چیز کی طرف راغب نہیں ہوتا، یقینا ایسی عبادت میں کوئی خیر

(۱) رواہ البیہقی، نہایۃ القول المفید: ۳۱۰

نہیں جس میں علم شامل نہ ہو، اور ایسے علم میں کوئی خیر نہیں جس میں فقہ شامل نہ ہو، اور ایسی تلاوت میں کوئی خیر نہیں جس کے ساتھ تدبر کا حصہ شامل نہ ہو۔(۱)

☆ معنی کی رعایت سے بعض الفاظ پر آواز کو اونچا کر دینا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے متعلق منقول ہے کہ آپ نے مکہ معظّمہ میں نماز مغرب میں "وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ" پڑھی اور "وَھٰذَا الۡبَلَدُ الۡاَمِیۡنُ" کو زیادہ اونچی آواز سے پڑھا۔(۲)

حفاظ کرام کو شرعی مسائل کی تدریس

سبھی جانتے ہیں کہ فارغین میں اکثریت حفاظ کرام کی ہوتی ہے، علماء کرام کی نہیں، طلبہ کی ایک خاصی تعداد تکمیل حفظ پر اکتفا کرتی ہے بیشتر مسجدوں میں امامت، مکاتب اور ٹیوشن کی تدریس، عوام سے براہِ راست رابطہ رکھنے والا یہ ہی طبقہ ہے، اس لئے انہیں نماز، روزہ، زکوۃ، حج، نکاح، طلاق، حلال وحرام، فرق ضالہ سے واقف کروانا ضروری ہے کم از کم یہ اجمالی علم خود انہیں اسلام کا صحیح مثالی نمونہ بننے کے اور قوم کی رہبری کرنے میں مددگار بنے گا، دینیات، ناظرہ کے طلبہ کو نماز، ہر وقت کی دعائیں، وقتاً فوقتاً تربیتی اخلاقی کہانیاں سنائی جائیں، اور طلبہ حفظ کے لئے بالخصوص جید الاستعداد کسی قدر تجربہ کار، خارجی عوامی دنیا سے آگاہ عالم دین کی تقرری کی جائے، یہ ہفتہ میں چند گھنٹیاں، بہشتی ثمر، تعلیم الاسلام یا مسائل سے متعلق کچھ کتابیں مقرر کی جائیں، نئے نئے ابھرنے والے فرقے اور فتنوں کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی جائیں، تاکہ وہ خود بھی شکار نہ ہوں اور قوم بھی لقمہ نہ بنیں، اہل حق علماء ہمارے مرکزی ادارے، مستند دار الافتاء انہیں بتلائیں، جائیں؛ تاکہ وہ آئندہ قدم بقدم پوچھ لیں، شرعی پردہ، ناجائز رسوم، اس سلسلہ کی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے قرآن تو مکمل کر لیتا ہے (جو بلاشبہ بہت بڑی دولت ہے) لیکن شریعت اسلامی کا مجموعی تصور بھی سامنے نہیں ہوتا، کبھی کبھی کسی آیت کا شان نزول، کسی سورۃ میں مذکور احکام، مستند تفسیروں کا کوئی

(۱) کتاب العلم لابی خثیمہ زہیر بن حرب، رسالۃ ضمن کتاب الایمان: ۱۴۳ بحوالہ یا حملۃ القرآن ۳۶

(۲) رواہ النووی فی التبیان: ۱۲۲، فضائل حفاظ القرآن: ۴۴۲۔۴۴۵

حصہ، شائع ہونے والے رسائل کا کوئی اہم مضمون، اکابر کے ملفوظات وسوانح کا سنانا ذائقہ بدلنے کی وجہ سے تعلیم میں غیر معمولی دلچسپی بڑھاتا ہے، کچھ فہم قرآن کی وجہ سے تلاوت میں حلاوت وطراوت پیدا کرتا ہے۔

تراویح سے متعلق مسائل

ایک بدعت تراویح میں استئجار علی العبادۃ (عبادت پر اجرت لینے کی ہے) یعنی حافظ صاحب سے اجرت دے کر قرآن پڑھوایا جاتا ہے اور استیجار علی العبادۃ (یعنی عبادت پر اجرت لینا) حرام ہے: ”والاستیجار علی مجردۃ التلاوۃ لم یقل بہ أحد من الأئمۃ، وإنما تنازعوا فی الاستیجار علی التعلیم (۱) بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ اجرت نہیں کیوں کہ ہم کوئی مقدار مقرر نہیں کرتے جو ہمارے مقدر میں پہنچتا ہے وہ لے لیتے ہیں۔

”المعروف کالمشروط“ جو بات مشہور ہوتی ہے اس میں ٹھہرانے کی کیا ضرورت ہوتی ہے، مشہور تو خود مشروط ہوتا ہے، اگر کسی طرح حافظ صاحب کو معلوم ہو جائے کہ یہاں سنانے میں کچھ بھی نہ ملے تو درمیان رمضان ہی میں حافظ صاحب چھوڑ کر بیٹھے رہیں گے، اس سے ثابت ہوا کہ حافظ صاحب کو مقصود اجرت ہے، ختم کرنے سے بحث نہیں۔

قرآن سنانے کی اجرت لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں

بعض حفاظ کی عادت ہے کہ اجرت لے کر قرآن مجید سناتے ہیں، طاعت پر اجرت لینا حرام ہے، اسی طرح دینا بھی حرام ہے، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے پہلے مقرر نہیں کیا، اس لئے یہ معاوضہ نہیں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے نہیں ٹھہرایا؛ لیکن نیت تو دونوں کی یہی ہے، اور نیت بھی محض خیال کے درجہ میں نہیں؛ بلکہ عزم (یعنی پختہ ارادہ) کے درجہ

(۱) فتاوی شامی

میں ہوتی ہے، اگر کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ یہاں کچھ وصول نہ ہوگا تو ہرگز ہرگز وہاں نہ سنائیں گے، اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ معروف مشروط کی طرح ہے، جب اس کا رواج ہوگیا اور دونوں کی نیت یہی ہے تو بلاشبہ وہ معاوضہ ہے۔

تراویح کیسے پڑھائیں؟

☆ تراویح میں پڑھنے کی مقدار طالب علم کو سمجھا دیں کہ بروقت پہلے سال حافظ کو پریشانی نہ ہو۔

پہلا طریقہ: اگر ۲۷ ویں کو ختم کرنا ہوتو اس ترتیب سے پڑھے، پہلے سولہ دن تک سوا پارہ، پھر نو دن تک ایک ایک پارہ، پھر اخیر دو دن آدھا آدھا پارہ، اس طرح پہلے سولہ دنوں میں بیس پارے، پھر نو دنوں میں نو، پھر اخیر دو دنوں میں آدھا آدھا کر کے ایک، اس طرح کل ۳۰=۱+۹+۲۰ ہوئے

دوسرا طریقہ: اگر ۲۹ ویں کو ختم کرنا ہوتو اس ترتیب سے پڑھے، پہلے چار دنوں تک سوا پارہ، پھر ہر دن ایک پارہ، اس طرح پہلے چار دنوں میں پانچ پارے اور بقیہ پچیس دنوں میں پچیس پارے، اس طرح کو ۵+۳۰=۲۵۔

تیسرا طریقہ: اگر عشرہ یعنی دس دنوں میں ختم کرنا ہو ہر دن تین پارے اس ترتیب پر کہ پہلے چار رکعت میں پاؤ پارہ، پھر بقیہ سولہ رکعتوں میں ہر دو رکعت میں پاؤ پارہ، اس طرح پہلے چار رکعتوں میں ایک اور بقیہ سولہ رکعتوں میں دو پارے، کل تین پارے یومیہ اور کل دس دنوں میں تیس پارے ہوئے۔

چوتھا طریقہ: اگر پندرہ دنوں میں ختم کرنا ہوتو ہر دن دو پارے اس طور پر پڑھے کہ پہلے بارہ رکعات میں ہر دو رکعات میں پاؤ پاؤ پارہ پڑھے، اس طرح بارہ رکعت میں ڈیڑھ پارے ہوں گے، مابقیہ آٹھ رکعتوں میں آدھا پارہ اس طور پر کہ پاؤ پارے میں چار رکعات ہوں۔(۱)

(۱) حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: ۳۴

بلا اجرت تراویح سنانے والوں کا انتظام کرنا

حضرت شاہ ابرار الحق صاحب رحمہ اللہ کی جانب مجلس دعوۃ الحق ہر دوئی کے تحت تراویح بلا اجرت تراویح سنانے کا انتظام تھا۔

رمضان المبارک کی راتوں میں تراویح میں پورا قرآن پاک سنانا مسنون ہے، شریعت میں اس کے بڑے فضائل وارد ہوئے ہیں، چنانچہ پورے اسلامی ماحول میں اس کے مطابق عمل جاری ہے، لیکن یہ مسنون عمل فرض نمازوں کی طرح فرض اور واجب نہیں، اس لئے شرعی مسئلہ کے مطابق فرض نمازوں کی امامت پر تو تنخواہ لینا جائز ہے، لیکن تراویح میں قرآن پاک سنا کر اجرت لینا جائز نہیں، حکیم الامت حضرت اقدس تھانویؒ نے اس مسئلہ کو پوری وضاحت کے ساتھ دلائل کی روشنی میں تحریر فرمایا ہے، تحفہ حفاظ (احکام تراویح) نامی کتاب میں اس کی پوری تفصیل موجود ہے، حنفی مسلک کے مطابق تراویح میں قرآن پاک سنا کر اجرت لینا خواہ مشروط یعنی طئے کر کے ہو یا بغیر شرط کے معروف ہو (لأن المعروف کالمشروط) دونوں صورتوں میں ناجائز ہے، اسی وجہ سے تو بہت سے مفتیان کرام نے حیلہ جواز بیان کئے ہیں، حیلے بہرحال حیلے ہیں، حقیقت نہیں، حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ان سب کا جواب تحریر فرمایا ہے، لیکن امت میں اس وقت تراویح میں قرآن سنا کر پیسے لین دین کا ایسا عرف رواج ہو گیا ہے کہ اس کی قباحت بھی لوگوں کے ذہنوں میں نہیں رہی، بہت سے حفاظ اپنے علاقہ کی مسجد کو غیر آباد کر کے دور دراز شہروں میں صرف زائد پیسے کی لالچ میں تراویح پڑھاتے ہیں، مسئلہ کے اعتبار سے ظاہر ہے کہ یہ غلط ہے، یوں اگر حافظ قرآن کو اس کی عظمت ومحبت کی پیش نظر ہدیہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں؛ بلکہ مستحسن اور پسندیدہ عمل ہے، اہل قرآن حفاظ وعلماء کی خدمت کی بڑی اہمیت ہے، کرنا چاہئے، لیکن تراویح میں قرآن سنانے کی بنا پر بطور اجرت کے نہیں؛ بلکہ محض محبت کی وجہ سے پہلے یا بعد میں علاحدہ انفرادی وخفیہ طور پر دے دیا جائے، جس میں ریاء وشہرت کا دخل نہ ہو، چندہ کا تو سوال ہی نہیں، حفاظ کی ایسی خدمت نہ صرف جائز؛ بلکہ باعث اجر وثواب

ہے، ضرور کرنا چاہئے۔(۱)

معمولات نظم تراویح

۱۔ ناظم مراکز کو اختیار ہوگا کہ جس مسجد میں حافظ کو مناسب سمجھیں مقرر فرمادیں؛ مگر حسب مصالح مقامی منتظمین مساجد کی رائے وتجویز کا پاس ولحاظ کیا جائے گا۔

۲۔ سوائے خاص مجبوری کے ہر حافظ کے ساتھ ایک سامع کا ہونا۔

۳۔ تین روز سے کم میں قرآن شریف ختم نہ کرنا، اوراس کے لئے کسی مقتدی یا داعین کو مجبور نہ کرنا۔

۴۔ عموماً ۱۴اور ۲۷ رمضان کے درمیان کسی تاریخ میں قرآن شریف ختم کرنے کا مدار حافظ صاحب کی رائے پر ہونا۔

۵۔ ہر حافظ کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی روز کسی خاص مصلحت کی بناء پر روزانہ کے معمول میں کمی بیشی کردیں اور ایسی صورت میں مقتدین کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہ ہوگا۔

۶۔ حفاظ کو بخیال تحمل مقتدین حدود سے تجاوز نہ کرنا، زیادہ پڑھنے میں اگر مقتدین کو بار ہو تو بلا تکلف ادب کے ساتھ اس کا اظہار کرنا۔

۷۔ ختم کے روز امامِ تراویح کی اجازت پر شیرینی کی تقسیم کا مدار ہوگا ورنہ التواء رہے گا۔ اہل محلہ کو اصرار ومخالفت کا حق نہ ہوگا۔

۸۔ چراغاں اور روشنی ضرورت سے زیادہ کسی یوم بالخصوص ختم کے روز نہ ہوگی، اس میں حافظ صاحب کی رائے کی رعایت مقدم ہوگی، امام تراویح جس مقدار کو زیادہ بتلادیں اس کی اصلاح ضروری ہوگی۔

۹۔ جھنڈیاں ختم کے روز یا کسی روز مسجد میں نہ لگانا۔

۱۰۔ تراویح کے سلسلہ میں کسی جگہ کوئی بات ایسی ہو جواز قبیل رسوم ہو یا امام تراویح کو خلاف شرع معلوم ہوتو اس کی اصلاح ضروری ہوگی۔

---

(۱) نقوش ابرار:۱۶۵

۱۱۔ مقتدین یا داعین کی جانب سے کوئی معاملہ خلاف ادب واحترام کے پیش آنے پر یا بصورت عدمِ اصلاح منکرات امام تراویح قرآن شریف سنانے میں معذور ہوں گے۔

۱۲۔ سوا اس صورت کہ مسجد بالکل قریب یا حافظ صاحب سواری پسند نہ فرماویں ہر امام تراویح کے لئے سواری کا انتظام ضروری ہوگا۔

۱۳۔ مقامی داعین کو سواری یومیہ کا انتظام خود کرنا ہوگا یا تخمینی رقم پیشگی مرکز میں جمع کرنی ہوگی۔

۱۴۔ بیرونی داعین کو مصارف آمد ورفت حفاظ احتیاطا پیشگی جمع کرنا ہوں گے اور اگر کوئی حافظ بوضع تنخواہ رخصت دے کر بھیجا جاوے گا تو بقدر وضع تنخواہ رقم بھی ادا کرنا ہوگی، جس کو حافظ صاحب کے بھیجنے سے پہلے ظاہر کر دیا جائے گا۔

۱۵۔ عشاء کی نماز امام تراویح کے مسجد پہنچنے پر شروع ہوگی۔

۱۶۔ مستقل مصلیان کو یہی اصول سنا دیئے جائیں۔(۱)

---

(۱) نقوش ابرار:۱۶۸

دعوت وتبلیغ کا نظام

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ کارِ نبوت میں دعوت وتبلیغ، تزکیہ واحسان، تعلیم وتدریس سارے کاموں کی ضرورت واہمیت سے وہ شخص انکار نہیں کرسکتا جو دین کے مجموعی تصور جانتا اور سمجھتا ہے، کوئی شعبہ دین دوسرے شعبہ کا بدل نہیں، ایک دوسرے سے توازن وموازنہ بھی غلط ہے، سب افضل واہم ہیں، مدارس خانقاہیں اور دعوت وتبلیغ کی عظیم عالمی محنت وغیرہ نافع ہیں، لیکن کسی کا بھی اپنے کافی ہونے کا دعوی سراسر جہالت وظلم ہے، ان سبھی شعبوں میں کام کرنے والے فرشتہ و بے عیب نہیں؛ بلکہ انسان ہیں، غلط کاری ونقائص کو دیکھ کر جب تک خیر غالب ہے کسی شعبہ کو چھوڑا نہیں جاسکتا ہے، زمانہ طالب علمی اصلا صلاحیت سازی اور قوت علمیہ پروان چڑھانے کا زمانہ ہے، لیکن جامعیت واعتدال، تربیت ومزاج اکابر کا تقاضا یہ ہے کہ مدارس میں مجالس اہل دل کے ساتھ تبلیغی جماعت کا ہلکا پھلکا نظام جاری کی جائے، اس طور پر کہ مقصد اصلی تعلیم ومطالعہ متأثر نہ ہو، فارغ اوقات استعمال بھی ہوجائے، عوام سے رابطہ، بات پیش کرنے کا سلیقہ، امت کی بے دینی کا احساس، اپنے علم کا مصرف انہیں یاد رہے، گویا تعلیم غالب رہے اور تبلیغی سرگرمی متروک بھی نہ ہو، فراغت کے بعد طالب علم کسی بھی شعبہ دین میں حسب صلاحیت ومشورہ اکابر کام کرتا رہے؛ مگر سارے شعبوں سے انس ومحبت ہو، وحش وتنفر نہ ہو، تعاون وتناصر کی فضا بنائے نہ کہ تعصب وتعارض کی، یہ خادم دین کے ساتھ رفیق بن کر چلیں نہ کہ فریق، یہ شعبہ دینی اپنے دائرہ کار میں مفید اثرات کا قدرداں ہو نہ اپنے شعبہ کے کارناموں پر نازاں، اس لئے انتظامیہ کو اعتماد میں لے کر اساتذہ کرام کی

سرپرستی میں قدیم معتدل تبلیغی کارکنوں کے تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس نظام کو جاری کرنا بہتر ہے، شرط یہ ہے کہ مروجہ الیاسی نظام تبلیغ کو ہی اسلام کے شعبہ دعوت وتبلیغ کا مکمل اولین تا قیامت مصداق نہ سمجھا جائے، تاریخ دعوت وعزیمت کے پچھلے زمانہ میں تسلسل اور آئندہ زمانے میں تجدید واصلاح پر کام کی ضرورت کا ہرگز انکار نہ ہو، علاقائی اور عالمی، داخلی وخارجی نزاعات سے طلبہ مدرسہ علاحدہ وبالاتر ہوکر کام کریں، غیروں میں دعوت، خطابت وتصنیف سے دعوت، نہی عن المنکر کے کاموں کو بھی پوری فراخ دلی کے ساتھ تہہ دل سے خلوت وجلوت میں زبانی اور عملی طور پر سراہا جائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دعوت وتبلیغ والا کام بڑا نفع بخش اور مفید ہے، اس لئے اس کو مدارس میں جاری کرنا چاہئے، مدارس میں ہر جمعرات اور جمعہ کو چوبیس گھنٹے کی جماعتیں نکلنی چاہئے، یہ نکلنا جمعرات کی شام سے جمعہ کی شام تک کے لئے ہوتا ہے،، راشن وطعام سیٹ مدرسہ کا ہوتا ہے، اور سفرخرچ اساتذہ وطلبہ اپنا ذاتی اور رعایت میں قریب کے کم خرچ کے رخ دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح اساتذہ وبعض بڑے طلبہ پر اطراف کی بستیاں ودیہات تقسیم کردیئے جائیں وہ وہاں ہفتہ واری گشت کے دن جاکر پوری محنت کرتے ہیں، چلہ، چار ماہ کی تشکیل ہوتی ہے، اور تین دن کی جماعتیں بھی بناتے ہیں، اور بعض مرتبہ خود لے جاتے ہیں اور مدرسہ سے اس سلسلے میں اجازت ہوتی ہے۔

جب جماعت مدرسہ میں آتی ہے تو مشورہ سے ان کی تعلیم کے لئے بڑے اساتذہ طئے ہوتے ہیں، اور بڑے طلبہ ان سے اختلاط کرتے ہیں، ایک ایک طالب علم ایک ایک ساتھی کے ساتھ جوڑی بنالیتا ہے، اور فارغ اوقات میں ان کی نماز وغیرہ درست کرتا رہتا ہے، بعض مرتبہ بعض ساتھیوں نے کہا کہ چلہ بھر میں جو فائدہ ہوا وہ چوبیس گھنٹہ میں ہوا۔

اسی طرح طلبہ اپنا دوسرا گشت نیز مسجد وار جماعت، ہفتہ واری مشورہ، روزانہ مختلف حلقوں کی شکل میں فضائل اعمال کی تعلیم (بعد عصر ۱۰؍منٹ) اور آنے والی جماعتوں کی

خدمت ماہانہ کارگذاری وغیرہ امور پر عمل پیرا ہوتے ہیں، اسی طرح اساتذہ سہ روزہ عشرہ مستورات کی جماعت میں نکلتے ہیں، درمیان سال کی چھٹیوں میں اور شہر کے ہفتہ واری مشورہ اور اجتماع میں بھی دو استاذ باری باری طئے ہوتے ہیں اور ہر ماہ مرکز میں حیاۃ الصحابہ کی تعلیم اس استاذ کی طئے ہوتی ہے جس نے سال لگایا ہے۔

دعوت وتبلیغ کے امور

۱۔ سفر خرچ طلبہ واساتذہ کا اپنا ذاتی ہوتا ہے۔

۲۔ روزانہ فکروں کے ساتھ مسجد وار جماعت میں بیٹھ کر مدرسے اور اطراف کی فکر کریں۔

۳۔ اطراف کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں، اس کے لئے طلبہ واساتذہ کو استعمال کریں۔

۴۔ طئے شدہ بستی میں جاکر دوسرا گشت کریں اور وہاں سے نقد جماعتیں نکالنے کی کوشش کریں، اگر پانچ وقت کی نماز اور اذان نہ ہوتی ہو تو جانے والے احباب اس کو شروع کرنے کی کوشش کریں۔

۵۔ مسجد وار جماعت میں ساتھیوں کے اندر دعوت وتبلیغ کے اعتبار سے فکریں لانے کی کوشش کریں۔

۶۔ روزانہ کے اعمال جیسے کھانے، سونے کے آداب اور بعد فجر خدمت واستقبال اور اس کے استعمال کی ترتیب بنائیں۔

۷۔ باہر سے آنے والی جماعتوں کی تعلیم وتربیت خدمت واستقبال اور اس کے استعمال کی ترتیب بنائیں۔

۸۔ تعلیمی اوقات میں اور اساتذہ کو خارجی ذمہ داریوں کے اوقات میں اپنی ذمہ داری حوالے کئے بغیر اطراف کے تقاضوں پر نہ بھیجیں، ہاں اگر اشد ضرورت ہو تو دفتر کی اجازت سے بھیجیں۔

۹۔ گشت میں جانے والوں کو سمجھانا کہ اپنی تعلیم کا نقصان کئے بغیر تقاضہ پورا کریں

اور جلد از جلد اپنے مقام پر آجائیں۔

۱۰۔ منگل کے روز بدھ کے گشت کے تعلق سے مشورہ کریں (جو کہ مدرسہ کا ہفتہ واری گشت ہے)۔

۱۱۔ چوبیس گھنٹے کی جماعت ہر ہفتہ بروز جمعرات دوپہر کھانے کے بعد ایک استاذ کی نگرانی میں بھیجیں، اور ہر کلاس میں سے ایک طالب علم کو بھیجیں اور سارا سامان راشن وغیرہ مدرسہ سے لے کر جائیں اور ذمہ داری کے ساتھ برتن واپس لے کر آئیں۔

مولانا اسعد اللہ صاحب فرمایا کرتے تھے:

''تبلیغی طلبہ کا احساس بیدار اور شعور صحیح ہوتا ہے، وہ اپنی اسلامی اور علمی ذمہ داریوں کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں رذائل سے عموما دور رہتے ہیں، اور کسب فضائل و نوافل کی جانب حسب استعداد فطری متوجہ ہوتے ہیں، اس کے برخلاف دوسرے طلبہ زمانہ کا ساتھ دیتے ہیں، ان میں شعور حیات نامکمل و ناقص ہوتا ہے، وہ دین میں بیجا جسارتوں اور نامناسب بے باکیوں سے باک نہیں کرتے، ان مذکورہ حقائق کے پیش نظر کسب فنون و تحصیل علوم کے لئے تبلیغ میں مصروف ہونا ضروری ہے''۔

اور ایک جگہ فرمایا:

''میں اپنے تجربے، مشاہدہ اور علم و یقین کی روشنی میں بلا خوف تردید بالکل بے جھجک ہو کر کہتا ہوں کہ میں نے سب جماعتوں میں سے زائد مقدس جماعت مخلص، بلند مقصد پاکیزہ کردار، باعمل اور فعال پایا ہے''(۱)

مولانا اسعد اللہ صاحب کی عملی شرکت

ایک مکتوب میں حضرت ناظم صاحب خود اپنا معمول تحریر فرماتے ہیں: ''جہاں تک

(۱) مآثر حضرت باندوی: ۲۲۰، مولانا عبید اللہ الاسعدی، فرید بک ڈپو، دہلی

میری ذات کا تعلق ہے میں تبلیغ میں شرکت کو اپنی سعادت سمجھتا ہوں، میرے عوارض مجھ کو اجازت نہیں دیتے کہ میں عملی شرکت کروں، پھر گاہے بگاھے تبلیغی اجتماعات میں شرکت کرتا رہتا ہوں اوراب سے چار پانچ سال قبل تک سہارنپور کی جامع مسجد میں جمعرات کے ہفتہ واری اجتماع میں پابندی سے شریک ہوتا تھا، نیز میں اپنے تمام احباب ظاہر و باطن کو ادھر متوجہ کرتا رہتا ہوں، اور وہ لوگ جو مجھ سے بیعت کرتے ہیں انہیں تو میں بتاکید تبلیغ میں شرکت کے لئے کہتا رہتا ہوں''۔(۱)

حضرت صدیق صاحب باندوی کے تاثرات

تبلیغی کام کے فیض کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

''اس لئے میں مخالفت میں سب سنتا ہوں مگر جو سنا اور دیکھا اس کی وجہ سے جماعت کے کام کو اہمیت کیوں نہ دوں''۔

حضرت خود جماعتیں لے کر چلے، اور پھرے اور خود علاقے کے لوگوں کی جماعتیں بنائے، ان کو لے کر علاقے میں خوب گھومے اور باہر سے آنے والی جماعتوں کا نظام بنانا بسا اوقات کھانے پینے کی فکر اور ان کی راحت کا سامان کیا۔

مدارس کا کام بھی تبلیغ ہے

حضرت کے نزدیک تعلیم وتدریس کی کیا اہمیت تھی، تفصیل سے تذکرہ آچکا ہے، اس لئے حضرت اس کو بالکل پسند نہیں فرماتے تھے کہ تعلیم کا حرج کر کے اس کو چھوڑ کر مدرسہ کو بند کر کے تبلیغ کا کام کیا جائے، اس پر سخت ناراض ہوتے، ایک مرتبہ ایک جگہ سے اجتماع کا اور اس میں جانے کا تذکرہ آیا مدرسہ کے تعلیم کے دن تھے فرمایا:

''وہ اجتماع ہے اور یہ (مدرسہ کا نظام) اجتماع نہیں ہے، دین پڑھنا پڑھانا اس میں ثواب نہیں ملے گا، یہ اجتماع بھی تو اللہ کو محبوب ہے، اس کی کیا اہمیت کم ہے:؟ اجتماع کی اہمیت ہے، مگر ایام تعطیل میں شرکت

(۱) حوالہ سابق: ۲۲۰

کریں گے اور کچھ وقت لگائیں۔

اور ایک موقع سے فرمایا:

ایک مرتبہ ایک صاحب مدرسہ بند کر کے لمبی مدت کو جماعت میں چلے گئے، اور پھر حضرت کی خدمت میں آئے اور بیعت کی درخواست کی، حضرت نے ان کو سخت تنبیہ کی اور فرمایا:

''مدرسہ بند کر کے جماعت میں چلے جانے کے لئے کس نے آپ سے کہا تھا، اور کس سے پوچھ کر گئے تھے، میں آپ کو بیعت نہیں کراتا، کیا مدرسہ چلانا دین نہیں؟ مدرسہ میں کیا سکھایا اور پڑھایا جاتا ہے، وہ دین کی تبلیغ نہیں، وہ بھی تو تبلیغ ہے، میں تبلیغ کا حامی ہوں، تبلیغ کے فروغ کے لئے کیا میں کوشش نہیں کرتا؟ مدرسہ کے ساتھ بھی تو تبلیغ کا کام ہوسکتا ہے''(۱)

اور ایک موقع سے مرکز نظام الدین کے مدرسہ اور اس کے نظام کا تذکرہ فرمایا: اور فرمایا کہ: اس کا نظام صرف جمعرات کی شام ہے، باقی مدارس کی طرح تعلیم چلتی رہتی ہے، ایک صاحب کو مشورہ دیتے ہوئے فرمایا:

''ہفتہ میں ایک مرتبہ کسی مسجد میں شریک ہوجایا کریں باقی مدرسہ کا حرج نہ کریں، لوگ بہت غلو کرنے لگے ہیں، مرکز والے خود اس سے منع کرتے ہیں، یہ لوگ من مانی کرتے ہیں اور اکابر کی ہدایت پر عمل نہیں کرتے''(۲)

---

(۱) مآثر حضرت باندوی:۲۲۵

(۲) مآثر حضرت باندوی:۲۲۶

مصادر ومراجع

عربی کتب

- آداب حملۃ القرآن للآجری، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔
- أسرار حفظ القرآن الکریم، احمد بن سالم بادویلان، مکتبۃ الحضارۃ، ریاض۔
- التبیان فی آداب حملۃ القرآن، یحی بن شرف النووی، مکتبۃ المؤید، الطائف۔
- فضائل القرآن، ابوالعباس جعفر بن محمد المستغفری، دار ابن حزم، بیروت۔
- فضائل القرآن ومعالمہ وآدابہ، عبید بن قاسم سلام، المملکۃ المغربیۃ۔
- طرق تدریس التجوید، دفہد عبدالرحمن الرومی، د محمد السید الزغبلاوی، مکتبۃ التوبہ، ریاض۔
- عون الرحمن فی حفظ القرآن، ابوذکر القلمونی، مکتبۃ التراث الاسلامی حقق حلمک فی حفظ القرآن الکریم، دعبداللہ المحلم، الکویت مرجع الطلاب فی الخط العربی، خالد محمد المصری الخطاط، مکتبۃ المعارف، دیوبند۔

اردو کتب

- علوم وفنون، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب، مکتبہ ادارہ افادات، ہتھورا، باندہ۔
- افادات صدیق، محمد زید مظاہری ندوی، افادات اشرفیہ، دوباگاہ لکھنؤ۔
- تحفہ مدارس، مولانا سید صدیق احمد صاحب باندوی، کتب خانہ نعیمیہ دیوبند۔
- معین المدارس تعلمی تربیتی اور انتظامی رہبر، مفتی محمد شاکر خان صاحب، مدرسہ بیت العلوم مہاراسٹر، ۲۰۰۸ء ۱۴۲۹ھ۔

- فن تدریس کے اصول، شیخ علی عمر مصری، مترجم، عبدالحفیظ صاحب، راہی پرنٹرس، ۲۰۱۴ء۔
- مدارس دینیہ کے لئے رہنما اصول، مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب، شعبہ نشر واشاعت، ۲۰۰۰ء۔
- علوم وفنون اور نصاب تعلیم، مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ افادات اشرفیہ، ۱۴۱۲ھ۔
- تحفظہ حفاظ، افادات حضرت مولانا زکریا، قاری طیب صاحب، مولانا ابوالحسن ندوی، فرید بک ڈپو۔
- حیات ابرار، محمد فاروق صاحب، مکتبہ محمودیہ، ۱۴۲۶ھ (مجلس دعوۃ الحق جس کے بانی حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب تھے، اس ادارہ کے ماتحت کئی ایک مدارس اور مکاتب چلتے ہیں، جس کا نظام نہایت مستحکم اور باریک بینی پر مشتمل ہے، مدرسہ چلانے کے اصول کے تحت ہم نے اس سے کافی استفادہ کیا ہے)۔
- دینی وعصری درسگاہیں۔ تعلیمی مسائل، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ہدی بک ڈسٹری بیوٹرس، ۲۰۰۴ھ۔
- ہندوستان میں مسلمانوں کا نظام تعلیم وتربیت، مولانا سید مناظر احسن گیلانی، مکتبہ الحق، ۲۰۰۷ء۔
- آسان منطق، مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری، مکتبہ وحیدیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- تیرہ سالہ خدمات، محمد شمیم احسن قاسمی، رابطہ مدارس اسلامیہ، مغربی بنگال، ۱۴۳۲ھ۔
- تعلیم وتعلم اور دعوت کے اسلامی اصول وآداب، مولانا نصیب الرحمن علوی، عظیم بک ڈپو، دیوبند ۲۰۰۲ھ۔
- الفوائد التجویدیہ، قاری انیس احمد خان صاحب، قراءت اکیڈمی۔
- درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھائیں، مفتی محمد تقی عثمانی، زمزم بکڈپو۔
- مدرسہ تعلیم سے تعمیر تک، مولانا محمد ایوب ندوی بھٹکلی، فرید بک ڈپو، ۲۰۰۸ء۔
- حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول، مفتی سبیل احمد صاحب، محمودیہ ٹرسٹ، ۱۴۳۲ھ۔

- آسان اصول حدیث، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، کتب خانہ نعیمہ، ۲۰۰۱ء۔
- آسان اصول فقہ، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، کتب خانہ نعیمہ، ۲۰۰۱ء۔
- دینی مدارس مسائل اور تقاضے، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی، مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشر، ۲۰۰۱ء۔
- تحفہ المدارس، محمد اسحاق ملتانی، ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان، پاکستان۔
- کتاب النوازل، حضرت مولانا مفتی سید محمد سلمان منصور پوری، المرکز العلمی للنشر والتوزیع والتحقیق، لال باغ، مرادآباد۔
- تحفہ حفاظ، افادات اکابر، فرید بک ڈپو، دیوبند۔
- تسہیل اصول التحفیظ، حافظ تجمل صدیق، نوگاں، ہوجائی، آسام (اس کتاب میں بھی حفظ قرآن مجید کے نہایت رہنما اور اصولی باتیں بتائی گئی ہیں، جس کو نہایت تجربہ کے بعد مرتب کیا گیا ہے)۔
- تحفہ حفاظ، از افادات مولانا اشرف علی تھانوی، اداراہ افادات اشرفیہ دوباگا، ہردوئی لکھنؤ۔
- آسان خاصیات ابواب، مفتی سعد صاحب، مکتبہ نعیمیہ، دیوبند۔
- قرآن کریم اور خوش الحانی محمد صیق فلاحی، قرائت اکیڈمی، ۱۹۹۴ء۔
- ہمارا تعلیمی نظام، مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، زم زم بکڈپو، ۱۹۹۵ء۔
- معاصر دینی تعلم، مشکلات واحوال، ایفا پبلیکشنز۔
- چندہ اور اس کے آداب واحکام، مولانا محمد اسماعیل صادق صاحب، مرشد الامت، ۱۴۳۱ھ۔
- تعلیم وتربیت کس طرح؟ مہربان علی بڑوتی، کتب خانہ حیات الاسلام، مظفر نگر، ۱۴۱۳ھ۔
- اصلاح الرسوم، مولانا اشرف علی تھانویؒ۔
- مبادیات منطق، حکیم تسخیر صاحب۔

- آسان نحو، مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری، مکتبہ وحیدیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- آسان صرف مفتی سعید احمد صاحب پالنپوری، مکتبہ وحیدیہ، ۱۴۱۷ھ۔
- علم الصیغۃ، مفتی رفیع الدین صاحب، زم زم بکڈپو۔
- حفظ قرآن مجید کے رہنما اصول: مولانا مفتی سبیل احمد صاحب، محمودیہ ٹرسٹ، وانمباڑی، ٹاملناڈو (یہ کتاب بھی نہایت باریک بینی اور حفظ قرآن مجید کے بڑے مدارس اشرف المدارس ہردوئی، مدرسہ فیض العلوم، مدرسہ سبیل الفلاح، اشرف العلوم حیدرآباد، دعوت القرآن پرنامبٹ، احیاء العلوم وانمباڑی، اور مفتاح العلوم میل وشارم اور رفیق العلم آمبور کے تجربات اور ماہر وجید حفاظ واساتذہ سے استفادہ کے بعد لکھی گئی ہے)۔
- درس نظامی کی کتابیں کیسے پڑھائیں، مؤلف مولانا تقی عثانی صاحب، مکتبہ زمزم۔
- یومیہ تعلیمی اطلاع، طلبہ شعبہ ناظرہ، مکتبہ احیاء سنت، مدرسہ امداد العلوم، حیدآرباد۔
- خیر القرون کی درسگاہ، قاضی اطہر، مبارک پوری، شیخ الہند اکیڈمی دارالعلوم دیوبند۔
- رہنمائے خطابت، مفتی ابولبابہ شاہ منصور، کراچی، پاکستان۔
- حرف شیریں، حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی صاحب، ادارہ علم وادب، دیوبند۔
- خط رقعہ کیسے سیکھیں، حضرت مولانا نور عالم خلیل امینی، ادارہ علم وادب، دیوبند۔
- فتاوی قاسمیہ، مفتی شبیر احمد قاسمی، مکتبہ اشرفیہ، دیوبند۔
- شاہ راہ علم، مجلہ سہ ماہی، جامع اسلامیہ اشاعت العلوم، اکل کوا، مہاراسٹر۔
- حسن تدبیر، مدارس نمبر، فروری، ۲۰۱۱۔
- المذکرہ الیومیۃ الدراسیہ، دارالدعوۃ والارشاد۔
- قواعد داخلہ، دارالعلوم دیوبند۔
- فضائل حفظ القرآن، مولانا امداداللہ انور، دارالمعارف، ملتان، پاکستان۔
- حقوق القرآن مع احکام التجوید، افادات مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، ادارہ

افادات اشرفیہ، دوبگہ، ہردوئی، لکھنؤ۔

- قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام ومسائل، مفتی محمد سعید خان، ندوۃ المصنفین، الندوۃ ایجوکیشنل ٹرسٹ، اسلام آباد۔
- اصلاح انقلاب امت، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، ادارۃ المعارف، کراچی۔
- کامیاب طالب علم: ۱۷۔ ۲۷، روح اللہ نقشبندی، مکتبۃ دارالہدیٰ پاکستان۔
- نسیان القرآن، قاری حبیب الرحمن صاحب: البلاغ: ۴۷، محرم الحرام: ۱۴۳۶۔
- تحفہ حفاظ مع احکام تراویح، افادات: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، ادارہ افادات دوبگا ھردوئی، روڈ لکھنو۔
- آپ قرآن مجید کیسے حفظ کریں: علامہ یحی بن عبدالرزاق الغوثانی، تلخیص وترجمانی: مولانا محمد ابرارالحق، مکتبۃ الابرار، حیدرآباد۔ (اس کتاب کے مؤلف نے علم قرائت میں جامع القرآن الکریم والعلوم ال اسلامیۃ، ام درمان سوڈان سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، جمعیۃ تحفیظ القرآن الکریم جدہ میں پانچ سالہ تدریس، برناج تحفیظ القرآن الکریم کی ادارت وسرپرستی، قواعد علم تجوید، تلاوت قرآن تدریس قرآن کے طریقوں اور مکاتب قرآنیۃ سے متعلق مدرسین قرآن کومختلف مما لک میں ٹریننگ دی، غانا، توغو، بنین، بوکینا فاسو اور نائجریا میں ''جمعیات تحفیظ القرآن'' کی تاسیس وداخلی نظام العمل کی ترتیب میں شرکت)۔
- منتخب احادیث، حضرت مولانا یوسف کاندھلوی، اریب پبلیکیشنز، دہلی۔
- مسنون معاشرت: موبائیل فون آداب واُحکام، مفتی ابوبکر جابر قاسمی، مفتی رفیع الدین حنیف قاسمی، مکتبۃ فیصل دیوبند۔
- فدیہ وقضا، فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب: ، انجمن احیاء السنۃ لاہور۔
- تربیت الطالبین، مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ، جامعہ محمودیہ نوگزہ، علی پور، ہاپوڑ، میرٹھ، یوپی۔

- تاریخ دارالعلوم، سید محبوب صاحب رضوی، المیز ان ناشران وتاجران کتب، لاہور۔
- نقوش ابرار، محمد زید مظاہری ندوی، کتب خانہ نعیمہ دیوبند۔
- تذکرہ حضرت مولانا محمد مظہر نانوتوی، نورالحسن راشد کاندھلوی، حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی، کاندھلہ۔
- ارشادات افتخار الأولیاء، ابوعثمان محمد شعبان بستوی، مدرسہ اسلامیہ سلیمانیہ، عیدگاہ، کاندھلہ ضلع شاملی۔
- نمونے کے انسان، حضرت مولانا اعجاز احمد صاحب اعظمی رحمہ اللہ ۱/ ۳۹، مکتبہ ضیاء الکتب، خیرآباد، ضلع مئو، یوپی۔
- ملفوظات شیخ الحدیث: ۳۳، ترتیب مولانا ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی، ادارہ فیض شیخ، گجرات۔
- ارشادات ابرار، سید سلم اللہ غوری، مکتبۂ محاسن الابرار، حیدرآباد۔
- مجالس مسیح الامت، مولانا محمد غیاث الدین مظاہری، مکتبۃ الاشرف، الہ آباد۔
- ارشادات قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ عبدالقادری رائپوری، کتب خانہ اختری، سہارنپور۔
- نبی کریم ﷺ کی معاشی تعلیمات: ۲۸۹، پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، مکتبہ ارشاد محل محل دیوبند۔
- مدارس اسلامیہ، حقیقی کردار اور نصب العین تحفظ، تجاویز اور مشورے،: ۴۳=۴۶، مرکزی دفتر رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند۔
- فضائل حفاظ القرآن معہ علوم وقصص واخلاق حملۃ القرآن، محمد طاہر رحیمی مدنی، اریب پبلیکشنز۔
- چند اہم عصری مسائل، مفتی زین ال اِسلام قاسمی الہ آبادی، مکتبۃ دارالعلوم دیوبند۔